تاریخِ مزاراتِ بخارا

(المعروف تاریخِ ملّازادہ)

مصنفہ

احمد بن محمود المدعو بمعین الفقراء

باہتمام

خادم علی شاہ بخاری فاؤنڈیشن

کراچی - پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

maablib.org

تاریخِ مزاراتِ بُخارا

(المعرُوف تاریخِ مُلّازادہ)

مُصنّفہ

احمد بن محمود المدّعو بمعین الفُقراء

مُولّفہ

الحاج وقار احمد وقار صدّیقی

مُترجمہ

ڈاکٹر سیّد امتیاز حیدر

(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

باہتمام

خادمِ علی شاہ بُخاری فاؤنڈیشن

کراچی - پاکستان

طبعِ اوّل ——————— اکتوبر ۱۹۹۷ء
تعداد ——————— دو ہزار
مطبع ——————— پنجوانی پریس کراچی
آرٹسٹ ——————— محمد عبدالرشید صدیقی

ہدیہ

الحاج سیّد خادم علی شاہ بخاری صاحب کے حق میں دُعائے مغفرت

ملنے کا پتہ

خادمِ علی شاہ بُخاری فاؤنڈیشن
۱۰۰۵۔ ٹریڈ سینٹر، دسویں منزل۔ آئی آئی چندریگر روڈ
کراچی۔ ۷۴۲۰۰
فون : ۲۶۳۱۷۶۲

maablib.org

بیاد

حضرت قبلہ الحاج سید خادم علی شاہ بخاریؒ

پیش لفظ

الحاج سیّد ناصر علی شاہ بخاری صاحب نے فارسی کی ایک کتاب "تاریخِ مُلّازادہ" عطاء کی فارسی بہت پُرانی تھی اس کے ترجمہ کے لئے کئی حضرات سے رابطہ کیا مگر کامیابی نہ مل سکی۔ آخیر میں محترم اُبوالفہیم ڈاکٹر خورشیدِ خاور امروہوی صاحب سے مشورہ کیا انہوں نے رہنمائی فرمائی اور ڈاکٹر سیّد امتیاز حیدر صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی، سے مُلاقات کرائی جو فارسی زبان و ادب کے عالم فاضل ہیں اُن سے مُدعا بیان کیا۔ انہوں نے کتاب دیکھی اور فرمایا کہ فارسی ہرچند کہ پُرانی ہے مگر ترجمہ کی کوشش کریں گے۔ اور محترم نے ایسا ترجمہ فرمایا کہ محسُوس ہوتا ہے بُنیادی طور پر اردو زبان ہی میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ میں ڈاکٹر سیّد امتیاز حیدر صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہُوں کہ انہوں نے یہ مشکل حل فرمائی موصُوف نہایت خلیق اور مشفق انسان ہیں۔ اللہ پاک ایسے حضرات کے سایے کو قائم رکھے۔ آمین۔

کتاب پڑھی لُطف آگیا فوراً ذہن میں خیال آیا کہ فی الحال الحاج سیّد خادم علی شاہ بخاری صاحبؒ المعرُوف "شاہ صاحب" کی پہلی برسی پر نذرانۂ عقیدت کے طور پر یہ کتاب بعُنوان "تاریخِ مزاراتِ بخارا" ہی شائع کر کے پیش کی جائے (اس موقعہ پر میں اپنی تحریر کردہ کتاب حضرت الحاج سیّد خادم علی شاہ صاحبؒ کے بارے میں شائع کرنا چاہتا تھا جو مُکمّل نہ ہو سکی)۔ حضرت شاہ صاحب کا سلسلہ بھی بزرگانِ بُخارا سے ملتا ہے۔ بخارا میں بڑے بڑے نامور عُلماء فقہا و صوفیہ کرام پیدا ہُوئے جن کی زیادہ تر صفات حضرت قبلہ سیّد خادم علی شاہ بخاری صاحبؒ میں پائی جاتی تھیں وہ ایک سچے عاشقِ رسُول تھے اپنے اسلاف سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے اعمالِ حُسنہ اور صفاتِ محمُودہ مثالی تھے۔

کیا کیا تعریفیں بیان کرُوں اپنے شاہ صاحبؒ کی وہ ایک بلند پایہ کردار کے مالک تھے۔ اخلاق و تہذیب، شرافت اور خُلق و مروّت کا ایک مجسّم نمونہ تھے ایک کامیاب تاجر ہوتے ہُوئے بھی دُنیاوی غلاظتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے۔ مفلسوں کے ہمدرد و غمگسار تھے۔ جہدِ مُسلسل اور عالی ہمت والے انسان تھے دُوسروں کے لئے چشمۂ فیض تھے۔ مُعاملہ فہم اور حق گو تھے۔ شاہی میں اُن کی دُرویشی قابلِ دید تھی۔ خُوش وضع، خُوش پوش، خُوش شکل، خُوب سیرت اور سچے محبِّ وطن تھے۔ فخریہ انداز

میں خود کو "پاکستان میڈ" فرماتے تھے۔ پاکستان کی بقاء و استحکام کے لئے ہمیشہ دعا فرماتے تھے۔ حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ اور پاکستان بنانے والے دیگر اکابرین کی دل و جان سے قدر فرماتے تھے۔ روزانہ قرآن شریف کی تلاوت فرما کے ان حضرات کی ارواح کو ثواب پہنچاتے تھے۔ حُسنِ اتفاق کہ یہ سال پاکستان کے قیام کا گولڈن جوبلی سال بھی ہے۔

قبلہ شاہ صاحبؒ نیت صاف رکھتے تھے قول کے پکّے تھے بے لوث خدمت کر کے خوشی محسوس فرماتے تھے۔ اِس دور میں ایسی مخیّر ہستی نہیں دیکھی۔

سادات کا احترام دل و جان سے کرتے تھے۔ مجھے مُدّت دراز تک فیضِ صحبت حاصل رہا ہے اس لئے اُن کی شخصی خوبیوں سے متاثر ہو کر یہ مختصر کلمات لکھ رہا ہوں۔ تفصیل اپنی آنیوالی کتاب میں پیش کروں گا۔ انشاء اللہ تعالے۔

"تاریخ مزاراتِ بخارا" میں جہاں مزارات، صاحبانِ مزارات کا ذکر ہے وہاں شہر بخارا کا اُس وقت کا جغرافیہ، آبادی، عمارات، مساجد اور باغات کے بارے میں بھی تفصیلات ملیں گی۔ تاریخ سے دلچسپی اور بزرگانِ دین اولیاء کرام فقہاء و صوفیا کرام مشائخ عظام سے عقیدت رکھنے والے حضرات کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی۔ اس کی اشاعت کے سلسلہ میں دوسری کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اشعار کا لفظی ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ لطف اور مفہوم و معنی قائم رہے۔

اللہ تعالے میرے محترم الحاج سیّد خادم علی شاہ بخاری صاحبؒ کو جنّت الفردوس میں نمایاں مقام عطاء فرمائے آمین۔ حضرت شاہ صاحبؒ بہت نیک انسان تھے انہوں نے ہمیشہ دوسروں کی بے لوث خدمت کی بلکہ یہ سمجھئے وہ نیک کام کرنے اور دوسروں کی خدمت کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔ محترم شاہ صاحبؒ کی بہت یاد آتی ہے وہ عالی نسب تھے۔ ربّ العزت اُن کی مغفرت فرمائے اور ان کے گھرانے کو ان کے قائم کئے ہوئے تجارتی اداروں کو قائم رکھے اور ان میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو اور ہم سب کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ فقط

وقار احمد وقار صدّیقی

(ٹرسٹی)

(ا)

بسم اللہ تعالیٰ شانہٗ

۲/مہر ماہ/۱۳۲۹ شمسی

محترم دوست فاضل ادیب آقای احمد گلچین دامت توفیقاتہ العالیہ

کتاب "مزاراتِ بخارا" کا ایک نسخہ جس کی پشت آپ کے خوش خط اور اعلیٰ اشعار سے مزیّن تھی جناب آقای ادیب برومند کے توسّط سے ملا جس کی وصولی سے نہایت مسرّت و خوشی حاصل ہوئی۔ فی الحال چند روز سے میرا وقت اس کتاب کے مطالعے میں انتہائی خوشی اور کامیابی سے گزر رہا ہے جو آپ کی فاضلانہ تصحیح اور تعلیقات کے زیور سے آراستہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کو عہدِ حاضر کی قابلِ افتخار ادبیات و مطبوعات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

یہ بندۂ ناچیز کہ طبع آزاد کے سبب سے تہی دستی کے علاوہ کچھ نہیں رکھتا اس نفیس ہدیہ کے مقابلہ میں صرف اظہار امتنان و دعائے خیر پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کتاب مستطاب کی تاریخِ طباعت کے سلسلہ میں ایک قطعہ بھی عرض کیا ہے اگر آنجناب کی طبع رسا کے لئے قابلِ قبول ہو تو بندۂ ناچیز کے لئے باعثِ صد افتخار ہوگا۔ آئندہ چند روز میں انشاء اللہ واپس آؤنگا ادب دوستوں اور بالخصوص جناب بیات اور سہیلی کی خدمت میں عرض سلام۔

(جلال الدین ہمائیؔ)

قطعہ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

maablib.org

بسم اللہ تعالےٰ شانہٗ

تاریخِ طباعتِ کتاب "مزاراتِ بخارا" تالیف احمد بن محمود جو محترم آقای احمد گلچین کی فاضلانہ تصحیح و تعلیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ بتاریخ ۱۳۷۹ قمری

ترجمہ

کتابِ مزاراتِ شہرِ بخارا فرزند محمود احمد کے آثار میں سے ہے
جو نقل تاریخ اور شرح تراجم میں عدل کا ایک راوی اور قول میں مستحکم ہے
ادبی ذوق کے لئے فرحت بخش شراب ہے عقل کے دماغ کے لئے گلاب کا جوہر ہے
نئے سرے سے جسم پر ایک پوشاک پہنی صاف ستھرے متن اور طبع مجدّد سے
اسکی تالیف سے احمد کامیاب ہوئے اسکی تصحیح سے بھی احمد تائید کرنے والے ہوئے
غرض یہ کہ آقای گلچین کی کوشش سے بے انتہا زحمت اور بے حد تحقیق کے بعد
عہدِ گذشتہ کے آثار سے باقی رہ گئی دنیا میں ہمیشہ کے لئے ایک بڑی یادگار
سنا نے مجھ سے اسکی تاریخ طبع پوچھی
میں نے کہا "بتاریخ گلچین احمد"
۱۳۷۹

maablib.org

مقدمہ از تصحیح کنندہ

یہ کتاب جس میں بخارا اور اسکے گردونواح کے مزاروں اور مرقدوں کا ذکر ہے اور "تاریخ ملازادہ" کے نام سے مشہور ہے اور جس میں تاریخی واقعات اور بخارا کے ایک سو ساٹھ علماء و فقہاء و مشائخ صوفیہ کے تراجم شامل ہیں۔ فارسی زبان کا ایک نہایت معتبر ذریعہ سمجھی جاتی ہے اور تقریباً نویں صدی ہجری کی پہلی چوتھائی میں تالیف ہوئی۔ یہ کتاب دو اقسام پر مشتمل ہے۔

قسم اول :

اُن بزرگوں کا ذکر جو شہر کی حدود اور تقریباً تین کلو میٹر شہر کے ویرانے میں مدفون ہیں۔

قسم دوم :

وہ بزرگ جو شہر کے گردونواح میں ہیں اور قسم اوّل میں ذکر شُدہ حد سے آگے ہیں۔

کتاب میں خطبہ و بیان اور مختلف اطلاعات و روایات جو شہر بخارا شریف کی شان و احترام میں مشہور ہیں اور اس شہر کی مسلمانوں کے ہاتھوں ابتدائی فتح اور اہلِ قبُور کی زیارت اور آداب زیارت کے جواز کے ذکر کے بعد مشائخ میں سے اوّل بزرگ جن کا نام اس کتاب میں لیا گیا ہے شیخ معروف "ابو حفص کبیر" کا اسمِ گرامی ہے (۱۵۰ - ۲۱۷) جو "تاریخ بخارا" میں کئی جگہ آیا ہے۔ اور اسی سلسلہ کے آخری بزرگ شیخ سالک مجذُوب "بابا مبارک چہار طاق" ہیں (متوفی ۸۱۴ھ) اور کتاب کا اختتام اُنہی کے اسمِ گرامی پر ہوتا ہے۔

کتاب کے مؤلف "معین الفُقراء احمد بن محمود، مُلّازادہ بخُاری" ہیں۔ افسوس کہ ان کے حالات اور دوسری تالیفات کے متعلق کچُھ معُلوم نہ ہوسکا۔ اس کتاب سے جو کچھ معُلوم ہوسکا مختصراً یہ ہے کہ وہ ایک دانشمند عارف و محقّق اور بڑے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جس طرح "ائمۂ شارستانی" کے مزارات کے ذِکر میں (ص ۲۶) کہ یہ بزرگ انکے لواحقین میں سے تھے۔

انہوں نے خود ہی اس طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا کہ "شیخ سیف الدین باخرزی" کے ترجمہ میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔

تصوّف میں اُن کا سلسلۂ طریقت "خواجگان نقشبندی" سے ملتا ہے جن کا مذہب حنفی ہے۔ وہ خود "خواجہ محمد پارسا" (متوفی ۸۲۲ھ) کے مُرید تھے۔ جیساکہ ص ۱۷ میں کہتے ہیں عالم ارواح میں قرب و دوری یکساں ہے، لکھتے ہیں ------ جناب ولایت مآب سیّدنا مولانا اور ہمارے خواجہ یعنی "خواجہ پارسا محمد بن محمد الحافظی البخاری" قدس اللہ سرہ اس بات کو بہت پسند فرماتے تھے۔

"خواجہ پارسا" کے نام کے ذکر اور آخری مزار جس کا اس کتاب میں ذکر ہے موٴلف کے زمانے کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

نثر کتاب

کتاب کی نثر رواں اور سادہ اور "تاریخ بخارا" کے انداز سے ملتی ہے یعنی "تاریخ نرشخی" کے ترجمہ کا خلاصہ کہ آج ہمارے پاس ہے اور یہ چند سطریں اس بات کی گواہی دیتی ہیں: کہتے ہیں کہ بخارا میں ایک امیر تھا جس کا نام "محمد طالوت" تھا ایک روز اپنے وزیر "خشویہ" سے کہا کہ "خواجہ ابوحفص" کی زیارت کو چلنا چاہیئے اور اُن کے احوال معلوم کرنے چاہئیں۔ یہ "خشویہ" بخارا کے رئیسوں میں سے تھا اور وہاں کا محتشم تھا۔ اُس نے کہا آپ کو وہاں نہ جانا چاہیئے۔ جب آپ اُن کے قریب جائیں گے اُن کے رعب کی وجہ سے اُن سے بات نہ کرسکیں گے۔ اس نے کہا میں ہر حال میں جاؤں گا۔ چنانچہ وزیر کے ہمراہ "خواجہ ابوحفص" کے پاس گیا۔ وہ اس وقت مسجد میں نماز ادا کررہے تھے۔ بعداز نماز و سلام وزیر اندر آیا اور کہا امیر آئے ہیں آپ کی اجازت ہے اندر آجائیں۔ فرمایا ہاں اور قبلہ رُو بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر اندر آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا اور کوئی بات نہ کرسکا۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے پُوچھا کیا حاجت ہے؟ اس نے ہرچند کوشش کی کہ کچھ بولے لیکن بول نہ سکا------"

"تاریخ بخارا" طبع پیرس، ص ۵۵، اور طبع تہران، ص ۶۷"

-----وہ بزرگوار مُرید خواجہ خواجگان "خواجہ عبد الخالق غجدوانی" تھے اور کئی مرتبہ جمعہ کی راتوں کو شہر بخارا سے "غجدوان" خواجہ کی خدمت میں آتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ "صدر" آجاتے، خواجہ سَر جھکائے ہوتے صدر کھڑے رہتے یہاں تک کہ خواجہ اپنا سر مبارک اٹھاتے، صدر سلام کر کے بیٹھ جاتے۔ ایک شب صدر آگئے خواجہ نے بہت دیر بعد سر اُٹھایا۔ خادم نے کہا: صدر دیر سے کھڑے ہیں۔ خواجہ نے فرمایا: یہ اس بات کا کفارہ ہے کہ لوگ ان کے سامنے کھڑے رہتے ہیں-----"

"مزارت بخارا ص ۴۶"

نُسخوں کا تعارُف

کتابخانۂ ملی ملک میں دو عدد خطی مجموعے موجود ہیں جنکا شمارہ ۴۴۲۹ اور ۴۴۳۰ اور جو مرحوم "محمد حسن خان صنیع الدولہ" (اعتماد السلطنہ) کی کتابوں کا جزو ہیں۔ ان دونوں مجموعوں کے ہر کتابچہ میں شہر یا بلوکی کی تاریخ و جغرافیہ، کل آبادی، قبائل، عمارات و مساجد و مزارع و باغات کے حالات شامل ہیں (۱)

مجموعہ شمارہ ۴۴۳۰ چونتیس کتابوں اور کتابچوں پر مُشتمل ہے اور اُن میں سے ایک یہ کتاب ہے ۔ اس سے پہلے میں نے اس مجموعہ کو دیکھا اور اسکی اہمیت کو سمجھا۔ اس کے بعد معلُوم ہوا کہ اسی کا ایک نسخۂ مجلس شورای ملی کی لائبریری میں ہے اور یہی نسخہ میرے لئے رہنما ثابت ہوا۔ مدرسہ عالی سپہسالار کی فہرست سے خارج نسخہ کی طرف جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ مدرسہ سپہسالار کا نسخہ تاریخ بخارای نرشخی شمارہ ۱۶۴۴ کے ساتھ ضم ہے اسکا سائز ۵/۶ x ۵/۱۲ اور بدخط نستعلیق میں ہے جسے اس نسخہ سے نقل کیا گیا جو ۱۱۰۶ میں

....

۱۔ اِسی قسم کے آٹھ دیگر نُسخے وزارت دارائی کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اور آقای ایرج افشار نے ان کی ایک مُکمّل فہرست مرتّب کر کے فرہنگ ایران زمین کی جلد ششم دفتر اوّل میں شائع کی ہے۔

محمد شفیع بن مُلّا نظر محمد کے خط میں لکھی ہوئی تھی اور اُسکے آخر میں کاتب اس طرح لکھتا ہے
"تمام شد کتابت بدست شناء الملتہ بن ضیاء الحق ولد حاجی مولوی مولانای علامہ فرید وحید در غرۂ صفر ختم بالخیر والظفر در سنہ دویست، سی، چہار، ہزار، از ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ السّلام۔

کاتب این کتاب بی انجام * مخدم نشاۂ مند زہر آشام

"اس کتاب کا نام "رسالۂ مُلّازادہ" ہے۔ شہر اور تین کلومیٹر کے نواحی بزرگوں کا حال بیان کرتی ہے لیکن مختصر ہے"۔
آخری عبارت اور کاغذ کے رنگ اور خط کے انداز سے ظاہر ہے کہ یہ نسخہ بخارا میں لکھا گیا ہے۔

۲۔ نسخہ مجلس شورای ملی شمارہ ۲/ج/۲۲۵ اور مدرسہ سپہسالار کے نسخہ کا کچھ حصہ جو "تاریخ بخارای نرشخی" میں بھی شامل ہے مدرسہ عالی سپہسالار کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے اور کاتب نے آخر میں اس طرح لکھا ہے۔ "اس کتاب کی کتابت" تاریخ بخارا کے دو نسخوں پر مشتمل ہے ان سے کی گئی ہے۔ مرحوم اعتضاد السلطنہ علی قلی میرزا کے نسخہ سے جو فی الحال مرحوم حاجی میرزا حسین خان سپہسالار قزوینی کے مدرسۂ ناصری کی نئی عمارت میں منتقل ہوگیا ہے حسبُ الحکم جناب جلالت مآب آقای صنیع الدّولہ وزیر الطباعات دولتی وغیرہ، تہران میں مرحوم شیخ عبد الحسین طاب ثراہ اور میں خطاط محمد حسن بن جعفر القمی تحریراً فی شہر رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۱ھ
اللہم اغفر لکاتبہ و قاریہ بحق محمد و آلہ"۔

۳۔ ملک کے قومی کتبخانہ کا نسخہ جس کا شمار وہی ہے جو مندرجہ بالا مجموعہ کا ہے اس کا سائز رحل جیسا اور ٹائپ میں چھپا ہے۔ اُس کی طباعت کا انداز و زارت دارائی کے دیگر مجموعات کی طرح متن اور حاشیہ دار ہے۔ تاریخ کتابت ۲۵ جمادی الآخر سنہ ۱۲۹۲ نام کاتب "مسیح" کہ الگ الگ حروف میں لکھا ہوا ہے (م س ی ح)۔
جو اشارہ کہ ہم نے اس نسخہ سے پہلے کیا ہے اور دوسرے قرائن کے مطابق کوئی شبہ نہیں کہ یہ

نسخہ بھی مدرسۂ سپہسالار کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے کیونکہ اُس کی غلطیاں بھی ہو بہو اس کی غلطیوں کی طرح ہیں یہاں تک کہ اس نسخہ کے بعض الفاظ میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے تو بعینہ اس نسخہ میں بھی نظر آتی ہے مثلاً: (دیوانِ شعر عربی و فارسی و دیوانِ شعر) کہ اُس کا اصل (دیوان شعر عربی و دیوان شعر فارسی) ہے اور (عنصرفی) کہ اس کا اصل (غطریفی) ہے وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ ۱۳۲۲ھ میں اس کتاب کا ایک نسخہ ۴۲ صفحات میں زرد کاغذ اور رقعی انداز میں "تاریخ بخارای نرشخی" کے ضمیمہ کے طور پر ملا سلطان بن ملا صابر بخاری تاجر کتب کے اہتمام سے کاکان پریس بخارا میں بہ عنوان "مرغوبۂ نادرۂ پسندیدہ زائرین المسمی بہ ملّازادہ و تاریخ نرشخی" خط نستعلیق بدنما اور غلط مولّف کے نام کے ذکر کے بغیر پتھر کے پریس پر چھاپا گیا ہے۔

یہ چھپا ہوا نسخہ جو فاضل پروفیسر آقای سعید نفیسی کی عنایت سے مجھے دستیاب ہُوا اس میں صفحہ ۲۵ سے ۳۸ تک یعنی کتاب کا ٹھیک ایک تہائی حصّہ غائب تھا اور اس کی جلد بندی میں اصلی کتاب کے اوراق کی بجائے غلطی سے تاریخ نرشخی کے اوراق جو اسی سائز اور اُسی خط میں ہیں لگادئے ہیں۔

۵۔ ۱۳۲۴ھ میں ناصر الدّین الحنفی الحسینی البخاری نے ایک کتاب بنام "تحفہ الزائرین" سلسلہ خواجگان (از خواجہ عبدالخالق غجدوانی متوفی سال ۵۷۵ھ تا وقت تالیف) کی قبروں اور مزارات کے بارے میں تالیف کی ہے اور اُس کتاب کا ماخذ یہی کتاب ہے۔

مذکورہ کتاب ۱۴۴ صفحات میں رحل کے سائز میں ۱۳۲۸ھ میں بخارا میں پتھر کے پریس پر چھپی ہے۔ کتاب شروع کرنے سے پہلے تاریخ ملّازادہ کا ایک خلاصہ بیس صفحات میں نقل کیا گیا ہے اور اس کے آخر میں تحریر ہے "انتہی ملّازادہ"۔

اس کتاب کے دُوسرے نسخے

اس کتاب کے دُوسرے نسخے جو ہم کو دستیاب نہ ہو سکے مندرجہ ذیل ہیں:

تاشکند کی لائبریری میں اس کتاب کا ایک نسخہ موجود ہے اس کا نام بعنوان "تاریخ ملازادہ" لیا گیا ہے اور ہر ایک کی تاریخ کتابت اس ترتیب سے ہے : ۱۲۳۳ - ۱۲۴۵ - ۱۲۵۵ - ۱۳۶۱ - ۱۳۴۳ - ۱۲۷۰ - ۱۲۲۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۱۴ - اس فہرست کے مرتب نے موءلف کے بارے میں کچھ نہیں لکھا جو ہماری معلومات میں اضافہ کا باعث ہوتا۔

رک "فہرست کتب شرقی کتابخانۂ تاشکند، ج ا ص ۲۰۵"

لینن گراڈ میں دو نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک ۱۲۸۹ھ میں لکھا گیا ہے اور دوسرا ۱۶۰۰ء میں اور یہ دوسرا نسخہ قدیم نسخہ ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہے لیکن ان وجوہات کی بنا پر جو قارئین سے پوشیدہ نہیں ہیں ہمارے لئے ممکن نہ ہوسکا کہ ہم اس نسخہ سے استفادہ کرتے۔

ایک نسخہ انجمن ایشیائی لندن کی لائبریری میں بھی ہے جس کی کتابت کی تاریخ ۱۲۳۶ھ ہے اور مدرسہ سپہسالار کے نسخہ کے بعد شائع ہوئی ہے۔

ایک نسخہ بخارا میں بھی ہے جس کی خصوصیات کا علم نہیں ہے۔ رک "ادبیات ایران استوری ج ۲ ص ۹۵۳"۔

پروفیسر بارتولد کی رائے

مشہور مستشرق و دانشمند پروفیسر بارتولد اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں :-

ہم نے ان تالیفات پر زیادہ بھروسہ نہیں کیا ہے جو "تاریخ شیوخ بخارا" ہیں۔ اس کتاب کی تالیف جس کا نام "کتاب ملازادہ" ہے احمد بن محمود ملقب بہ "معین الفقراء" نے کی ہے اور اس کے نسخوں کی تعداد سے جو وسط ایشیا میں موجود ہیں اس کی شہرت کا پتہ چلتا ہے۔ موءلف نے اولیاء اور مسلمان بزرگوں کی قبروں کی تعداد کا ذکر کیا ہے جو بخارا میں مدفون ہیں اور ان کی زندگی کے بارے میں ہم کو معلومات فراہم کی ہیں۔ موءلف کی زندگی کے حالات معلوم نہیں البتہ ان تاریخی واقعات سے جو موءلف کی کتاب میں درج ہیں معلوم ہوتا ہے کہ پندرھویں صدی عیسوی سے قبل ان کا وجود نہ تھا۔

ان کے مضامین پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے آخری ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔ جو ان کے پاس تھے۔ رک "کتاب ترکستان ص ۵۸"

تصحیح کتاب

جیسا کہ اُوپر آچکا ہے کتابخانۂ ملی ملک اور مجلس شورای ملی کے نسخے مدرسہ سپہسالار کے نسخے سے نقل کئے گئے ہیں اس لئے احتیاطاً دونوں نسخوں کا بغور و بدقت مُطالعہ کیا گیا ہے چُنانچہ ہمارے نسخوں کی تعداد سے خارج ہوگئے اب باقی رہا مدرسہ سپہسالار کا نسخہ اور وہ ناقص چھپا ہوا نسخہ جس میں صفحہ ۲۵ سے ۴۸ تک ناپید ہیں۔

بہرکیف ان سب نسخوں میں مدرسہ سپہسالار کا نسخہ اُس چھپے ہوئے نسخہ کے مقابلہ میں جو ناقص اور غلط ہے، کم غلط اور استوار ہے۔ متن کی تصحیح میں اگر کوئی لفظ یا حرف رہ گیا تھا ہم نے اس کو دو خطوط کے درمیان لکھ دیا ہے اور جہاں کہیں کاتب سے کوئی غلطی ہوگئی تھی اس کی تصحیح قیاس سے کردی گئی ہے مثلاً: علیہ الرحمہ کی بجائے علیھم الرحمہ اور مشاہدۂ بجائے مشاہد اور فذروہا بجائے فزوروہا وغیرہ وغیرہ۔ اس کی اصل حاشیہ میں بعنوان "اصل" دے دی گئی ہے طور جہاں کہیں بھی چھپے ہوئے نسخہ سے کوئی قابلِ ذکر اختلاف نظر آیا اُسے ہم نے مذکورہ حاشیہ میں دے دیا ہے۔

بُخارا کے چھپے ہوئے نسخہ کی بے شمار غلطیوں اور بھول سے رہ جانے والے بہت سے الفاظ کو کہ جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہ تھا ہم نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔ اُس سلسلہ میں بطور ثبوت اُس نسخہ کے شروع کے دو صفحوں کی بعض غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

موجودہ نسخہ	بخارا کا چھپا ہوا نسخہ
ص ۱ س ۲ کافۃ الناس	کافہ
ص ۱ س ۸ وانطمست	وانظمت
ص ۱ س ۱۰ وتسلیماً علیہم	وتسلیماً عنہم
ص ۱ س ۱۲ و ۱۵ مشاہد	مشاہدہ
ص ۲ س الم سمیت	سمیت
ص ۲ س ۲ ساکنیہا	ساکینہم

ص ۳ س ۲ رجیاً	رجاً
ص ۳ س ۴ از قال النبی تا کشاہر السیف	دو سطریں رہ گئی ہیں
ص ۳ س ۷ تاریخ جہانگشای	تاریخ جہانگیری
ص ۳ س ۸ مدینہ السلام	دار السلام
ص ۳ س ۹ مجمع علماء ہردین	مجمع ہردین
ص ۳ س ۱۰ واشتقاق بخارا	ندارد

حواشی

حاشیوں میں لفظ "مد" مدرسۂ سپہسالار کے نسخہ کی علامت ہے اور حرف "چ" بخارا کے چھپے ہوئے نسخہ کی علامت ہے۔

اس حصّہ میں ہم نے لغات اور اصطلاحات اور مذکورہ کتب کے مؤلفین کے نام جنکا ذکر متن میں آیا ہے اور مختلف مقامات کی تعریف اور تھوڑی سی وضاحت اور بہت سے لوگوں کا تعارف اور انکی تاریخ ولادت و وفات کا ذکر جہاں جہاں ضروری معلوم ہوا اور جتنا ممکن ہوسکا بیان کئے ہیں۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے اگرچہ اس کتاب میں جس جگہ بھی ہمیں کسی مقام کا نام نظر آیا ہے ہم نے معتبر ذرائع سے اس کے بارے میں مختصر سی وضاحت کردی ہے پھر بھی ہم نے اس بات کو سُودمند محسوس کیا کہ بخارا اور اسکی نواحی کے جغرافیہ کو قارئین کی خدمت میں ایک ہی جگہ پیش کیا جائے۔

امید ہے کہ ناچیز کی یہ خدمت دانشمندان اور محققین گرامی کے لئے مورد قبول واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس بندہ ناچیز کو اپنے احسان اور کرم سے مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طہران فروردین ماہ ۱۳۳۹ شمسی

احمد گلچین معانی

بخارا اور اس کے گرد و نواح کا جغرافیہ (۱)

جو قصبات جیحون پر واقع ہیں ان میں سب سے پہلے ہم بخارا کے ایک شہر ماوراء النہر کا ذکر شروع کرتے ہیں جو ہمیشہ بخارا کے امرا کی رہائشگاہ رہا ہے۔ بخارا کو "بومجکت" (۲) کہتے ہیں۔ یہ شہر جنگل میں ہے اور لوگ لکڑی کے مکان بناتے ہیں۔ محلات و باغات وغیرہ ساتھ بنائے ہیں۔ گاؤں اور دیہات ایک دوسرے کے نزدیک ہیں۔ باغات ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ شہر کا رقبہ تقریباً ۱۲ x ۱۲ کلو میٹر ہے اور اس کے چاروں طرف ایک دیوار (فصیل) بنائی گئی ہے۔ اس تمام رقبہ میں کوئی جگہ خالی نہیں پائی جاتی۔ لوگ گرمی اور جاڑے کے موسم میں یہیں رہتے ہیں۔ اس فصیل کے اندر ایک اور دیوار ہے۔ ۱½ x ۱½ کلو میٹر اور شہر اس دیوار کی حدود میں واقع ہے۔ شہر کے باہر ایک پرانا قلعہ ہے۔ چند دیہات (چھوٹے چھوٹے شہر) اور ایک قلعہ ہے۔ خراسان کے حاکم آل سامان اسی پرانے قلعہ میں قیام کرتے تھے۔ پرانے قلعہ کے گرداگرد ایک دیوار ہے اور جمعہ مسجد پرانے قلعہ کے دروازے پر واقع ہے اور بازار وغیرہ پرانے قلعہ کے گرداگرد دیوار کے اندرونی حصہ میں ہیں۔ خراسان اور ماوراء النہر میں کوئی

. . . .

(۱) متن کی کتاب شرح "مسالک و ممالک" نسخہ شمارہ ۱۰۱۲ کتابخانہ شورای ملی سے منقول ہے اور اس کا رسم الخط آج کل کے رائج خط کے مطابق ہے۔ اس نقل میں بیروزی = پیروزی، ایخ = آنچہ، مروز = مرو رود، بارکین = پارکین، بیوستہ = پیوستہ، کی = کہ لکھا ہوا ہے۔ کاف اور گاف بھی ایک دوسرے سے فرق رکھتے ہیں۔ بعض ناموں میں جہاں تحریف یا غلطی نظر آئی اسے "مسالک الممالک" اصطخری (طبع لیدن، ص ۳۰۵ تا ۳۱۶) سے استفادہ کر کے درست کر دیا۔ اصل صورت اور قرأت کے اختلاف کو حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

مجھے فی الحال اس کتاب کے چار نسخے ایران میں معلوم ہوئے ہیں جو اہمیت کے اعتبار سے مندرجہ ذیل ترتیب سے ہیں۔

۱۔ نسخۂ دانشگاہ، (۲) نسخۂ آقای غلام رضا شہنواز، (۳) کتابخانۂ ملی ملک، (۴) نسخۂ کتابخانہ مجلس شورای ملی، مجلس کا نسخہ ۱۳۱۶ھ میں علی خان حاکم اردبیل کے حکم سے بخط قنبر علی بن عباس افشار ارومیہ اس نسخہ سے جو مقبرہ شیخ صفی الدین اردبیلی سے متعلق ہے اور جس کی تاریخ ۱۰۳۹ھ ہے نقل کیا گیا۔ اس کا سائز ۲۱ x ۳۳ اور ۱۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں سترہ سطریں ہیں۔ پوری کتاب خط نستعلیق میں ہے۔ کاغذ فرنگی اور موٹے سیاہ کینوس کی جلد ہے۔ اس میں بیس نقشے ہیں۔

اگرچہ بخارا اور اس کے مضافات کا ذکر تاریخ بخارا میں آچکا ہے لیکن ہم نے اس سلسلہ میں "مسالک و ممالک" کے ترجمہ سے اس لئے استفادہ کیا کہ اس نسخہ کی ابھی طباعت نہیں ہوئی ہے قارئین کے لئے تازگی کا باعث ہوگا۔

(۲) اصل: بومجکت۔

شہر بخارا سے زیادہ آبادی والا نہیں ہے۔ دریائے سغد شہر کے درمیان سے گزرتا ہے اور وہاں سے کھیتوں میں ہوتا ہوا "بیکند" کی حد تک جاتا ہے اور زیادہ تر آبگیری (۱) میں "بیکند" کے برابر گرتا ہے جسے "سام کاس" کہتے ہیں۔

بخارا کے سات دروازے ہیں۔ ایک کو "درِ شارستان" کہتے ہیں دوسرے کو "درِ نور" (۲) اور تیسرے کو "درِ کندہ" چوتھے کو "درِ آہن" پانچویں کو "درِ قہندز"، چھٹے کو "دروازۂ مہرہ" جس کو "دروازۂ بنی اسد" کہتے ہیں اور ساتواں "دروازۂ سغدیان"۔

قہندز کے دو دروازے ہیں "درِ ریگستان" اور دروازۂ مسجد آدینہ۔ "ربض" کے کئی دروازے ہیں ایک "درِ میدان" جو خراسان کی طرف ہے اور "دروازۂ ابراہیم" مشرق کی طرف اور "دروازہ حدیق" (۳) اور "دروازہ مرو قشہ" (۴) "دروازہ کلاباد" و "درِ نوبہار" "دروازہ سمرقند" "دروازہ اینہ" (۵) "دروازہ حد شرون" (۶) جو خوارزم کا راستہ ہے۔ "درِ غشج" (۷) اور "ربض" کے درمیان بازار اور دروازے ہیں۔ ایک "درِ آہنین" اور "درِ پول حسان" (۸) اور دو دروازے "مسجد ماخ" (۹) کی طرف۔ ان دو دروازوں کے درمیان ایک اور دروازہ ہے جس کو "درِ رجب" (۱۰) کہتے ہیں۔ ایک دروازہ "کوشک یوہاشم" (۱۱) کے نزدیک ہے۔ ایک دروازہ "پول بازارک" کے نزدیک اور دروازۂ "فارجک" (۱۲) اور "درِ کوی مغان" اور "درِ سمرقند"

"شارستان" اور "قہندز" کے درمیان کوئی بہنے والا پانی (ندی وغیرہ) نہیں ہے
اور پانی بڑے دریا سے حاصل کرتے ہیں اور اسی دریا سے دوسرے دریا نکلتے ہیں
(۱۳) ایک کا نام "رودِ فسردہ" (۱۴) اور اس میں سے (۱۵) رود بخارا

. . . .

(۱) اصل: ایکری اور مسالک وممالک میں "مجمع میاہ" ہے۔ (۲) اصل: در، (۳) مسالک میں یہ دروازہ "درب الربو" درج ہے۔ (۴) اصل = بروقشہ اور چونکہ دوسری جگہ بھی "مرو قسہ" آیا تھا اس لئے مسالک الممالک کو اختیار کیا گیا۔ (۵) مسالک = راميثنيه اور اس سے پہلے۔ باب فغاسکون ہے۔ (۶) اصل = حد سرون، (۷) مسالک = غشج، (۸) پول = پل، قنطرہ، (۹) مسالک = ماخ، نسخہ بدل = ماخ، (۱۰) مسالک = رخنہ، (۱۱) مسالک = ويليه باب عمرو قصر ابی ہشام الکنانی، (۱۲) اصل = مار حمل، (۱۳) کتاب کے مترجم نے سب جگہ "نہر" کا ترجمہ "رود" (یعنی دریا) کیا ہے۔ (۱۴) مسالک = فشیدیزہ، نسخہ بدل = فسردہ، (۱۵) اصل = درار، مسالک = منبع نہر یعرف بنہر فشیدیزہ یاخذ من نہر بخارا۔

(دریائے بخارا) نکلتا ہے۔ کئی جگہ اس کو "ورغ" کہتے ہیں۔ (۱) اور دروازۂ "کوی مرد قشہ" (۲) پر اس کی سطح نیچی ہوجاتی ہے۔ "بو ابراہیم" کی زمینوں تک پہونچتا ہے اور وہاں سے "دروازہ شیخ ابوالفضل" جاتا ہے اور "رود نوکندہ" میں جاگرتا ہے۔ اس کے کنارے پر تقریباً دو ہزار محلات اور باغ ہیں۔ زرعی زمین اور دریا کے دہانہ سے اس مقام تک جہاں "نوکندہ" میں گرتا ہے فاصلہ تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر ہے۔ ایک اور دریا جس کو "باسکان" (۳) کہتے ہیں۔ بڑے دریا سے نکلتا ہے۔ شہر کے درمیان میں ایک مسجد کے نزدیک جسے "بقر ازان" (۴) کہتے ہیں ایک اور دریا "مسجد عارض" کے نزدیک سے نکلتا ہے۔ اور "نوکندہ" میں گرتا ہے۔ (۵) اور اس کو "جویبار عارض" کہتے ہیں۔ ایک اور دریا جس کو "برکند" کہتے ہیں "ربض" کے لوگوں کو پانی مہیا کرتا ہے اور "نوکند" میں گرتا ہے، یہ دریا بڑے دریا "نوکندہ" سے نکلتا ہے اور "سرائے حمدونہ" کے نزدیک "ربض" کی کچھ آبادی اس سے پانی حاصل کرتی ہے اور باقی صحرا میں گرجاتا ہے۔ "رود آسیا" بڑے دریا سے نکلتا ہے۔ "نوبہار" کے نزدیک مکانات اور چکیوں سے گزرتا ہوا "بیکند" کی زمینوں اور چکیوں تک پہونچتا ہے اور انہیں پانی مہیا کرتا ہے۔ "رود کتیبہ" (۶) بھی "نوبہار" کے نزدیک سے نکلتا ہے اور باغات و محلات کو پانی مہیّا کرتا ہے اور "کتیبہ" سے گزرتا ہوا "فاران مرغ" (کذا) (۷) پہونچتا ہے۔ "رودرباح" (کذا) (۸) بڑے دریا سے نکلتا ہے، "ریگستان" کے نزدیک "کوشک رباح" (۹) تک جاتا ہے اور ہزار باغات و محلات، کو پانی مہیا کرتا ہے۔ "رود ریگستان" "ریگستان" کے مقام سے نکلتا ہے اور "ریگستان"، "ربض"، "قہندز" اور "سرائے امارت" سب اسی دریا سے پانی حاصل کرتے ہیں، وہاں سے یہ دریا کوشک، جلال دیزہ" (۱۰) پہونچتا ہے۔ "پول حمدونہ" کے نزدیک ایک دریا زیر زمین بہتا ہے جو "بنی اسد" کے حوضوں تک پہونچتا ہے۔ حوضوں کو پُر کرتا ہے اور فضلہ قہندز کے گندے پانی کے حوض میں گرتا ہے۔

. . . .

(۱) مسالک = ورغ، نسخہ بدل = وزغ، (۲) اصل = مردقہ، (۳) مسالک = و نہر یعرف بجویبار بکار۔ نسخہ بدل = باسکان، بکار، یکان، (۴) مسالک = یعرف بمسجد احید، (۵) جویبار قوار یر بین و نہر جو غشج = مسالک میں ہے۔ ترجمہ میں نہیں ہے۔ (۶) مسالک = کشہ، (۷) مسالک = مایمرغ، نسخہ بدل = فار مرغ، (۸) مسالک = رباح، نسخہ بدل = ریاح وغیرہ، (۹) مسالک = ریاح، (۱۰) اصل = حلال دیزہ۔

ایک اور دریا اس بڑے دریا سے نکلتا ہے ان مقامات سے جن کو "ورغ" (۱) کہتے ہیں اور "دروازۂ رجب" کی سراؤں سے گزرتا ہوا "دروازۂ سمرقند" جاتا ہے اور وہاں سے "سپید ماسہ" (۲) میں گرتا ہے اور تقریباً چھ کلو میٹر فاصلہ طے کرتا ہے۔

دیہات = "فرغانہ" ، "در" ، "فن" (۳) "طواویس" اور "یورق" (۴) "فرغانۂ سفلی" ، "یومہ" (۵) ، "بخارجر" (۶)، "کاخشتوان" (۷) "ادمدان" (۸) "کندمان" ، "سامجرمادون" ، "سامجر ماوراء النہر" (۹) "فراور السفلی" (۱۰) "اروان" ، "فراور العلیا" (۱۱) کے دیہات دیوار (فصیل) کے اندرونی حصّے میں واقع ہیں اور جو دیوار (فصیل) کے باہر ہیں وہ یہ ہیں "جزہ" ، "شابخش" ، "یسیر" ، "کرمینیہ" ، "فرغانۂ علیا" ، "رامند" ، "بیکند" ، "فربر" (۱۲) وغیرہ کے دیہات۔

بُخارا کی حد سے باہر "طواویس" کی نواحی میں شہر کے دروازے سے پہلے "رودسغد" کے عمود سے بہت سے دریا نکلتے ہیں جو دیہاتوں ، احاطوں اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ ان میں ایک دریا "رودسافری کام" ہے جو ایک علاقہ کو سیراب کرتا ہے۔ اور "وردانہ" تک پہونچتا ہے۔ "جرعان رود" (۱۳) دوسرے علاقہ کو سیراب کرتا ہے اور "خرمیثن" (۱۴) تک جاتا ہے۔ "رود جرغ" (۱۵) اس علاقہ کو پانی دیتا ہے اور فاضل پانی بڑے دریا میں واپس آجاتا ہے اور "رود نوکندہ" جس کے کنارے پر ایک علاقہ آباد ہے "فرانہ" (۱۶) کے دیہات تک پہونچتا ہے اور "رود فرخشہ" (۱۷) جس کے کنارے ایک گاؤں آباد ہے "رود بستہ" (۱۸) اور "رود رامیثنہ" (۱۹) اور "رود فراور العلیا" (۲۰) "خامہ" تک جاتا ہے اور (۲۱) "رود بیکان" (۲۲) "نوباغ میر" (۲۳) تک پہونچتا ہے۔ ہر دریا ایک علاقہ کو احاطہ سے

. . . .

(۱) مسالک = ورغ ، و نسخہ بدل = وزغ اور اس سے پہلے نہر زغار کندہ ہے ، (۲) اصل = سبذ ماسہ ، مسالک = جید ماسہ ، (۳) مسالک = الفذرو فرغید و حزہ ، (۴) اصل = یورق ، (۵) اصل = یومہ ، (۶) اصل = بکار جفر ، (۷) اصل = کاحسوان ، (۸) مسالک = امدیار ، (۹) مسالک = سامجن مادون و سامجن ماوراء ، (۱۰) فراوان السفلی ، (۱۱) اصل = فروان العلیا ، (۱۲) اصل = حدہ ، مباحس وسں ، جرغانۃ العلیا ، رستاق غرقید ، بیکند ، قرین ، (۱۳) مسالک = خرغان رود ، (۱۴) اصل = جرمش ، (۱۵) مسالک = جرغ ، (۱۶) اصل = قرابہ ، (۱۷) اصل = برحسب ، (۱۸) مسالک = کشنہ ، (۱۹) اصل = رامیثیہ ، (۲۰) اصل = فروان العلیا ، (۲۱) اصل = خامہ ، (۲۲) مسالک = بیکان ، (۲۳) اصل = بنواغ میر ، مسالک = نوباغ الامیر۔

باہر سیراب کرتا ہے اور جو پانی رہ جاتا ہے وہ ربض بُخارا کے درمیان چلا جاتا ہے۔ اس سے قبل جن دریاؤں کا ذکر ہم نے کیا ہے وہ اسی سے نکلتے ہیں۔ ان دریاؤں میں سے بیشتر "رودسغد" سے نکلتے ہیں اور اتنے وسیع ہیں کہ ان میں جہاز آسانی سے گزر سکتا ہے۔ بُخارا کی حدود میں جن کا ذکر آچکا ہے بارہ دروازے ہیں وہاں کوئی پہاڑ یا بیابان نہیں ہے۔ تمام پرانے قلعہ، محلات اور دیہات وغیرہ میں باغات، زراعت اور پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ جلانے کی لکڑی باغوں سے حاصل ہوتی ہے اور باہر سے بھی لاتے ہیں۔ "سغد" اور "بُخارا" کی زمینیں سب پانی کے نزدیک ہیں اسی سبب سے یہاں کے درخت زیادہ اونچے نہیں ہوتے جیسے اخروٹ اور سفید بید اور کسی قسم کے دوسرے درخت۔ اگر ان کا کوئی پودا لگایا جائے تو وہ بلند اور لمبا نہیں ہوگا۔ بُخارا کے پھل تمام ماوراء النہر کے پھلوں سے زیادہ بہتر اور عمدہ ہوتے ہیں۔ بُخارا کی زمین ایسی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک جریب (۱۴۴ گز) زمین پر (۱) عمارت بنالے تو اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔ اور اس کو اور اس کے لواحقین کو وہیں سے روزگار میسّر آجاتا ہے۔ اور لوگوں کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے بُخارا کی بلندی بُخارا کے لوگوں کے لئے کافی نہیں۔ ماوراء النہر اور دوسرے مقامات سے غلّہ لاتے ہیں۔

بُخارا کے سب سے نزدیک پہاڑ کو "ورکہ" کہتے ہیں جو سمرقند اور کش کے درمیان باہر کی طرف نکلا ہوا ہے۔ اور شارستان میں "اسروشنہ" (۲) کے مقام پر یہ سلسلہ "فرغانہ" کی حد میں "طراز" سے آملتا ہے اور چین کی سرحد تک پہنچتا ہے۔ اور جو بیابان "اسروشنہ" کی نواحی میں ہے (۳) فرغانہ اور "ایلاق" کی حدود میں "خرخیز" تک سب اس پہاڑ کے عمود کے ساتھ ہے۔ نوشادر، پھٹکری، لوہا، پارہ، تانبہ، سیسہ، سونا اور فیروزہ کی کانیں فرغانہ میں ہیں اور تیل و تارکول، اسفالٹ اور (۴) جلنے والا پتھر کا کوئلہ اور پھل وغیرہ اور چشمے جن کا ذکر آچکا ہے سب اسی پہاڑ میں ہیں اور اس میں ایسا پانی ہے کہ سخت گرمی میں جم جاتا ہے اور سخت سردی میں گرم ہوجاتا ہے۔

بُخارا میں بہت سے علاقہ دیوار (فصیل) کے اندر اور باہر ہیں۔ جو احاطہ کے اندر ہیں:

. . . .

۱۔ مسالک = جریب (انوری کہتا ہے: اس جیسی مثالوں نے مجھے بغیر شاعری کے بہت کچھ دیا۔ آراستہ و پیراستہ محلات، چالیس جریب والے باغات "جہانگیری"

۲۔ و ۳۔ اصل = سروشنہ، ۴۔ فحم = کوئلہ، انگلی، "فرہنگ نفیسی"

"طواویس" سب سے بڑا شہر ہے اس کی نواحی میں "مجکث"، "زندنہ"، "مغکان" اور "نجادہ" (۱) ہیں۔ اور جو احاطہ سے باہر ہیں۔ "بیکند"، "فربر"، کرمینیہ "خدیمنکن"، خرغانکث"، مذیا مجکث، (۲) طواویس میں پھلوں اور درختوں کی بہتات ہے اور ہر سال ماوراء النہر سے ایک وقت مقرّرہ پر سب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ رواں پانی اور باغات وغیرہ فراواں ہیں۔ اس میں ایک پُرانا قلعہ ہے جمعہ مسجد شارستان میں ہے وہاں سے موٹا کپڑا بکثرت باہر جاتا ہے۔ دوسرے شہر جو اندرونِ دیوار ہیں ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔ عمارتوں اور بڑائی کے اعتبار سے "کرمینیہ"، طواویس سے زیادہ بڑا ہے۔ "خرغانکث" اور "مذیا مجکث" (۳) دونوں عمارات (آبادی) کے اعتبار سے برابر ہیں۔ بُخارا کے نواح کا ہر قطعۂ زمین ایک حد رکھتا ہے۔ "بیکند" میں کوئی گاؤں نہیں ہے۔ لیکن تقریباً ایک ہزار مسافر خانے ہیں۔ "بیکند" کی فصیل ہے اور جمعہ مسجد میں ایک محراب بنائی ہے کہ ماوراء النہر میں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور نہیں ہے۔ "فربر" (۴) "جیحون" کے نزدیک ایک شہر ہے اور اس میں ایک گاؤں ہے اور اہلِ بُخارا کی زبان اہلِ "سغد" کی زبان ہے اور بُخارا کے لوگ عالم فاضل ہوتے ہیں اور حساب کتاب درم میں کرتے ہیں اور ان کی چاندی "غدریفی" (۵) (یعنی چاندی کا سکہ سوائے ماوراء النہر کے کہیں نہیں جاتا اور لوگ زیادہ تر قبا اور کلاہ پہنتے ہیں۔ بُخارا میں شہر کے اندر اور باہر بازار ہیں۔ مقرّرہ اوقات میں لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں اور بہت تجارت کرتے ہیں۔ بُخارا اور اس کی نواحی میں کرباس (موٹا کپڑا کینوس) اور زندنیجی (۶) (ایک باریک کپڑا) ملتا ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ بخارا کے پُرانے قلعہ میں یہ خاصیت ہے کہ کسی بادشاہ کے جنازے کو پُرانے قلعہ سے باہر نہیں لاتے اور ہر وہ پرچم جو اس پرانے قلعہ میں لگا دیا گیا ہے کسی نے اس کو خراب نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ بخارا کے اصل لوگ ایک قدیم قوم تھے جو "اصطخر" سے . . . .

. . . .

(۱) اصل = مکث، زبدیہ، مخکان، مجارہ، (۲) اصل = بیکند، قربن، کرمینیہ، خد منکر جرعانکث، مدیا مجکث، (۳) اصل = جرعانکث و مدیامکث، (۴) اصل = قربن، (۵) مقصود سکہ غطریفی ہے جو "غطریف بن عطاء" سے منسوب ہے جس کی ہم نے صفحہ ۲۹ کے ذیل میں وضاحت کردی ہے۔ اور تاریخ بخارا (طبع پیرس ص ۳۵) میں لکھا ہے کہ: "غدریفی کے عوام پڑھتے تھے"۔ (۶) اصل = زندنجی "زندنہ" سے منسوب ہے جس کا ذکر آچکا اور مزید آئے گا، معجم البلدان میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور مسالک میں اس طرح ہے: --- وثیاب من الصوف تستحسن، اور رجوع کریں: تکملہ حواشی صفحہ ۷۹، س ۸--- اور اس کا لباس قبائے زندنیجی ہوتا ہے۔

بُخارا منتقل ہوگئے۔ اور سامانیوں کا بھی بُخارا میں مقام تھا وہ اس وجہ سے کہ یہ خراسان اور ماوراء النہر کی سرحد ہے۔ بُخارا کے لوگ اتنے فرمانبردار اور قول کے سچے ہیں کہ بادشاہوں نے ان کے درمیان ہی بود و باش اختیار کرلی۔ خراسان کے بادشاہ آل سامان اسمعیل بن احمد سے تھے اُس کی سکونت خراسان میں تھی لیکن وہاں کے لوگوں نے اس کے ساتھ خیانت کی چنانچہ وہ بُخارا میں سکونت پذیر ہوگیا اور اس کے فرزندان نے بھی وہیں سکونت اختیار کرلی۔ اس سے قبل ماوراء النہر کا حاکم سمرقند میں رہتا تھا "ابکاج" اور "فرغانہ" (۱) کے مقام پر۔ اس کے بعد بخارا کے حاکم خراسان سے "طاہر" کے آخری وقت تک جُدا رہے۔ "نجادہ" (۲) "بیکند" کے راستہ میں ہے۔ اس کے اور سڑک کے درمیان تقریباً چھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور "مغکان" (۳) شہر سے تقریباً تیس کلومیٹر راہ "بیکند" کے دائیں طرف واقع ہے۔ وہاں سے سڑک تک تقریباً اٹھارہ کلومیٹر فاصلہ ہے اور "زندنہ" (۴) بُخارا سے تقریباً چوبیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ "بوجکث" (۵) طواویس کے راستہ میں ہے اور تقریباً چوبیس کلومیٹر فاصلہ ہے اور "کرمینیہ" (۶) سے "بیکند" تک فاصلہ تقریباً چھ کلومیٹر ہے یہ "سغد" کی حدود میں ہے اور "باجکث" دریائے سغد پر واقع ہے اور "بیکند" سے بلند ہے۔ "غانکث" (۷)، "کرمینیہ" کے برابر واقع ہے اور "سغد" بخارا سے ملا ہوا ہے۔ "کرمینیہ" سے گزر کر "دبوسی" آتے ہیں۔ اس کے بعد "ربجن" اور "کشانی" (۸) اور پھر "سپید رود سمرقند" (۹) یہ سب "سغد" کے درمیان میں ہیں اور "سغد" کا قصبہ سمرقند ہے اور "رود سغد" سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ شہر ہے اور فصیل ہے۔ حاکم کی سرائے اور تمام فوجی وغیرہ قہندز میں ہوتے تھے اور شارستان کی فصیل میں چار دروازے ہیں یعنی "درچین" مشرق کی طرف، "درِ نوبہار" مغرب کی جانب، "درِ بُخارا" شمال کی سمت اور "دروازہ کش" جنوب کی طرف اور "درِ سمرقند"

آب رواں بازاروں، محلوں اور مکانوں میں جاتا ہے اور ایک دریا قلعہ سے اونچے ٹیلہ (۱۰) پر بنایا ہے جو "روبگران" سے نکلتا ہے اور "دروازہ کش" تک اور اسی دریا پر قلعہ واقع ہے۔

. . . .

۱۔ مسالک = بالشاش و فرغانہ، ۲۔ اصل = نجارہ، ۳۔ اصل = معکان ۴۔ اصل = مدیہ ۵۔ اصل = نوجکث، ۶۔ مسالک = کرمینیہ، متن کی صورت میں بھی صحیح ہے۔ ۷۔ اصل = غانکت، ۸۔ اصل = بجرود کسانی۔ ۹۔ مسالک = ثم ربجن والکشانیہ واشتیخن و سمرقند، ۱۰۔ مسالک = مسناۃ عالیہ من حجارۃ یجری علیہا الماء من الصفارین۔

اور شہر کے گرداگرد ایک بہت بڑی خندق ہے۔ اس خندق میں ایک پاڑھ باندھی ہے اور زمانۂ جاہلیت میں اس کے اُوپر سے پانی بہایا ہے اور شہر کی سب سے بڑی آبادی اسی جگہ پر ہے، اس کو "سرطاق" کہتے ہیں۔ اور قلعہ کی نہر اس کے اُوپر ہے۔ یہاں کے بازار کی بہت سی دُکانیں ایسی ہیں جو اس نہر کی تعمیر کے لئے وقف کردی گئی ہیں۔ چوکیدار ہمیشہ گرمی اور جاڑے میں اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جمعہ مسجد شارستان میں قہندز کے نیچے ہے۔ شہر میں اسی قلعہ کے دریا سے نالیاں اور چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جو باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتی ہیں اور حاکم کی سرائے قہندز میں ہے اور شارستان، ربض کے ایک گوشہ میں "رودسغد" کے نزدیک واقع ہے۔ ربض کی دیوار (فصیل) "سغد" کے اُس مقام سے ملی ہے جسے "افشینہ" (۱) کہتے ہیں اور "کوہک" کی حدود سے "ورسین" (۲) کے گرد جاتی ہے اور "فیک" (۳) کے گرد دروازہ "دیورد" (۴) اور "فرخشید" (۵) کے دروازے تک اور "غداود" کے دروازے تک اور دریا کے کنارے تک جاتی ہے۔ یہ دریا ربض کے گرد گھومتا ہے۔ چونکہ اس دیوار اور خندق کا رقبہ تقریباً ۱۲ x ۱۲ کلومیٹر ہے اور نہر کا چشمہ اور بڑا بازار "سرطاق" ہے اور اس بڑے بازار سے چھوٹے بازار اور محلّے نکلتے ہیں اور ان کے علاوہ محلات و باغات بھی ہیں۔ بہت کم سرائیں ایسی ہیں کہ جن میں باغ نہ ہو۔ چنانچہ اگر کوئی قہندز جائے تو جدھر نگاہ جائے گی تمام سرائیں درختوں سے پوشیدہ نظر آئیں گی اس لئے کہ تمام سراؤں اور محلوں اور نہروں اور دکانوں کے کناروں پر سب طرف درخت ہیں۔

تذکرے

مرحوم حاج معصوم علی شاہ نعمت اللہی شیرازیؒ نے سیرو سیاحت کے دوران ایک سفر بخارا کا بھی کیا اور اس شہر اور وہاں کے لوگوں کے بارے میں کچھ نکات نہایت دقیق اور قابلِ توجہ اپنی کتاب "طرائق الحقائق" میں بیان کئے ہیں۔ بعض مشہور مزارات کے ذکر میں لکھا ہے؛ جو کوئی بخارا کے مزارات پر حاضری دینا چاہے وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے جو "احمد بن محمود" ملقب بہ "معین الفقراء" نے تالیف کی ہے۔

---

(۱) اصل = اسعد، (۲) اصل = بغیر نقطوں کے ہے، (۳) مسالک = فنک، (۴) مسالک = ریودد، (۵) اصل = سحسد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي تفرد بالبقاء (١) و توحد بالعزو الكبرياء وجعل الموت مخلصاً للاتقياء من العناء والصلوة والسلام علي رسوله محمد سيد الانبياء والاصفياء وشفيع الاموات والاحياء الذي ارسله بالحق بشيراً و نذيراً الي كافته الناس من البطون والاحياء (٢) وعلي آله واصحابه اجمعين وعلي من تبعهم الي يوم الدين۔

اما بعد ؛ هذا ذكر طائفة من اهل بخارا ونواحيها من العلماء والكبراء والمشايخ المتقدمين والمتاء خرين الذين (٣) درست قبورهم وانطمست آثار هم قدس الله ارواحهم وطيب اشباحهم ذكر تهم قضاء لحقو قهم و استينا ساً بتذكار هم وتسليماً عليهم (۴) باخبار هم سلام علي قوم مضوا سبيلهم فلم يبق الا ذكر هم و حديثهم لقد جمعتهم صرعته الموت فاستوي قديمهم في شانه وحديثهم

معلوم ہوا کہ پاک ارواح اور روئے زمین کے علماء و بزرگانِ دین" کے مقدس مزارات (۵) کا قرب ہمیشہ برکتوں میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے اور دین و دنیا کی سعادتوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس مقصد کی کامیابی مرادوں اور بلند درجوں کے حصول کی علامت ہے۔ بخارا اور اس کے نواح کی مقدس قبور (۶) اور منوّر مزارات

. . . .

۱۔ ظاہراً "بالقدرة والبقاء" ہونا چاہیے جیسا کہ آدابِ زیارت میں آیا ہے۔ اور مؤلف" کی توجہ اس خطبہ میں صبح کی دعا ہے۔

۲۔ الحی = محلۃ القوم، البطن من بطون العرب، جمعہ = احیاء، "المنجد"

۳۔ اصل = الذی ۔ ۴۔ اصل = عنہم

۵۔ اصل = مشاہدہ ۔ ۶۔ اصل = مشاہدہ

مزید جاننا چاہیئے کہ بخارا کی فتح کی ابتداء ۵۴ ہجری میں ہوئی جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا زمانہ ہے ۔ اس کے بعد اہلِ بخارا کے کفار نے فتح کیا۔ دوسری مرتبہ جو فتح ہوئی وہ ۹۰ ہجری میں ہوئی جو تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے ۔ بخارا کی مسجد کی تعمیر قتیبہؒ (۱) نے کی ہے یہ ۹۴ ہجری میں ہوئی۔ یہ سال ان دس سالوں میں سے ہے کہ دمشق میں "جامع بنی امیہ" ان دس سالوں میں تعمیر ہوئی۔ قتیبہؒ اور ان کے بھائی کا قتل "فرغانہ" (۲) میں ۹۶ ہجری میں ہوا۔

"کتاب ربیع الابرار" میں جو صاحبِ کشاف (۳) کی تالیف ہے ایسا لکھا ہے کہ ۔

فی الحدیث ان جبرئیل علیہ السّلام (۴) ذکر مدینۃ یقال لھا فاخرۃ

. . . .

۱ ۔ ابو حفص قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن الحصین الباہلی جو اسلام کے بڑے فاتحین میں سے ہیں ۴۹ ہجری میں ولادت پائی اور ۸۶ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے عہدِ خلافت میں حجاج بن یوسف کی جانب سے خراسان کے والی مقرر ہوئے اور چغانیاں، تخارستان، بخارا، ماوراالنہر، سجستان، سمرقند اور فرغانہ کو فتح کیا اور ذیقعد ۹۶ ہجری میں جبکہ سلیمان بن عبدالملک کے خلاف بغاوت کی اپنے گیارہ ساتھیوں کے ساتھ وکیع بن حسان کے ہاتھوں مارے گئے ۔ "معجم الانساب ، حبیب السیر وفیات الاعیان" ۔

۲ ۔ فرغانہ = ایک وسیع شہر ہے ماوراء النہر تک اور ترکستان کی سرحد سے سمرقند تک تین سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے ۔ "مراصد الاطلاع"

۳ ۔ جاراللہ العلامہ ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الزمخشری (۴۶۷ - ۵۳۸ھ) فاضل علما میں سے ہیں۔ ان کی ولادت خوارزم کے ایک قریہ زمخشر میں اور وفات خوارزم ہی کے ایک دیہات جرجانیہ میں ہوئی۔ ایک مدّت مکہ کے مجاور رہے اس سبب سے ان کا لقب جاراللہ ہوگیا۔ اعتزالی مذہب تھا۔ انہوں نے چند کتابیں "مفصل درنحو واساس، البلاغہ درلغت، ربیع الابرار درفن اخبار، تفسیر کشاف اور مقدمۃ الادب تالیف کیں۔

"حبیب السیر ج ۲ ص ۲۲۲ ، ریحانۃ الادب ج ۲ ص ۱۳۶"

۴ ۔ اصل = علیہم، کاتب کے رسم الخط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مقصد علیہ السّلام ہے جس طرح "صلعم" صلی اللہ، علیہ وسلّم و "رحمہم" سے رحمہم اللہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ ہم کو جہاں کہیں بھی اس قسم کی مختصر علامات نظر آئیں۔ متن میں وضاحت سے لکھ دیا اور حاشیہ میں ان علامات کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

وهي بالفارسية بخارا فقال له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم لم سميت فاخرة قال لانها تفخر (۱) علي المدائن يوم القيمة بكثرة الشهداء ثم قال اللهم بارك في فاخرة و ساكنيها (۲) وطهر قلوبهم للتقوىٰ واجعلهم رحيماً علي امتى فلذلك ليس احد (۳) ارحم على الغرباء منهم (۴) قال النبي عليه السلام البخارا بلدة محفوظة بالرحمة ملفوظة بالملائكة و منصور اهلها من نام فيها علي فراشه كشاهر السيف (۵)

کتاب "تاریخ جہانگشای" میں آیا ہے کہ بخارا مشرق کے شہروں میں "قبۃ الاسلام" ہے(۶) اور اس کے نواح میں "مدینۃ السلام" کا درجہ رکھتا ہے۔ اُس کی سیاہی علماء و فقہا کے نور کی سفیدی سے آراستہ اور اُس کے اطراف معانی سے پیراستہ اور قدیم زمانہ سے ہر صدی میں بُخارا اُس زمانہ کے ہر مذہب کے علماء کا مرکز رہا ہے۔ بخارا لفظ بخار سے مشتق ہے جو لغت مغان میں مجمع علم

۱۔ اصل = تفخرۃ ۲۔ اصل = ساکنہم ۳۔ اصل = اجد ۴۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اے جبرئیل ان شہروں کے نام بتاؤ، جبرئیلؑ نے کہا، ان شہروں میں سے ایک کو عربی میں قاسیہ کہتے ہیں اور فارسی میں یشکرد، دوسرے کو عربی میں سمران کہتے ہیں اور فارسی میں سمرقند، تیسرے کو عربی میں فاخرہ اور فارسی میں بخارا کہتے ہیں۔ رسولؐ نے پوچھا اے جبرئیل فاخرہ کیوں کہتے ہیں؟ عرض کیا اس لئے کہ قیامت کے دن بخارا ہر شہر پر فخر کرے گا بہت سے شہیدوں کی وجہ سے۔ رسولؐ نے فرمایا۔

اللّهم بارك في فاخرة و طهر قلوبهم بالتقويٰ وزك اعمالهم واجعلهم رحيماً في اُمتي،
اس کا یہ مطلب ہے کہ بخاریوں کی رحمدلی اور ان کے اعتقاد اور پاکی کے متعلق مشرق سے مغرب تک گواہی دیتے ہیں۔ "تاریخ بخارا طبع پیرس ص ۲۰ و ۲۱"

۵۔ ماوراء النہر، شہروں، خانقاہوں، اطراف اور سراؤں پر مشتمل ہے۔ لیکن چونکہ ان مکانات کا سب سے اچھا حصہ بخارا اور سمرقند ہیں اور کتاب معجم البلدان میں حذیفۃ بن الیمان کی سند کے ساتھ روایت ہے۔

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم ستفتح مدينة بخراسان خلف نهر يقال له جيحون يسمي بخارا محفوفه بالرحمة محفوفة (ملفوفه) بالملائكة منصور اهلها النائم۔ (فيها) علي الفراش كالشاهر في سبيل الله بسيفه (كالشاهر سيفه في سبيل الله)

"تاریخ جہانگشای جوینی طبع لیدن ج ۱ ص ۷۵" (نظیر۔ نوم المؤمن عبادة)

۶۔ یعنی بلخ۔

ہے۔ اور یہ لفظ "ایغور" اور "ختای" (۱) کے بُت پرستوں کی لغت کے نزدیک ہے کہ ان کی عبادتگاہوں کو جن میں بُت ہیں بخار کہتے ہیں، اور اصل میں شہر کا نام "لمجکت" (۲) رہا ہے۔ "کتاب اخبار بخارا" میں جسے ابوبکر محمد بن جعفر نرشخیؒ (۳) نے ابو محمد نوح بن نصر السامانی (۴) کے زمانہ میں تالیف کیا ہے اور جس کی تالیف ۳۳۲ ہجری میں ہوئی ہے فرمایا ہے کہ حسن بصریؒ (۵) نے اس طرح فرمایا ہے کہ ؛ حضرت ایوب پیغمبرؑ بخارا پہنچے تو اہلِ بخارا نے ان کی بہت اچھی مہمانداری کی تو آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی (۶) "وہب بن منبہ" رضی اللہ عنہ (۷) نے

. . . .

۱۔ اصل = خطای

۲۔ تاریخ جہانگشای میں بخارا کا ذکر اس طرح آیا ہے ؛ مشرق کے شہروں میں اسلام کا قبہ ہے اور ان کے نواح میں مدینۃ السلام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی سیاہی علما و فقہا کے نور کی سفیدی سے آراستہ اور اس کے اطراف علم و معانی سے پیراستہ ہیں اور قدیم زمانہ سے ہر صدی میں اس دور کے بہترین کے علما و دانشمندان کا مجمع رہا ہے۔ بخارا لفظ بخار سے مشتق ہے جو مغان کی لغت میں مجمع علم ہے۔ اور یہ لفظ ایغور اور ختای کے بُت پرستوں کی لغت سے نزدیک ہے کیونکہ ان کی عبادتگاہوں کو جو بتوں کی جگہ ہے بخار کہتے ہیں۔ شہر کا نام بدلنے کے وقت "بمجکث" تھا "تاریخ جہانگشای جوینی ج ۱ ص ۷۵ "طبع لیدن" ۔ "احسن التقاسیم مقدسی" میں بھی بمجکث آیا ہے۔ "ص ۲۸۰ طبع لیدن اور تاریخ بخارا میں اس شہر کا نام "بمجکت" اور دوسری جگہ "بومسکت" آیا ہے۔ "تاریخ بخارا ص ۳۰"

۳۔ (۲۸۶ – ۳۴۸ھ) "لغت نامہ"

۴۔ امیر حمید ابو محمد نوح بن نصر بن احمد بن اسمعیل السامانی (۳۳۱ - ۳۴۳ھ)۔ "معجم الانساب"۔

۵۔ ابو سعید حسن بن ابی الحسن البصری بزرگ تابعین میں سے ہیں۔ ان کی ولادت ۲۱ھ میں ہوئی اور ۸۹ سال کی عمر پائی۔ ۵ رجب ۱۱۰ھ میں وفات پائی اور بصرہ میں مدفون ہیں۔

"سفینۃ الاولیاء طبع نولکشور ص ۲۱"

۶۔ موجودہ تاریخ بخارا میں جو اصل تاریخ بخارا کا ترجمہ اور خلاصہ ہے حسن بصریؒ کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

۷۔ ابوعبداللہ وہب بن منبہ الیمانی الصنعانی (۳۶ – ۱۱۵ھ) فارسی الاصل اور تابعین میں سے ہیں۔ علم تاریخ اور خاص طور پر معرفت اخبار اہل کتاب میں شہرت رکھتے تھے۔ عرب کے بیشتر مورخین نے ان سے روایات کی ہیں۔

• الکنی والاسماء اللدولابی طبع دکن، المنجد، حبیب السیر"۔

فرمایا ہے ۔ بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبرؑ نے اللہ تعالیٰ سے روئے زمین کی سیر کی اجازت مانگی۔ حق تعالیٰ نے اجازت بخش دی۔ سیر کے دوران "جیحون" پہونچے اور عمد (۱) یعنی لکڑیاں باندھ کر پانی عبور کیا اور بخارا پہونچے ۔ اہلِ بخارا نے ان کا نہایت احترام کیا اور جو مہمانی کا حق ہے ادا کیا۔ انہوں نے اہلِ بخارا کے حق میں تین دعائیں فرمائیں :

اللھم بارك لهم في نسلهم وانصر هم علي عدوهم و باعد الفتنة عنهم۔ اور عبداللہ بن المبارکؒ (۲) سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اذا هاجت الفتنة فعليكم ببخارا فان الفتنة لاتدوم بها۔

اور امام محدّث ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان کامل البخاری الوراق المعروف بغنجار الحافظؒ (۳) جو صاحب تاریخ بخارا ہیں اور اسباط بن الیسع (۴) نے کہا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار منوّر بخارا میں ہے اسی جگہ جہاں معروف و مشہور ہے ۔ اور کہتے ہیں اس مزار کی علامت یہ ہے کہ وہاں ایک درخت ہے جو جاڑے میں سبز ہوجاتا ہے اور اس کے نیچے ایک چشمہ بہشت کے چشموں میں سے ہے اور اس درخت کے پتّے برگ سنجد کی مانند ہیں۔ لیکن صحیح قول وہی ہے کہ حضرت ایوبؑ کا مرقد مطہر یہاں نہیں ہے جیسا

. . . .

۱۔ عمد : آپس میں بندھی ہوئی لکڑیاں جن سے دریا اور نہر عبور کرتے ہیں "فرہنگ نفیسی"

۲۔ سید زہاد اور قائد اوتاد عبداللہ بن المبارک المروزی قوم کے محتشم لوگوں میں سے ہیں اور شریعت و طریقت کے جملہ احوال و اسباب کے عالم اور اپنے زمانہ کے امام وقت تھے اور بہت سے مشائخ دریافت کئے تھے اور ان سے مجلس رکھتے تھے اور امام اعظم ابی حنیفہ سے اکتسابِ علم کیا ان کی مذکورہ تصانیف اور کرامات علم کے ہر فن میں مشہور ہیں۔ "کشف المحجوب ہجویری ص ۱۱۷" ۔ انکی وفات ۱۸۱ھ میں واقع ہوئی اور ان کی کنیت ابُو عبدالرحمٰن ہے ۔ "لغت نامہ"

۳۔ متوفی ۴۱۲ھ "کشف الظنون"

۴۔ اسباط، اس جگہ ایک شخص کا نام اور محدثین میں سے ہونا چاہئے ۔

کہ امام محدث محقق "امام محی الدین نوویؒ" (۱) نے نقل کیا ہے اور ان کی نقل قوی اور معتبر ہے کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں فرمایا ہے:

وكان ايوب عليه السّلام ببلاد حوران (۲) وقبره مشهور عندهم في قرية بقرب نوي علية مشهد و مسجد و قرية موقوفة علي مصالحه و عين جارية فيها قدم في حجر يقولون انه اثر قدمة و يغتسلون من العين و يشربون (۳) منها متبركين ويقولون انها العين المذكورة في القرآن ويعتقدون بركة تلك المواضع۔

فصل

في جواز زيارته ابل القبور للرجال والنساء

في جامع الاصول (۴) عن بريده رضي الله عنه (۵) قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم قد كنت نهيتكم عن زياره القبور فقد اذن لمحمد في زيارته قبر امة ـ

....

۱ ـ ابی ذکریا محی الدین بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ "کشف الظنون"

۲ ـ حوران، بفتح اول: دمشق کے مشرقی مضافات میں ایک ناحیہ ہے "معجم البلدان"۔

۳ ـ چونکہ اس کے بعد تہذیب الاسماء سے مختلف ہے اس کتاب کی عبارت اسی طرح نقل کی جاتی ہے:

متبركين و يقولون انها المذكوره في القرآن وهي قطع كبير جدافي وسط صخرة عظيمة و عليها مشهد وهناك صخرة عليها مشهد يقولون انه كان يستند اليها و يزورونها ويعتقدون بركة تلك المواضع كلها والله اعلم۔

"تہذیب الاسماء واللغات، طبع مصر، ج ۱ ص ۱۳۱"۔

۴ ـ جامع الاصول لاحادیث الرسول، تالیف ابی السعادات مبارک بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری الشافعی المتوفی ۶۰۶ھ "کشف الظنون"۔

۵ ـ بریدہ بن الحصیب الاسلمیؓ اور وہ حضرت محمدؐ کی ہجرت کے وقت مکّہ اور مدینہ کے درمیان آنحضرتؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور ہمیشہ آنحضرتؐ کی محبّت کا اظہار فرماتے ان کی وفات ۶۲ھ اور اصح کی روایت کے مطابق شہر مرو میں تھے اور ان کا مرقد منور بھی شہر مذکورہ میں ہے۔ "حبیب السیر ج ۲ ص ۲۲۷"

فزوروها (۱) فانها تذکر (۲) الآخرہ، وفي رواية قال عليه الصلوٰة والسلام نهيتكم عن زيارہ القبور فزوروها ولا تقولوا فحشاً (۳) وعن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (۴) قال قال رسول اللہ صلي الله عليه وسلّم استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم يأذن لي واستاذنة (۵) ان ازور قبرها فاذن لی اخرجه مسلم رحمة اللہ۔ وفی روایة ابي داؤد (٦) ولنسائی رحمهما الله(۷) قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علية وسلّم قبرامه فبکی وابکی من حولهٗ فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم استاذنت ربي عزوجل ان استغفرلها فلم يأذن (۸) لي فاستأذنة ان ازور قبرها فأذن لی فزوروا القبور (۹) وفی مشکوٰة المصابيح (۱۰) في الفصل الثالث من باب زيارة القبور، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلّم من زار قبر ابوية اواحد هما فی کل جمعة غفرله و کتب براً رواه البیهقی رحمة الله (۱۱) وفی شرعة الاسلام(۱۲)

. . . .

۱۔ اصل : فذوروہا۔ ۲۔ اصل : تذکرکم۔ ۳۔ اصل : ولا یقولو الفحشاء۔ ۴۔ اصل : عن ابوہریرۃ۔

۵۔ اصل : یأذنہ لی واستأذنہ۔

۶۔ ابو داؤد سجستانی، سلیمان بن اشعث (۲۰۲ - ۲۷۵) اکابر و مشاہیر علماء و محدّثین اور حفاظ عامہ میں سے ہیں ان کی تالیفات میں سے دو کتابیں سنن و مراسیل ہیں۔ "ریحانۃ الادب"۔

۷۔ ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، اہل سُنّت والجماعت کے مشہور حفاظ اور محدثین میں سے ہیں۔ ان کی پیدائش شہر نسا میں ہوئی اور حافظ نسائیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی تالیفات میں یہ ہیں۔ الخصائص فی فضل علی بن ابی طالب والسنن والکبیر درحدیث۔

اور اس کتاب کا نام "مجتبیٰ" ہے اور کہا جاتا ہے کہ جہاں کہیں اہل حدیث نسائیؒ کی کوئی حدیث روایت کرتے ہیں ان کی مراد کتاب مجتبیٰ ہوتی ہے۔ نسائیؒ کی وفات ۳۰۳ ہجری اور اٹھاسی ۸۸ سالگی عمر میں ہوئی۔ "ریحانۃ الادب"

۸۔ اصل : یوذن۔ ۹۔ اصل : فزور القبور۔

۱۰۔ تالیف ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب الشافعی الشہیر بہ خطیب التبریزیۃ المتوفی ۷۴۹ھ۔

۱۱۔ بیہقی : ابوبکر احمد بن الحسین محدث و حافظ معروف (ع ۳۸۴ - ۴۵۸)۔ "لغت نامہ"۔

۱۲۔ شرعۃ الاسلام، تالیف امام واعظ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر حنفی بخاری اور امام زادہ کے نام سے مشہور ہیں ان کا ذکر آگے آئے گا۔

وفي سنة الاسلام زيارة قبور المسلمين (۱) فان النبى عليه السلام، قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها ولا تقولوا هجراً اي فحشاً وكان علية الصلوة والسلام، يزور قبرا قر بائه (۲) من المؤمنين(۳) وفي شرح القدورى (۴) للزاهدى (۵) ذكر محمد رحمة الله فى الاثار(۶) لا بأس بزيارة للدعاه للميت و ذكر الاخرة وهو قول ابي حنيفة رحمة الله (۷) وظاهر قول محمد رحمة الله، يقتضى جواز زيارة القبور للنساء كما يجوز للرجال ، واما حديث ابي هريرة رضي الله عنه (۸) عن النبى صلي الله عليه وسلّم، لعن الله زوارات القبور وقال ارجعن موزورات (۹) غير مأجورات مفتناة الاحياء موذيات الموتى فيجوز ان يكون قبل الرخصة قال صلّى الله عليه وسلّم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فقد اذن محمد فى زيارة قبر امة الافزو روها فانها تذكر الاخرة ولا تقولوا هجراً ولا بأس باعلام المقابر بعلامة تعرف بها۔

. . . .

۱ ۔ اصل : زيارة القبور المُسلمين ۲ ۔ اصل : اوبائة ۳ ۔ مع المومنين (ظاہراً)

۴ ۔ قدوری : بضم اول ابوالحسین احمد بن محمد جعفر بن حمدان قدوری بغدادی حنفی است (۳۶۲ - ۴۲۸) جو حنفیہ بزرگوں اور علماء میں سے تھے اور عراق میں حنفی ریاست کا مقام رکھتے تھے اور ابو حامد اسفرائنی شافعی (احمد بن ابی طاہر ۳۴۴ - ۴۰۶ "لغت نامہ) کے ساتھ مناظرے کرتے اور اچھی تقریر کرتے اور خوش بیان اور بلند نظر رکھتے تھے ۔ اُن کی چند تالیفات ہیں ان میں "مختصر" حنفیہ کے فروعات میں کہ جس پر بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

"کشف الظنون و فہرست کتابخانۂ مدرسۂ عالی سپہ سالار ج ۱ "

۵ ۔ امام نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی الحنفی متوفی ۶۵۸ ھ "کشف الظنون "

۶ ۔ مقصود از محمد: امام محمد شیبانی ہے اور "الاثار" ان کی تالیفات میں سے ایک ہے۔ رک "ہدیہ ج ۲ ص ۸ "

۷ ۔ ابو حنیفۂ کوفی : امام الاعظم، نعمان بن ثابت (۸۰ یا ۸۲ -- ۱۵۰) چار اماموں میں سے پہلے شخص ہیں۔ "ریحانة الادب"

۸ ۔ ابوہریرہؓ: عبد شمس بن صخرازدی مشہور صحابی متوفی ۵۸ ھ

"الاصابة فی تمییز الصحابہ ج ۷ ص ۱۹۹ طبع مصر"

۹ ۔ اصل : مأزورات

وفی جامع الاصول لمامات عثمان بن مظعون رضی اللّٰہ عنہ (۱) وھو اول من مات بالمدینۃ من المھاجرین فلما دفن امر رسول اللّٰہ صلي اللّٰہ علیہ وسلّم رجلا ان یاتیہ بحجر فیعلم قبرہ بہٖ فأخذ (۲) حجراً ضعف عن حملہ فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فحسر (ای کشف) ذراعیہ ثم حملہ فوضعہ عند رأسہ وقال اعلم بہ قبر اخی وادفن عندہ من مات من اھلی وفی شرح القدوری للزاھدی (۳) ویسنم القبر ولا یسطح ای لایربع لانہ (۴) علیہ الصلوٰۃ و السلام سطح قبر ابنہ لکن من رای قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم (۵) وقبر صاحبیہ رضی اللّٰہ عنھما قال انھا قبور مسنمۃ (٦) ناشزۃ من الارض علیہ فلق اي اجزاء من مدر بیض ویکرہ ان یطأ (۷) علي القبرا و یجلس اوینام علیہ او یقضی علیہ حاجۃ من غائط او بول او یصلی علیہ اوالیہ ' وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ لئن (۸) یجلس احد کم علی جمرۃ تحرق ثیابہ فتخلص الی جسدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر ' وعن ابی مسعود (۹) رضی اللّٰہ عنہ لئن اطاء (۱۰) علی جمرۃ احب الي من (ان) اطأ (۱۱) علی قبر رجل مسلم

. . . .

۱ ۔ کنیتش : ابوالسائب، آنحضرتؐ کے صحابیوں میں سے ہیں جو بعثت کے شروع ہی میں ایمان لائے اور ہجرت کے دوسرے سال وفات پائی۔ "حبیب السیر ج ۱ ص ۳۰۸ اور ۳۴۴ والکنی والاسماء للدولابی ص ۱، طبع دکن"

۲ ۔ اصل : فاخد

۳ ۔ اصل : وفی شرح الزاہدی للقدوری۔

۴ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ "لکنہ" ہوگا۔

۵ ۔ اصل : بعلامت صلعم۔

٦ ۔ سنم القبر: ضد سطحہ "المنجد"

۷ ۔ اصل : یطاء

۸ ۔ اصل : لان

۹ ۔ عبدُ اللہ بن مسعود کنی باو عبدالرحمن متوفی ۳۲ ھ اور رسولؐ کے اصحاب قدما میں سے ہیں اور پہلے شخص تھے جس نے مکہ میں آشکارا قرآن پڑھا۔ "الاصابۃ ج ۲ ص ۱۲۹ و تاریخ ج ۲ کتاب ۲ ص ٦١٦"

۱۰ ۔ اصل : لان یطاء

۱۱ ۔ اصل : من اطاء

فصل

فی کیفیۃ زیارۃ القبور

في شرعة الاسلام والسنة فی الزیارۃ ان یبدء فیتوضأ ویصلی رکعتین یقرء في کل رکعة بالفاتحة وآیة الکرسی مرة وسورۃ الاخلاص ثلثاً ویجعل ثوابها للمیت ثم یمشی علی هیأته فاذا بلغ المقابر (۱) قال وعلیکم السلام اهل الدیار من المسلمین والمؤمنین رحم اللّٰه المتقدمین (۲) منکم والمتاخرین منا انتم لنا سلف ونحن لکم خلف وتبع وانا ان شاء اللّٰه بکم (۳) لاحقون ثم یعقد عندالقبر بحیال (۴) وجهه ویقرء سورۃ یٰسین اوما تیسر من القرآن ثم یسبح ویدعو (۵) للمیت ویرجع وفي الحدیث مامن عبد یمربقبر رجل کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الاعرفه ورد علیه مثله ، وفی حدیث آخر من مر علي المقابر فقرء قل هو اللّٰه احد عشر مرۃ (٦) ثم للاموات اعطی اجره بعدد تلک الاموات ویستحب قراءۃ لیس علی لامقابر ثبت ذلک بالحدیث المشهور والسنة ان لایطاء (۷) القبور فی نعلیه فانه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یکره ذلک ویستحب ان یمشی في المقابر حافیاً ویدعو اللّٰه تعالٰی لهم ویستغفر ورأیٰ (۸) رسول اللّٰه صلي اللّٰه علیه وسلّم رجلا یمشی علی القبور فی نعلیه فامر بخلعهما (۹)

علماء دین اور اہلِ یقین قدس اللہ تعالٰے ارواحہم اجمعین کے بزرگوں نے فرمایا ہے۔

قبروں کی زیارت سنت ہے و مستحب یہ ہے کہ زیارت جمعہ کے دن کے آخری حصہ میں اور روزِ

۱۔ اصل : المقابر۔ ۲۔ اصل : بعلامت "رحمہم" المتقدمین۔

۳۔ اصل : ان شاء بکم۔

۴۔ اصل : بخیال ، وحیال صحیح ہے حیال الشیء : قبالۃ و ازائۃ (اس چیز کے مقابل اور روبرو) "المنجد"۔

۵۔ اصل : یدعوا۔ ٦۔ اصل : عشرۃ مرۃ۔

۷۔ اصل : والسنۃ الایطاء۔ ۸۔ اصل : ورئی۔

۹۔ اصل : نجلعہما۔

شنبہ دو شنبہ و پنجشنبہ آفتاب نکلنے سے پہلے اور متبرک اوقات جیسے روزِ عاشورہ (۱) اور روزِ عرفہ وغیرہ، حدیث میں ہے جو کوئی مُردوں کی (قبروں) کی زیارت کرے گا فرشتے اُس کی وفات کے بعد اُس کی زیارت کریں گے و نیز آنحضرتؐ نے فرمایا گزرے ہُوئے لوگوں کی زیارت کرو کیونکہ مُردوں کو زیارت کرنے والوں سے اُنس ہوتا ہے۔

کسی نے آنحضرتؐ سے دل کی سختی، کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے تین عمل بتائے جو دل کو نرم کرتے ہیں۔ ایک تو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا، دوسرا کسی بیمار کی عیادت کرنا اور تیسرا گزرے ہُوئے لوگوں کی (قبروں) کی زیارت کو جانا۔

حدیث میں بھی آیا ہے کہ جو کوئی ہر ہفتہ اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے اور ایک روایت کے مطابق کبھی کبھی تو وہ بخشا جاتا ہے اور حج کا ثواب ملتا ہے اور اس کی وفات کے بعد فرشتے اسکی زیارت کرتے ہیں۔

"شیخ ابوالحسن رستغفنی" (۲) سے لوگوں نے پُوچھا کہ مُردوں کی زیارت کس نیت سے کرنی چاہیئے؟ فرمایا، چار نیتوں سے، اوّل = مُردوں کی تعظیم، دوسرے = اس اُمید پر

۱۔ مرحوم حاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ علیہ نے کتاب مفاتیح الجنان ص ۴۳۱ میں مصباح شیخ ابو جعفر طوسی سے نقل کیا ہے محمد بن اسمٰعیل بن بزیع کی روایت از صالح بن عقبہ اپنے والد سے از حضرت امام محمد باقرؑ جنہوں نے فرمایا، اگر ہوسکتا ہے کہ تو اس روز (یعنی روز عاشورہ) باہر نہ جائے کسی ضرورت کی وجہ سے تو نہ جا اس لئے کہ یہ دن منحوس ہے اور وہ ضرورت مومن کی پوری نہیں ہوتی اگر ہو بھی جائے تو اُس کے لئے مُبارک نہ ہوگی۔ اور نیز عاشورہ کے دن زیارت کے لئے آیا ہے کہ "الھم ان ھذا یوم تبرکت بہ بنوامیہ"۔ پس ثابت ہے کہ روز عاشورہ بنی امیہ کے نزدیک ایام متبرکہ میں سے ہے اور مولف" کا مطلب اوقات متبرکہ سے وہی اوقات مخصوص ہیں۔

۲۔ سمعانی نے اس کو اس طرح یاد کیا ہے:

ابوالحسن علی بن سعید الرستغفنی ، حکي ان رجلا من الصالحین رائي العیاضی فی منامه کان بین یدیه طبقاً من الورد و طبقاً آخر من الفانید فدفع طبق الورد الی ابی القاسم الحکیم وطبق الفانید الی ابي منصور الماتریدی وکان (کانا باید باشد) من تلامذته فرزق ابو منصور علم الحقیقة ورزق ابوالقاسم الحکیم الحکمة ، "انساب سمعانی ص ۲۵۲ طبع عکسی اوقاف گیب" رستغفن بروزن مستعمل جو سمرقند کا ایک قریہ ہے۔ "معجم البلدان"

کہ جب وہ مرے گا کوئی دوسرا اُس کی زیارت کرے گا۔ تیسرا = عبرت حاصل کرنے کے لئے تاکہ عبادتوں کی طرف راغب ہو اور گناہوں سے اجتناب کرے۔ چوتھا = نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں اضافہ کرے تاکہ غیر کا محتاج نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مواسا (۱) کرسکے اور اولیٰ یہ ہے کہ جمعرات یا جمعہ کے دن زیارت کرے اس لئے کہ خبر میں ہے جو صدقہ مُردوں کے لئے دیں اور جو دعا کہ اُن کے لئے کریں اگر ان دو دنوں میں ہو تو ان کو جلدی پہونچتا ہے۔ جب زیارت کرنے والا گھر سے باہر نکلے تو کہے۔

لاالہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد یحیی ویمیتُ وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کلِ شیء قدیر ھو الاوّلُ و الاخر و الظّاھر والباطن وھو بکلّ شیءٍ علیم

اور زیارت کے راستہ میں اس مرحوم کے حق میں صدقہ جتنا دے سکتا ہے دے۔

جب مقبرہ میں داخل ہونے لگے تو کہے

اللّٰھم انی اسئالك خیر مدخلي واعوذبك من شرّہ ربّ ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنك سلطاناً نصیراً بسم اللّٰہ دخلنا و علي اللّٰہ توکلنا۔

زیارت کے جملہ آداب میں سے یہ ہے کہ جس قبرستان میں کسی پیغمبر کی تُربت ہو تو زیارت کی ابتدا وہاں سے کرے۔ اگر آنحضرتؐ کا موئے مبارک ہو تو ابتدا وہاں سے کرے۔ منقول ہے کہ رسولؐ کے موئے مبارک کے چند بال بخارا کے مقبروں میں ہیں۔ ایک بال "قاضی امام شعبی" کے پاس ہے اور استاد "قاضی ابوزید دبوسی" اور ایک بال "خواجہ عبداللہ برقی (۲) کے پاس ہے۔ برتل خواجہ امام ابوبکر حامد اور ایک بال دہقان سغدی کے پاس ہے برتل خواجہ امام ابوبکر طرخان بنزدیک مشہد صوفیان اور ایک بال سیّد امام زرگر برتل صدر اور ایک بال صدر شہید حسام الدین کے پاس ہے۔ رحمہم۔

آدابِ زیارت

جُملہ آدابِ زیارت میں سے ایک یہ ہے کہ کھڑے ہوکر زیارت کرے اور قبر پر نہ بیٹھے اور

۱۔ ج : مواسا

۲۔ اصل : ابوعبداللہ برقی، اور عبداللہ برقی درست ہے، ان کا ذکر بھی آگے آئے گا۔

قبرستان میں نماز نہ پڑھیں اور قبر پر ہاتھ نہ پھیریں اور قبر کو بوسہ نہ دیں کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

وفي القنية (۱) لانعرف وضع اليد على المقابر سنة ولا مستحسناً ولا نرى فية بأساً عليك (۲) هكزا وجد ناه من نكير من السلف (۳) رحمهم الله شم بدعة۔ وعن جار الله العلامة مشايخ مكه ينكرون ذلك ويقولون انه عادة اهل الكتاب وكذلك تقبيل المصحف۔

وفي احياء العلوم (۴) المستحب فى (۵) زيارة القبور ان يقف مستدبرا القبلة (۶) مستقبلا لوجه الميت وان يسلم ولا يمسح القبر ولا يقبله ولا يمسه فان ذلك من عادة النصاري۔

(۷) وفي شرح الجامع الصغير ان قبله الديانة قبلة الحجر الاسود عند الاستلام وقبلة المصحف، وعن عمر رضي الله عنة كان يأخذ المصحف كل غداة (۸) ويقبله ويقول عهد ربي و منشور ربى عزوجل۔

اور جب مقبرہ میں داخل ہو تو کہیں السلام علیکم یا اہل القبور (۹) من المؤمنين ولمؤمنات ولمسلمين والمسلمات رحم الله المتقدمين (۱۰) منكم والمتاء خرين منا انتم لنا فرط و نحن لكم تبع وانا بكم ان شاء الله لاحقون امانسائكم فقد نكحت واما دوركم، (۱۱) فقد سكنت واما اموالكم فقد قسمت فهذا خبر كم عندنا فما خبر ناعندكم۔

اور سلام کے بعد بہت سی تکبیریں کہیں اس لئے کہ

. . . .

۱ ۔ قنیۃ المنیۃ علی مذہب ابی حنیفہ، تالیف شیخ الامام ابی الرجاء نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی الحنفی، متوفی در سنہ ۶۵۸ھ "کشف الظنون"

۲ ۔ اصل : عک ۳ ۔ مد : من غیر نکیر من السلفاء

۴ ۔ احیاء علوم الدین تالیف امام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی، متوفی بہ طوس ۵۰۵ "کشف الظنون"

۵ ۔ اصل : وفی ۶ ۔ اصل : مستدبر القبلہ ۷ ۔ ج : ذلک عادۃ النصاری

۸ ۔ ج : بکل غداۃ ۹ ۔ ج : یا اھل الدیار ۱۰ ۔ اصل : رحمۃ اللہ المتقدمین

۱۱ ۔ اصل : زور کم

تکبیر کا ثواب مُردوں کو دوسری دعاؤں اور اذکار کے مقابلہ میں زیادہ جلدی پہونچتا ہے۔

اور جب کسی ایسے بزرگ کی تُربت پر پہونچے کہ جہاں آنحضرتؐ (۱) کا موئے مبارک ہے تو اُس کے سامنے منہ کرکے نہایت تعظیم سے کھڑے ہو کر کہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الھم صلی علی روح محمد فی الا رواح وصل علي جسد في الاجساد وصل علي (قبر) محمد فی القبور وصل علی شعر محمد فی الشعور پھر فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور یٰسین اور آخر میں سورۃ الحشر اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ سُورۂ تبارک پڑھنے سے اس شخص پر سے جس کی نیت کرکے پڑھتے ہیں قبر کا عذاب دُور ہوجاتا ہے اور اذا زلزلت والھٰکم التکاثر پڑھیں۔ معوذتین (۲) (یعنی سورۃ اخلاص اور الفلق) اور سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔ اور ان کے پڑھنے کا ثواب اس مُردے اور اہلِ اسلام کے جُملہ مُردوں کو بخشے اس کے بعد ہاتھ اٹھائے اور کہے:

اللھم اغفرلي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنات

جس طرح نماز میں کہتے ہیں اور پھر کہے الھم تقبل منی تلاوۃ ھٰذہ السور وقراءۃ ھذہ الآیات من کتابك الکریم واجعل ثوابها لفلان و لاهل ھٰذہ المقبرۃ من المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات وادخل علیهم الروح والراحۃ والفسحۃ والنور والرحمۃ والبشري والکرامۃ و اذا صار حالی مثل حالهم اغفرلی وتجاوز عنی واختم لی بخیر خاتمۃ یا ارحم الراحمین۔ اور پھر قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر سُورہ بقرہ کے اوّل سے ولھم عذابٌ عظیم (۳) تک پڑھے اور پھر پائینتی کھڑا ہو کر آمن الرّسُول (۴) آخری سورۃ تک پڑھے اور پھر تُربت کے سرہانے آئے اور قبلہ رُو ہو کر کہے

سبحان من تعزز بالقدرۃ ولبقاء وقهر العباد بالموت والفناء فیرد الخلائق کما بدء هم و یعید هم کما انشأهم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل بلی وربی لتبعثن ثم لتنبئون بما عملتم وذلك علي اللہ یسیر، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر کہے اللھم ربّ

۱۔ اصل: بعلامت = صلعم

۲۔ معوذتین: دو سورۃ (الاخلاص) اور (الفلق)

۳۔ سورہ دوم (البقرہ) آیۃ ششم

۴۔ سورہ دوم (البقرہ) آیۃ ۲۸۵

هذه الاجساد البالیته والعظام النخرة والشعور المتفرقة والجلود المتمزقة الّذین ماتوا علی شهادة ان لاالٰه اِلّا اللّٰه وحدَهٗ لاشریك لهٗ و انّ محمّداً عبدهٗ ورسوله اللّهم برد علیهم مضاجعهم و وسع علیهم مضایقهم وآنس فی ظلمة القبر وحشتهم وارحم غربتهم و فرج کربتهم و بارك لهم فیما صاروا الیه و بارك لنا اذا صر نا فیما صاروا الیه نبهنا عن نومة الغافلین وار زقنا الاهبة للموت والاستعدادلة (و) توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین وکن بناوبهم رؤفاً رحیماً برحمتك یا ارحم الرّاحمین وصلّی اللّٰه علی محمّد وآلہ واصحابه اجمعین الطیبین الطاهرین وسلّم تسلیماً کثیراً۔ (۱)

فصل

جاننا چاہیئے الهمك اللّٰه سبیل الرشد والنجاة ولبسك لباس التقوٰی فی الحیوة والممات کہ علمائے کرام و مشائخِ اسلام اور اولیائے عظام کے مرتبوں کو ان کی زندگی میں پہچاننا جبکہ وہ مخلوق کے ممد و معاون ہوتے ہیں بہت دشوار اور پیچیدہ ہے۔ اسی طرح ان کی وفات یعنی دُنیائے فانی سے دارِ بقا کی جانب کُوچ کرنے کے بعد بھی خاص طور پر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص مرتبہ ولایت پر فائز فرمایا ہے اور ان کے ظاہر و باطن کو اپنی ذاتی اور صفاتی تجلّیوں سے آراستہ کیا ہے ان کو عزّت کے گنبدوں اور غیرت کے پردوں میں غیروں سے پوشیدہ رکھا ہے اور حدیث قدسی "اولیا ایسے گنبدوں میں ہیں جن کو غیر نہیں جانتے" ان کے حال کے مطابق ہے ان سب میں سے بعض ایسے ہیں کہ زندگی میں اور بعد از وفات ان کے احوال و مراتب کسی کو معلوم نہ ہوسکے اور بعضوں کو خداوند عزّوجل نے اپنی حکمت بالغہ اور بے انتہا فضل و رحمت سے مخلوق کے سامنے جلوہ گر کردیا تاکہ مخلوق ان کے ظاہر و باطن سے استفادہ کرے اور یہ گروہ ان میں سے ہے کہ ان کا ظہور وقتِ ظہور سے قیامت تک زیادہ ہوتا رہے گا اور جس طرح اپنی زندگی کے دوران مخلوق کی ہدایت کا سبب بنے وفات کے بعد بھی ان کی ارواح قدسیہ کا تقرب وہی اثر اور نتیجہ رکھتا ہے مزید فوائد کے ساتھ۔ اور ان اولیاء کے مرقد منور اور قبور معطر۔

۱۔ ج: وسلّم تسلیما

"فاخرۂ بخارا" میں خوف و آفات سے محفوظ و مامون ہیں۔

اب یہ فقیر حقیر کم مایہ، خادم الاولیاء العبد احمد بن محمود المدعو بمعین الفقراء غفر اللہ تعالیٰ لہٗ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات، بمصداق: ان شیئا کلّہٗ لا یدرک، اعلموا ان کلّہٗ لا یترک بعض علمائے کرام اور مشائخ اسلام قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم کہ جن کے مرقدوں پر رحمتیں اور بخشیش نازل ہوتی ہیں ان کا ذکر حتی الامکان ان کی شفاعت کی اُمید پر اس کتاب میں کروں گا اور ان کے اسمائے گرامی اور القاب مبارکہ جیسا کہ معتبر کتابوں میں نظر آیا ہے بیان کروں گا اور ان میں سے بعض کی تاریخ ولادت و وفات جتنی بھی معلوم ہو سکے گی تحریر کروں گا بتوفیق اللہ تعالیٰ و تمیسرہ (۱)۔

مزید جاننا چاہیئے کہ اگرچہ بخارا صحابہ و تابعینؒ کے زمانہ میں فتح ہُوا ہے لیکن صحابہ و تابعین میں سے کسی کا بھی مرقد مبارک بخارا میں یقین کے ساتھ متعین نہیں ہے اور کسی جگہ بھی صحیح نقل سے ثابت نہیں ہے۔ لیکن خواجہ اہبان (۲) و کعب احبار (۳) اور محمد بن واسع (۴) رضی اللہ عنھم اور ان کے علاوہ صحابہ و تابعینؒ کہ جو بخارا کے عوام میں مشہور ہیں ان کے مزارات پُر انوار کے متعلق اہل نقل کی کتب معتبرہ سے اُس کے خلاف سمجھ میں آتا ہے۔ اور اُن میں سے ہر ایک کی جگہ کا ذکر کیا جائے گا۔ لیکن بعض اہل کشف حضرات نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی عزیز اور بزرگ کی قبر پر زیارت کی نیّت سے جائے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ وہ بزرگ وہاں دفن ہیں لیکن حقیقت میں

۱۔ اصل: تمیسرہ۔

۲۔ اہبان: بضم اول و سکون ثانی: ابو عقبۃ اہبان بن اوس الاسلمی "مکلم الذئب" ایک صحابی ہیں " اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ"۔

۳۔ کعب الاحبار: ابو اسحاق کعب بن ماتع، یمن کے یہودی علماء میں سے تھے اور پہلے کی روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں اسلام لے آئے تھے اور ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۴۔ محمد بن واسع الازدی: "زین القراء" عالم و عابد و عارف تھے اور ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ "حبیب السیر ج ۲ ص ۱۸۶ اور تذکرہ الاولیاء ج ۱ ص ۴۸"۔

ایسا نہ ہو تو اُس بزرگ کی مدد اور فیض اُس کو پہونچ جاتا ہے کمال کے راستہ پر بغیر کسی نقصان کے ، اس لئے کہ عالمِ ارواح میں قربت اور دوری یکساں ہے اور حضرت عالی قطب الزمان و ملاذاھل الایمان و شمس سماء العلم والعرفان صفوۃ الکمل من اہل اللہ عزّوجل جناب مستطاب ولایت مآب سیّدنا مولانا و خواجنا ما یعنی "خواجہ پارسا محمد بن محمد الحافظی البخاری" (۱) قدس اللہ سرہ و نور بفضلہ ضریحہ وقد سنا بسرہ العزیز اس بات کو پسند فرماتے تھے ۔ چنانچہ جس مزار نے کسی بزرگ کے نام سے شہرت پائی ہے چاہے حقیقت میں ایسا نہ ہو(یعنی وہ بزرگ وہاں مدفون نہ ہو) تو زیارت کرنے والے پر لازم و واجب ہے کہ اُس کی تعظیم و تکریم کرے تاکہ اُن بزرگ کی روحانیت کی برکتوں سے بہرہ مند ہو۔

اس ضعیف کے ناتواں دل میں یہ خیال آیا کہ دین کے ان بزرگوں قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم اجمعین کا ذکر دو قسموں میں کیا جائے ۔

قسم اوّل : ان بزرگوں کا ذکر جو اندرونِ شہر اور شہر کے (۲) چاروں طرف کم از کم تین کلو میٹر کے فاصلے میں مدفونؒ ہیں۔

قسم دوم : اُن عزیزوں کا ذکر جو شہر کے گردونواح میں ہیں اور قسم اوّل میں مذکورہ فاصلہ سے زیادہ ہیں۔

اور اعتقاد یہ ہے کہ ان کا ذکر اُن دو قسموں کی ترتیب سے مناسب ہے ۔

القسم الاوّل "اس حدیث "اَن اللہ یحبُ التیامن فی کلِ شیءٍ" کے مصداق الشیخ

---

۱ ۔ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری الحنفی ، معروف بخواجہ پارسا ، صوفی نقشبندی ولادت ۷۵۶ھ اور وفات مدینہ منورہ میں ۸۲۲ھ ہوئی ۔ کئی تالیفات میں جن میں: فصل الخطاب لوصل الاحباب ، در تصوف ہے ۔ "ھدیہ ج ۲ ص ۱۸۳"

۲ ۔ فناء ، بکسر اوّل: گرداگرد خانہ وپیش سرای را گویند کہ فراخ وگشادہ باشد ، "منتہی الارب" وفناء شہر یعنی گرداگرد شہر۔

الشہیر خواجہ ابوحفص (۱) کبیر قدس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ابتدا کی گئی ہے، اس اعتبار سے کہ جو شخص بخارا کے شہر کے درمیان قبلہ کا متوجہ ہوتا ہے ان بزرگوار دین کا مزار دائیں ہاتھ پر ہے اور زمانہ کے لحاظ سے بھی وہ تمام علماء میں مقدم ہیں۔

تل خواجہ کے مزارات کا ذکر

الشیخ الامام العالم العامل، خواجہ ابوحفص احمد بن حفص بن الزبرقان ابن عبد اللہ بن البحر العجلی البخاری رحمۃ اللہ، آپ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی اور اسی سال ولادت امام شافعی اور وفات امام اعظم ابوحنیفہ ہوئی۔ خواجہ ابوحفص کی وفات ۲۱۷ھ میں ہوئی اور ان کا مزار پُر انوار سیاح اوتادو ابدال کا مرجع ہے۔ آپ علم و عمل اور قوت مجاہدت و صفائے حال اور زہد و سخا و جہاد اور اعلائے کلمۃ الحق میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی مہربانی و عنایات اور صلح و صفا عامۃ المسلمین کے حق میں بے حد و حساب رہی ہیں۔ ابوسلیمان جوزجانیؒ (۲) نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد امام محمد شیبانیؒ (۳) سے کہا کہ آپ کے اس جہان سے کوچ کرنے کے بعد یہ علم ہم کہاں سے حاصل کریں۔ حضرت امامؒ نے فرمایا کہ ابوحفص بخاری سے کہ کسی نے اس علم کو ان کی طرح مجھ سے حاصل نہیں کیا ہے۔ اور ابوسلیمانؒ فرماتے تھے کہ جب تک (۴) ابوحفص

....

۱۔ یہ نام اس کتاب میں کئی جگہ آیا ہے اور اصلی نسخہ میں سب جگہ غلطی سے "ابوحفض" لکھا گیا۔

۲۔ ابوسلیمان جوزجانی فقیہ و محدث، ابن البلخی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آخر عمر میں بغداد میں زندگی بسر کرتے تھے اور محمد بن الحسن کی کتابوں میں انہوں نے روایات کی ہیں

از: ابن الندیم "لغت نامہ"

۳۔ ابوعبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد شیبانی دمشقی، فقیہ حنفی (۱۳۲۔ ۱۸۷ یا ۱۸۹) ابوحنیفہ کوفی کے لوگوں میں سے ہیں اور ان کے مذہب کی تشہیر کی ہے۔ ان کی چند تالیفات ہیں جن میں الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، الزیادات، در فقہ حنفی و فروع آن ہیں۔ آپ شہر ری کے ایک قریہ میں مدفون ہیں۔ (ریحانۃ الادب)

۴۔ اصل: ما مادام

زندہ ہے میرے نزدیک پریشان نہ ہو (۱) کیونکہ امام محمدؒ نے سب کچھ ان کے حوالے کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ ابو حفصؒ سے لوگوں نے دریافت کیا آپ کونسے عمل کے سب سے زیادہ امیدوار ہیں فرمایا کلمہ توحید لاالہ الا اللہ۔ پھر دریافت کیا آپ کا کونسا عمل سب سے زیادہ ہیبناک ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ: فتوے دینا کہ اس سے عاجز آگیا ہوں۔ اپنے لوگوں میں سے ایک کو وصیت فرمائی اور کہا: علم حاصل کرو اور علم پر عمل کرو اور لوگوں کے کام میں بغیر ضرورت مشغول نہ ہو۔ کسی کو بھی برائی سے یاد نہ کرو اور اپنے گھر کے ملازم رہو اور ہمیشہ تلاوت قرآن کریم کرتے رہو اور یہ عمل ہیں جو میں نے اپنے نفس کے لئے پسند کئے ہیں اور تمہارے لئے بھی یہی چاہتا ہوں اللّٰھمّ اجعلنا ممن یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔

دوسرا مرقد منور ان کے فرزند العالم العامل ابو عبداللہ محمد بن ابی حفص البخاری کا ہے خواجہؒ کی تربت کے قبلہ کی طرف اور خواجہ عبداللہ سبذمونی (۲) خواجہ کے فرزند کے شاگرد ہیں۔ نیز منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) کے فرزندوں میں سے وہاں مدفون ہیں اور بخارا کے لوگوں میں مشہور ہے کہ خواجہؒ کے سرہانے کی طرف ابان بن عثمانؓ (۴) کا مزار ہے۔

۱۔ اصل: میکنید

۲۔ اصل: سفید موئی، اور خواجہ عبداللہ سبذمونی جن کا ذکر آگے آئے گا بخارا کے ایک قریہ "سبذمون" سے منسوب ہیں "انساب سمعانی"

۳۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف، ان کی کنیت ابوالعباس، آنحضرتؐ کے بزرگ صحابیوں میں سے ہیں اور عباس کی بڑی اولاد اور امیرالمومنین علیؓ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ جب عبداللہ بن زبیر نے ان کو مکہ سے نکال دیا تو وہ طائف چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ۶۸ھ میں ہوا اور محمد بن حنفیہ نے ان کی نماز پڑھائی۔ "کامل طبع لیدن ج ۴ ص ۲۲۵، تاریخ ج ۲ کتاب ۲ ص ۵۱۹، مجالس ص ۸۰"

۴۔ ابان بن عثمان بن عفان، ان کی کنیت ابو سعید ہے، عمر کی والدہ سے اور جندب ابن عمر الدوسی کی دختر سے ہیں اور جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے اور عبدالملک کے زمانہ میں سات سال تک مدینہ کی حکومت کی اور ۸۶ھ میں وفات پائی۔ وہ تابعین کے اوّل طبقہ سے ہیں اور صاحب قرات ہیں۔ "لغت نامہ"

لیکن قابلِ اعتماد و اعتبار کتابوں میں اس طرح ہے کہ ابان بن عثمانؓ کی وفات مدینہ منوّرہ میں ہوئی ہے۔

دوسرا مزار شیخ شب بیدار کا ہے جو چالیس سال تک نہ سوئے اور عبادت میں گزاری اور قاضی امام عبدالواحد شہید صاحبِ کرامات بھی وہیں ہیں۔

مزارات ائمہ صفاریہ

ائمہ صفاریہ کے دُوسرے مزارات جو مسجد کے قبلہ کی جانب ہیں اور مزار خواجہ مجتوب کی طرف ہے۔

صاحب "انساب" الامام "عبدالکریم السمعانیؒ (۱) کتاب "انساب" میں اس طرح بیان کیا ہے۔

الشیخ الامام العالم العامل الزاہد " ابوابراہیم اسمٰعیل بن نصر الصفارؒ دین کے معاملہ میں بہت سخت تھے اور جو کچھ دین کے بارے میں سچ ہوتا کہہ دیتے تھے اور کسی شخص کی ملامت یا گفت وشنید سے نہ ڈرتے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن کے حق میں یہ آیت ہے "یجاہدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم" (۲) اور ۴۶۱ھ میں خاقان نصر بن ابراہیم المعروف بہ شمس الملک (۳) نے جوبانی رباط ملک ہے آپ کو شہید کردیا اس لئے کہ آپ نے امر بمعروف اور

....

۱۔ تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم بن ابی بکر محمد بن ابی المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی المروزی (۵۰۶ - ۵۶۲) جو مشہور بزرگوں اور فقہا و حفاظ اور محدثین میں سے ہیں۔ ان کی کئی تالیفات ہیں کہ اُن میں سب سے زیادہ مشہور "الانساب" اور اُس کا ایک نسخہ ۱۹۱۲ عیسوی میں "مارگولیوث" کے مقدمہ کے ساتھ اوقاف گیب کے خرچ سے لندن میں عکسی طبع ہُوا ہے۔

"ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۶۰۸ و ریحانۃ الادب ج ۲ ص ۲۲۸۔

۲۔ سورہ پنجم (المائدہ) آیہ ۵۹

۳۔ ماوراالنہر کے ملوک خانیہ میں سے ہے اور اپنے والد ابوالمظفر عماد الدولہ ابراہیم طفقاج خان بن نصر (پدر ترکان خاتون ہمسر سلطان ملک شاہ سلجوقی) جس نے ۴۴۰ سے ۴۶۰ تک حکومت کی) اس کی جگہ تخت پر بیٹھا اور ۴۷۲ھ میں وفات پائی۔

" تاریخ بخارا ص ۱۲، معجم الانساب ص ۳۱۲ راحۃ الصدور ص ۱۳۳

اور غلط کاموں سے منع کیا تھا۔ ان کے فرزند ابو اسحاق ابراہیم بن اسمٰعیل الصفار (۱) المعروف بالزاہد الصفارؒ ہیں وہ بھی عالم و عامل وزاہد تھے ۔ اپنے والد کی طرح بادشاہوں اور سلطانوں سے جو کچھ سچ ہوتا کہہ دیتے اور کوئی خوف نہ کرتے ۔ سلطان سنجر (۲) ان کو مروالے گیا اور وہیں ان کی سکونت کردی یہ اُس نے ماوراء النہر کی ولایت کی مصلحت کی بنا پر کیا۔ لیکن آپ کی وفات بخارا میں ہوئی ہے ، ان کے فرزند ابوالحامد حماد بن ابراہیم الصفارؒ بخارا کی جامع مسجد کے امام تھے وہ بھی عالم و عامل اور محدث تھے اور ہر جمعہ کی صبح بخارا کی جامع مسجد میں حدیث کا درس دیتے تھے ۔ ان کے علاوہ شہر کے شمال میں قریہ سکفردر میں شیخ عالم محدث صاحب الولایۃ والکرامت خواجہ ابو حفص صغیر سکفرودریؒ (۳) کا مزار پُر انوار ہے۔ ایک بزرگ نے کہا ہے۔ چند راتوں تک میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان کی قبر سے نور ایک مینار کی صُورت نکلتا ہے ایسا کہ وہ نُور میری آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا۔ (۴) اور امام زاہد ابوالمعین میمون بن محمد بن المکحول النسفیؒ (۵) کتاب الاتمام اتمام الاہتمام میں اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ۔ کان الامام ابو حفص الصغیر یذھب (۶) الی درس الامام عبد اللہ،

۱ ۔ ابو اسحاق ابراہیم بن اسمٰعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث الانصاری الوایلی البُخاری الحنفی الصفار (۴۹۰ ۔ ۵۳۴) ان کی تصانیف یہ ہیں۔ تلخیص الزاہد، تلخیص الادلۃ لقواعد التوحید، صک الجنۃ (فارسی) کتاب السنۃ والجماعۃ "ہدیۃ العارفین ج ۱ ۔ ص ۹

۲ ۔ ناصر الدین ابو الحارث احمد بن سنجر بن ملک شاہ (۵۱۱ ۔ ۵۵۲) "معجم الانساب" ان کی وفات کا مادہ تاریخ اس طرح لکھا ہے۔

(رباعی) ترجمہ

شاہ سنجر کہ ملک کے باغ میں سرافراز تھا اور کردار میں مانند سرو
چونکہ مرو میں تھا وہاں نہ رہا اس کی وفات کا سال "شاہ مرو" سے پوچھو

"تاریخ نگارستان ص ۱۶۱"

۳ ۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن حفص بن زبرقان البُخاری الحنفی وفات ۲۶۴ھ ان کی تصنیفات میں "کتاب الاہواء والاختلاف والرد علی اللفظیۃ" اور "مقدمۃ الفروع" "ہدیہ ج ۲ ص ۱۷"

۴ ۔ طمس میکرد۔ اصطلاحاً یعنی خیرہ کرتا تھا۔

۵ ۔ وفات ۔ ۵۰۸ھ "ہدیۃ العارفین ج ۲ ص ۴۸۷"

۶ ۔ اصل: سیذھب

ابن المبارک رحمتہ اللہ کل غداۃ الی مروثم یرجع وقت الضحوۃ الی منزلۃ بِبُخارا فرافقۃ (۱) مؤذن مسجدہ یوماً حتی مضی و مرعلی جیحون کانہ نھیرۃ صغیرۃ و دخل مروفی لحظۃ قلیلۃ فتعجب المؤذن من تلک البلدۃ فلماً رأیٰ عبداللہ بن المبارک مع تلامذتہ کلھم مثل ابی حفص الصغیر و خلف بن ایوب (۲) وابی بکر الاسکاف (۳) وابی بکر الاعمش (۴) و محمد بن مقاتل الرازی (۵) و امثالھم رحمھم اللہ فجلس و سمع الدرس و فیھم الخضر علیہ السلام فخرج الشیخ ابو حفص راجعاً و بقی المؤذن ھناک متعجباً فاجعاً فلماً فقدہ سأل اھل البلدۃ عنھا (۶) فاخبروہ انھا کورۃ مروو سأل عن العالم فاخبر بانہ عبداللہ بن المبارک تلمیذ ابی حنیفۃ رضی اللہ عنھما ثم قص المؤذن قصۃ واظھر ماعندہ علیھم فاشاروا الیۃ بالانتظار و امر وہ بالاصطبار فجلس ھناک حتی طلع الفجر فانقطع الظلام وانفجر الصبح من الغمام وحضر الامام الھمام لقاہ تبسم و بآثارہ تنسم فامرہ فی ھذالسر بالکتمان واوصاہ بالاخفاء وزجرہ عن الاعلان وخرج المؤذن مع الامام راجعین والمؤذن رأیٰ کرامتہ رأیُ العین فلماً بلغ المؤذن منزلہ نسی ما اوصی [بہ] ولم یتذکر فاخطأ وانسی واخبر من شاھد ولقی وما ابقی شیئاً مما مضی ومابقی فحین اظھرت کرامتہ وشاعت مقاماتہ زاحمہ الخلق متبرکین واجتمع الناس لدیہ زائرین متسکین واقبل علیہ کل قریب وبعید و توصل الیہ کل شقی و سعید فضاق قلبہ من رغبتہ الخلق والتجاء باللہ الملک الحق فغاراللہ علیہ (۷) واجاب نداہ فیما اخفاہ واستجاب

۱۔ اصل۔ فوافقہ

۲۔ ابوسعید خلف بن ایوب العامری، فقہ حنفی، مفتی بلخ وخراسان، ان کی وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی اور ان کی کتاب اختیارات فقہ میں مشہور ہے 'ہدیہ ج ۱۔ ص ۳۳۸"

۳۔ ان کا ذکر آئے گا۔ ۴۔ پہچان نہ ہو سکی۔

۵۔ محمد بن مقاتل الرازی، فقیہ حنفی از اصحاب محمد بن حسن شیبانی تھے اور ۲۴۲ھ میں وفات پائی ان کی تصنیف کتاب المدعی والمدعی علیہ

ج : سال اہل البلدۃ عن البلدۃ ("ہدیہ ج ۲ ص ۱۲")

۶۔ مد = علیہ ، ۷ = فغاراللہ علیہ اور متن کی تصحیح درست ہے یعنی اس کے جوش نے اس کی تشنگی کو سیراب کردیا۔

دعاہ (۱) ، فهذا حال تلميذ تلميذ الامام الاعظم والهمام المقدم، فكيف حال الاستاذ الاكبر المکرم رضوان اللہ علیہم اجمعین

ذکر مزارات چشمۂ ایوب علیہ السّلام

جو مزار شریف حضرت ایُّوب علَیہ السَّلام سے منسُوب ہے اُس کے قبلہ کی جانب کعب بن سعید العامری کا مزارِ پُر انوار ہے جن کا لقب خواجہ کعبانؒ ہے۔ ان کو کعبان عابد کہتے ہیں اور وہ خواجہ ابو حفص کبیرؒ کے شریک ہیں اور کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابو احمد اسکاف کہتے ہیں کہ کعبان ایک پرانا موزہ میرے پاس لائے اور کہا کہ اس کی مرمت کردو میں غزوہ (جنگ) پر جارہا ہوں۔ میں نے کہا یہ موزہ قابلِ مرمت نہیں ہے۔ (۲) اس میں سلنے کی جان نہیں ہے۔ ٹھنڈی آہ بھری اور کہا جو کچھ کر سکتا ہے کر (کیونکہ) میں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چاروں یاروںؓ کے ہمراہ خواب میں دیکھا فرماتے تھے تو آج رات ہمارے ساتھ ہوگا۔ کسی نہ کسی طرح میں نے اس موزہ کو سی دیا جب کعبان باہر آئے ایک گھنٹہ بعد شہید ہوگئے ۱۹۹ھ میں۔

دوُسرا مزار مولانا شمس الدین محبوبیؒ (۳) فرزند مولانا جمال الدین محبوبیؒ (۴) کا ہے جو ایُّوب علیہ السّلام کے چشمہ (۵) کے مشرق کی جانب اور حوض کے جنوب میں ہے۔

اس کے علاوہ چشمۂ ایوب علیہ السلام کے مشرق کی جانب مزارات شرعاباد ہیں۔

۱۔ ج: فیما اخفی واستجاب الدعاء فیما دعاہ

۲۔ ج: قابلِ مرمت

۳۔ شمس الدین احمد بن جمال الدین عبید اللہ محبُوبی بخاری حنفی، صدر الشریعہ اوّل انکی تصنیف تلقیح العقول فی فروق النقول والاصول "ہدیہ ج ۱ ص ۹۵"

۴۔ جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز عبادی، فقیہ حنفی (۵۴۶-۶۳۰)۔ ان کی تصنیف شرح جامع الصغیر امام شیبانی وکتاب الفروق "ہدیہ ج ۱ ص ۶۴۹"

۵۔ اصل بعلامت اختصاری (علیہم)

منقول ہے کہ سلطان اسمٰعیل ایک روز اپنے خادموں وغیرہ کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہُوا کہ مؤذن نے مینارہ پر کھڑے ہو کر اذان شروع کی سُلطان نے سوچا لوگ حضرت خداوند عزّوجل کو یاد کریں اور میں گھوڑا دوڑاوں یہ بے ادبی ہوگی۔ لگام کھینچی اور توقّف کیا اور نماز کی اذان کا جواب دیا (نماز پڑھی)۔ اُس کی وفات کے بعد لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اُس کا حال پُوچھا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ سبحانہ نے مجھے بخش دیا ہے اس تعظیم و تکریم کے صلہ میں جو میں بجالایا تھا۔ ان کے والد الامیر احمد بن سامان بھی عالم تھے اور سفیان بن عیینہ (۱) اور اسمٰعیل بن عیینہ (۲) اور یزید بن ھرون (۳) وغیرہ کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان کی وفات فرغانہ میں ۲۵۰ھ میں ہُوئی۔ سُلطان اسمٰعیل کے دو بھائی تھے ایک ابوالحسن نصر ابن احمد اور وہ بھی عالم اور اہلِ حدیث تھے ان کی وفات جمادی الآخر ۲۷۹ھ میں ہوئی اور دوسرے بھائی ابو یعقوب اسحاق بن احمد جو بخارا کے حاکم تھے اور وہ بھی اہل علم تھے۔ ان کی وفات قہندز (۴) بخارا میں حالت قید میں ہوئی ماہ صفر ۳۰۱ھ میں ۔۔۔۔ پادشاہ اسمٰعیل کے فرزند ابونصر احمد بن اسمٰعیل کو اس کے غلاموں نے شہید کر دیا جیحون کے کنارے فربر (۵) مقام پر جمادی الآخر۔

۱۔ ابو محمد سفیان بن عیینہ الہلالی الکوفی (۱۰۷۔ ۱۹۸) حدیث کے بزرگ علماء میں سے ہیں۔ "دائرۃ المعارف فریدوجدی"

۲۔ سفیان بن عیینہ کے نو بھائی تھے اُن میں چار محدّث تھے ممکن ہے اسمٰعیل ان میں سے ایک ہوں۔

۳۔ ابو خالد یزید بن ہارون، مولی بنی سلیم، بخارا کے لوگوں میں سے اور زاہدوں اور محدّثوں میں سے ہیں۔ ان کی ولادت ۱۱۰ یا ۱۱۸ میں اور وفات ۲۰۶ میں ہوئی۔ "لغت نامہ"۔ وہ ہمیشہ باوضو سوتے تھے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ معتبر لوگوں میں سے ایک نے بتایا کہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پُوچھا اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ کہا اگرچہ بخش تو دیا لیکن بہت زیادہ عتاب بھی کیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ کہا مجھ سے پوچھا تو نے جریر بن عثمان سے حدیث روایت کی ہے؟ میں نے کہا بار الٰہا میں ان کو نیک جانتا تھا، اللہ نے فرمایا وہ بغض علی بن ابی طالبؓ رکھتا تھا یہ نیک نہیں تھا اور جو اس کو نیک سمجھتا ہے وہ بھی نیک نہیں ہے۔ "ہفت اقلیم"

۴۔ قہندز: اوّل، دوّم اور چہارم پر پیش معرب کہندژ ہے "آنندراج"

۵۔ فربر۔ اوّل کے نیچے زیر اور دوسرے پر زبر اور تیسرا اور چوتھا سکون اور بعضوں کے کہنے کے مطابق اوّل پر زبر، بخارا اور جیحون کے درمیان ایک چھوٹا شہر ہے جو رباط طاہر بن علی کے نام سے مشہور ہے اور جیحون تک اس کا فاصلہ تقریباً چھ کلومیٹر ہے "انساب سمعانی" ہمارے نسخہ میں (فربز) لکھا گیا جو کاتب کی غلطی ہے۔

۱۰۳ھ میں ۔ اور ابو الحسن نصر بن احمد بن اسمٰعیل نبیرۂ پادشاہ اسمٰعیل کی وفات شب پنجشنبہ ماہ رجب ۳۳۱ھ میں ہوئی اور اس کی حکومت تیس سال ایک ماہ اور چار روز رہی ۔ اور ابو محمد نوح بن نصر بن احمد بن اسمٰعیل کی وفات پیر کے روز ربیع الاخر ۳۴۳ھ میں ہوئی، اور ابو الفوارس عبد الملک بن نوح بن نصر بن احمد بن اسمٰعیل کی بدھ کے روز ماہ شوال ۳۵۰ھ میں ہوئی ۔ اور ابو صالح منصور ابن نوح بن نصر کی وفات ماہ شوال ۳۶۵ھ (۱) میں ہوئی اور ان کی حکومت کی مدّت اکیس سال نو ماہ اور کچھ دن ہے اور اُس کے بعد اس کے کہنے کے مطابق خطبہ اس کے فرزند ابو الحارث منصور بن نوح کے نام کا پڑھا گیا ۔ ماہ ذوالقعدہ ۳۸۷ھ[۲] سے نظم میں سلاطین سامانیہ کو جمع کیا ہے ۔

نظم ۔ ترجمہ

آل سامان میں نو افراد مشہور تھے ہر ایک کا ایک ولایت اور شہر میں ذکر ہے
اسمٰعیلی و احمدی و نصری دو نوح دو عبد الملک اور دو منصور

نظم میں دو عبد الملک آئے ہیں لیکن کتاب انساب میں ایک ہی بیان کیا گیا ہے ۔ (۳) ۔ کہا جاتا ہے کہ آل سامان کے خاندان نے کم و بیش ایک سو بیس سال حکومت کی ۔

سلاطین سامانیہ کے مزارات کے جنوب میں تھوڑے فاصلہ پر عالم محدّث ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان بن کامل البخاری الوراق المعروف بغنجار الحافظ صاحب تاریخ بخارا اور کتاب

---

۱ ۔ در معجم الانساب وطبقات سلاطین اسلام، ۳۶۶ھ لکھا ہے ۔
۲ ۔ وفات منصور بن نوح ماہ صفر ۳۸۹ھ میں ہوئی ہے " معجم الانساب "
۳ ۔ منصور بن نوح کے بعد اس کا بھائی ابو الفوارس عبد الملک بن نوح (عبد الملک ثانی) تخت پر بیٹھا (۳۸۹ ۔ ۳۹۰) " معجم الانساب "

maablib.org

فضائل الصحابہ الاربعۃ کا مزار پُر انوار ہے اور انکا لقب غنجار اس سبب سے ہے کہ انہوں نے حدیث الامام المحدث عیسیٰ بن موسیٰ التمیمی الغنجار" کا تتبع کیا ہے ان کی وفات ۴۱۲ھ میں ہوئی اور عیسیٰ بن موسیٰ الغنجار بھی اہل بخارا میں سے ہیں اور اہلِ حدیث کے متقدمین میں سے ہیں لیکن ان کی وفات ۱۸۵ھ میں سرخس کے مقام پر ہوئی اور ان کا لقب غنجار اس سبب سے ہے کہ اُن کے دونوں رُخسار مُبارک سُرخ تھے۔

دُوسرے بخارا کے قبلہ کی جانب قریہ سمتین (۱) میں شیخ الزاہد العالم العامل صاحب الاحوال والمقامات ومالک الولایات والکرامات خواجہ امام ابوبکر احمد بن سعد قدس اللہ تعالیٰ روحہ کا مزار منوّر و مرقد مطہر ہے۔ آپ تعریف و توصیف و ذکر فضائل سے مستغنی ہیں۔ آپ کی وفات ۳۶۰ھ میں ہوئی۔ منقول ہے کہ آپ پر علم و عمل اور زہد کامل کے باوجود احوال ووجد (۲) کا غلبہ تھا "گل تھے سبزہ سے بھی آراستہ ہوگئے" نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ (۳)

دُوسرا بھی شہر کے قبلہ کی سمت الشیخ العالم العامل الزاہد الورع الامام ابوبکر محمد بن الفضل بن جعفر البخاری کا مزار پُر انوار ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ محدث و مجتہد تھے۔

۱۔ سمتین، بخارا کا ایک دیہات ہے اُس قوم کے درمیان ایک بڑا دہقان تھا اور اُس دہقان کو (بخار خداۃ) کہتے تھے اس لئے کہ دہقان زمانہ قدیم کی پیدائش تھا اور بیشتر املاک اسی کی تھیں اور ان لوگوں میں بیشتر اس کے باغبان اور خدمتگار تھے اور ملک کے اس شیر نے شہر بخارا کی تعمیر کی اور ماستین اور سقتین اور سمتین اور قرب کے دیہات بنوائے" تاریخ بخارا ص ۶" امیر سرید منصور بن نُوح بن نصر نے سمتین کے راستے میں بہت سے احاطے اور باغات بہت قیمت پر خریدے ("تاریخ بخارا ص ۵۱")

۲۔ مواجید: وہ حالتیں اور رقص جو نغمہ سننے سے صوفیوں پر طاری ہوجاتی ہیں۔ مواجید لفظ وجد کی جمع ہے، خلاف القیاس۔ (آبجد راج)

۳۔ چوبیسویں سورۃ (النور) پینتیسویں آیت۔

اور دین و دنیا سے تمام و کمال بہرہ مند تھے۔ ان کی فتح کی وجہ سے بخارا میں دین محمدی کے علاوہ اور دوسرے مختلف مذاہب نہ رہے، کہتے ہیں کہ زہد و تقویٰ کے باوجود شروع میں اُن پر نشر اور سیاست غالب تھی۔ منقول ہے کہ ان کو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ (۱) کہا: میرے محفوظ مسائل کو میرے چھوڑے ہوئے درہموں کے ساتھ وزن کیا۔ مسائل کا وزن زیادہ نکلا ائس کی وجہ سے مجھے نجات ملی۔ یہ بات مشہور اور معروف ہے کہ ان کا ترکہ چار لاکھ غطریفی تھا (۲)

ان کے مرقد کے قریب ان کی اولاد کی اولادوں ابو عمرو عثمان بن ابراہیم محمد بن احمد ابن محمد بن فضل الفضلی کی (۳) قبریں ہیں۔

دروازۂ حاجیان کے راستہ کے شمال میں ابوبکر فضلؒ کے مزار کے مقابل مقبرہ ائمہ اسمٰعیلؒ ہے۔ صاحب کتاب انساب کہتے ہیں کہ ائمہ اسمٰعیلیہ بخارا میں مشہور و معروف ہیں اور اُن کا مقبرہ خراسان کے راستہ کے کنارے پر ہے اور میں نے زیارت کی ہے۔

الامام الفقیہ العالم ابوبکر احمد بن محمد بن اسمٰعیل بن اسحاق بن ابراہیم ابن اسرائیل الاسمٰعیلیؒ کے خاندان کے لوگ سب اہل علم ہیں۔ ان کی ولادت ۱۰۳ھ میں ہوئی اور وفات ماہ رمضان ۸۴ھ میں واقع ہوئی۔ ان کے فرزند ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن اسمٰعیل السکاریؒ اور ان کی اولاد کی اولاد امام ابوبکر سعدؒ ہیں اور ان کے شاگرد بھی ہیں۔ ان کو حدیث کی املا کی ذمہ داری بھی تھی۔ ہر جمعہ کی شام کو اپنی سرائے میں املا دیتے تھے۔ اُن کی وفات ۱۰۳ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۔ اصل: مافعلہ
۲۔ اصل: عنصرفی اور صحیح وہی غطریفی ہے جو ایک سکہ ہے اور غطریف ابن عطاء سے منسوب ہے جو ہارون رشید کا ماموں ہے اور اس کے زمانے میں خراسان کا امیر ہوگیا۔ یہ بات رمضان ۱۸۵ھ کی ہے اور اس کی تفصیل تاریخ بخارا میں بیان کی گئی ہے۔ رک "تاریخ بخارا ص ۴۴"
۳۔ فقہای حنفی سے ہیں۔ ان کی وفات ۸۰۵ھ میں ہوئی: فتاوی الفضلی "ہدیہ ج ا ص ۶۴۳"

اور امام محدّث حافظ غنجارؒ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوالحسن اسمٰعیلی کے والد اس زمانے کے شیخ اور رئیس تھے اور ماوراء النہر کے پیشوا تھے ۔ ۹۰ھ میں ریاست و امامت ان کے فرزند ابوالحسن کو منتقل ہوگئی اور وہ اس مرتبہ کی اہلیت اور حق رکھتے تھے اپنی زیادہ عقل اور ظاہری فضیلت کی وجہ سے ۔ ابوالحسن ۹۵ھ میں حج پر گئے اور خیریت و سلامتی کے ساتھ بخارا واپس آگئے ۔ وہ اپنے والد، نانا ابوبکر سعد زاہدؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی اولاد اور اولاد در اولاد اس مقبرہ میں مدفون ہیں اور ہر ایک کی قبر اس زمانہ میں ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور نامعلوم ہے اور یہ علامت ان کے حال و شرف کا کمال ہے حدیثِ قدسی کے مطابق جس میں فرمایا گیا : "انا عندالمنکسرة قلوبهم والمندرسة قبورهم"

ذکر مقبرۂ ستاجیہ

امام ابوبکر فضلؒ کے مزار کی مشرقی جانب مقبرہ ستاجیہؒ ہے زمانے کا رہبر گزرا ہے ان کے مزاروں کے سرہانے اوتاد و ابدالوں کے مزارات ہیں۔ خاوند تاج الدین جو اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز نماز کے بعد ان کی زیارت کو گیا وہاں ایک جوان کو دیکھا کہ اس مزار میں بیٹھا ہوا زار زار روتا تھا اور اُس کی پیشانی مبارک چمک رہی تھی ہرچند میں نے اس کا حال پوچھا جواب نہ دیا۔ میں واپس چلا گیا۔ ہفتہ کے روز اسی جگہ اور اسی حال میں دیکھا۔ میں نے الحاح کیا۔ کہا میں ابدالوں میں سے ہوں اور ترکِ ادب کے باعث اُن سے دور ہوگیا ہوں۔ میں نے کہا اس مکان میں کیا مانگتا ہے؟ کہا : ہر جمعرات اور پیر کو اس موضع شریف میں اُن کا مجمع لگتا ہے میں اُن کی صحبت حاصل کرنے کی اُمید میں آیا ہوں۔ پیر کی صبح کو میں گیا تو اُس جوان کو نہ پایا اور اس کے بعد اُس کو کبھی نہیں دیکھا" ۔

اوّل امام عالم زاہد مفتی استاد الائمہ مولانا سیف الدین ستاجیؒ کا مزار ہے۔

اُن کی وفات ۴۶۰ھ میں ہوئی اور انہوں نے ترانوے ۹۳ سال کی عُمر پائی۔

اُن کی تُربت سے پہلے اُن کے فرزند مولانا جمال الدین ستاجی کا مزار ہے وہ بھی رہبر اخیار اور نیک لوگوں اور صاحبِ ولایت و کرامت کے پیشوا ہیں اورسات حج کئے ۔ چند کتابیں تصنیف کیں جو تفسیر و حدیث و بیان طریقہ کے سلسلہ میں ہیں جیسے زادلمذکرین جس میں ایک سو مجلس ہیں اور ایک سو آیتوں پر مشتمل ہے۔ اور کتاب تکملة اللطائف اور اخایر الذخایر اور آداب التصوف اور عشرات اور عشرین اور اربعین اور قصۂ یُوسُف و ملجاء المذکرین اور کتاب یادگار اور دیوان عربی اور دیوان فارسی (۱) ۔ اُن کی وفات بروز پیر، ربیع اللاول ۶۴۴ھ میں ہوئی اور تہتر ۷۳ سال کی عمر پائی۔ چنگیز خان کے واقعہ میں ۶۱۸ھ میں ولایت غزنین سے شہر بخارا پہونچے اور اپنی اولاد اور تابعین کو شہر بخارا میں چھوڑا اور شہر خجند، قطب الاوتاد شیخ مصلحت الدینؒ (۲) کے پاس چلے گئے اور کہا = وہ اس مملکت کے بادشاہ ہیں ان کی اجازت کے بغیر اُن کی مملکت میں نہ رہنا چاہئے ۔ (۳) جب شیخ کے نزدیک پہونچے ۔ شیخ نے فرمایا = دیر سے آئے ہم کو انتظار میں رکھا اور کہا ہم کو اس مکان میں انتظار اس وجہ سے تھا کہ یہ مملکت کسی صاحبِ دل سے خالی تھی۔ اب تم آگئے ہو ہم نے مملکت تمہارے سپرد کردی اس وقت شیخ نے یہ بیت (۴) کہی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ (ترجمہ)

میں نے دنیا کے سُوراخ سے چوروں کی طرح تلاش کیا

دوسری منزل کا سامانِ سفر باندھا

کچھ دیر گدھے کی لاش پر میرا وجود تھا

بھیڑیا آیا گدھے کو پھاڑا اور میں غم سے چھوٹ گیا

منقول ہے کہ عُلمائے بخارا نے حضرت استاو الائمہ مولانا شمس الائمہ

---

۱ ۔ اصل : دیوان عربی و فارسی و دیوان

۲ ۔ صدرالدین عینی "مصلح الدین" لکھا ہوا ہے ۔ "نمونہ ادبیات تاجیک قسم اول ص ۵۵"

۳ ۔ اصل : باشیدند ۴ ۔ دوسری جگہ بھی ہے کہ بجائے "رباعی" بیت لکھا گیا ہے ۔

کردری ؒ سے کہا= آپ مولانا جمال الدین ستاجی کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے تاکہ دیکھیں کہ وہ ربانی اور حقانی ہیں یا نہیں۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا جمال الدین ایک روز بلخ میں وعظ فرمارہے تھے۔ خواجہ خضر علیہ السلام کے اشارہ پر ستر ولیوں نے جان دے دی اور بلخ میں "خاک ولیان" مشہور ہے۔

اسی طرح بخارا میں وعظ فرمایا تو اس وعظ میں بارہ آدمیوں نے جان دے دی۔ ایک بزرگ اٹھے اور کہا= اے فرزند تُو نے اُستاد (آنحضرت م) سے اونچی دکان کھولی ہے اس لئے کہ کہیں بھی منقول نہیں ہے کہ حضرت رسالت ؐ کے وعظ میں کسی نے جان دی ہو۔ انہوں نے کہا، حضرت ؐ طبیب دانا تھے لیکن یہ فقیر طبیب نادان ہے۔

مولانا شمس الائمہ جمعہ کی شب جامع مسجد میں حاضر ہوئے اور ایک ستُون کے سامنے فکر مند بیٹھ گئے۔ جب قاریوں نے قرآن پڑھ کر پورا کیا مولانا جمال الدین منبر سے اٹھے اور اس ستون کی طرف منہ کیا اور یہ بیت کہی= ترجمہ (نظم)

کوچہ کے نکڑ تک آتا ہے اور کوچہ کے اندر نہیں آتا ۔۔۔ ڈرتا ہے کہ تیری وہ رعنائی کم ہوجائیگی
تو ہمارے پاس نہیں آتا رسوائی کے خوف سے ۔۔۔ تو رُسوا تو ہوچکا چاہے آیا نہ آ

مولانا شمس الائمہ نے ایک نعرہ مارا اور منبر کے آگے آئے ایک گھنٹہ بیخود رہے اس کے بعد سر مبارک اٹھایا اور کہا= ترجمہ (نظم)

اے (بزرگ) تیرے الفاظ کو شیرینی چبانے کی عادت ہے
اور اے (بزرگ) تیری بات کو گوہر پیدا کرنے کی عادت ہے

اپنے مبارک الفاظ کو ایک بار پھر "فرما"

"کوچہ کے نکڑ تک آتا ہے اور کوچہ کے اندر نہیں آتا"

اس کے بعد لوگوں نے مولانا کی خدمت میں سوال کیا کہ = آپ سے کیا کہا۔ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالٰی کے جلال و عظمت کی قسم اگر ایک بار پھر وہ میری طرف منہ کر کے کوئی اور بات مجھ سے کہتے تو شمس کردری ؒ کی جان کو جسم سے جدا کر دیتے (یعنی میں فوت ہوجاتا)

مولانا جمال الدین ؒ کی تُربت سے پہلے اُن کے پسر امیر شمس الدّین کی تُربت ہے

جو عالم و عابد و مفتی و مدرس تھے۔

ان کی تُربت سے پہلے اُن کے فرزند خاوند زادہ شرف الدین کا مزار ہے مولانا جمال الدین کی قبر کے آخر میں ان کے فرزند مولانا کمال الدین کا مزار ہے۔ وہ عالم و مفسّر و محدّث و واعظ تھے۔ اُن کی تصنیفات میں لطائف التفسیر اور مفتاح المذکّرین دو جلدیں اور قصّہ یوسف دو جلدیں = ماہ رجب کی اوّل تاریخ ۶۷۱ھ جو بخارا کے تاراج و بربادی کا روز اوّل تھا کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

ان کی تُربت سے پہلے اُن کے فرزند بزرگوار خاوند شاہ فخرالدّین کا مزار ہے وہ بھی عالم و زاہد و مفسّر اور واعظ تھے۔

اُن کی تُربت سے پہلے خاوند تاج الدین کی قبر ہے جو بستان المذکّرین کے مصنّف ہیں اور حامی و صاحب شریعت وطریقت ہیں۔ اُن کی وفات ۷۰۳ھ میں ہوئی۔

اُن سے پہلے اُن کے فرزند خاوند صدرالدّین کا مزار ہے۔ اُن کی وَفات ۷۵۰ھ میں ہوئی۔

دوسرے امام ابوبکر فضل ؒ کے مزار کے قبلہ کی جانب سالار حج ؒ کا مزار ہے کہتے ہیں آپ نے پینتس ۳۵ حج ادا کئے۔

اور جب دروازہ حاجیان سے باہر آئیں ندی کے شمال میں ایک نہر ہے۔ وہاں ایک بزرگِ دین کی قبر ہے اور حضرت شیخ بزرگوار خواجہ یوسف ہمدانیؒ (۱) نے اس موضع کا نشان بتایا اور کہا ہے = کہ اس جگہ پر زندہ بزرگان ہیں، لیکن احیاء عندربھم۔

۱۔ خواجہ یوسف ہمدانی، مشائخ صوفیہ اور خواجگان کے سلسلہ میں سے ہیں۔ مذہب حنفی تھا اور اُن کو صاحب احوال و کرامات کہتے ہیں۔ اُن کی ولادت ۴۴۰ھ اور وفات ۵۳۵ھ میں ہوئی۔

"رشحات ص ۶"

ذکرِ مزارات حوض مقدام

آج کل اُسے تل (ٹیلہ) خواجہ چہار شنبہ کہتے ہیں۔ اس ٹیلہ پر بہت سے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ ان سے قدیم ابو عبداللہ حاشد بن عبداللہ الصوفی العابد البکاریؒ ہیں۔ اور وہ درب میدان کے ہیں۔ اُن کو حاشد کم گناہ کہتے ہیں۔ امام محدث حافظ غنجارؒ نے تاریخ بخارا میں لکھا ہے کہ حاشد، اسلام کے مشہور امرا میں سے ہیں اور اُن کے پاس دارالخلافہ کی امارت کا منشور تھا اور ایک عرصہ تک شام میں امیر تھے اور ایک عرصہ تک یمن میں اور اسلام کے بارہ منبر اُن کے تصرّف میں تھے اور بارہ ہزار مرد شمشیر زن رکھتے تھے۔ بعد میں اُن کو انتباہ ہوا کہ ملک فانی کو ملک باقی میں تبدیل کریں (یعنی دنیا کو دین میں بدلیں)۔ اور طلب علم میں منہمک ہوئے اور بہت علم حاصل کیا۔ اُن کے بعد ماوراء النہر کا قصد کیا۔ جب جیحون پہونچے تمام کتابوں کو جیحون میں چھوڑ دیا اور ریاضت میں مشغول ہوگئے اور ایک طویل مدّت تک ریاضت کی یہاں تک کہ وہاں پہونچے جہاں اُن کو پہونچنا تھا اور حکمت کی باتیں اُن کے دل سے اُن کی زبان پر جاری ہوگئیں۔ ایک بکری کی ہڈی (۱) کے ایک طرف لکھا تھا گناہ کا ترک (۲) کرنا توبہ کرنے سے زیادہ آسان ہے اور دوسری طرف یہ لکھا تھا = واما من خاف مقام ربه ونهي النفس عن الهوي، فان الجنة هي المأوي (۳)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حاشد صوفی کو دیکھا کہ بخارا کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگوں کا ایک بڑا ہجوم اُن کے گرد جمع تھا۔ وہ ہر گھنٹے کے بعد اس بکری کے شانہ کی ہڈی کو باہر نکالتے۔ اس کو دیکھ کر روتے اور بخارا کے بزرگوں میں وہ احوال کی گرمی و لوگوں سے گوشہ نشینی اور کعبہ کی مجاورت میں مخصوص ہیں۔

۱۔ بکری کے شانہ کا مقصد = بکری کے کاندھے کی ہڈی ہے جس پر کتابت کی جاتی تھی۔ شروع میں قرآن شریف بھی انہی شانوں پر لکھا جاتا تھا اور پیغمبرِ اسلامؐ نے وقت رحلت فرمایا "ائتوني بكتف اكتب لكم كتابا" لن تضلوا ابدي۔ رک "ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم ص ۵۴۳ھ"

۲۔ ماندن گناہ = ترک گناہ

۳۔ سورۃ ۷۹ (النازعات) آیہ ۴۰ و ۴۱۔

انہوں نے ۲۴۶ھ میں وفات پائی۔

ان کے نزدیک ہی دوسرے بزرگوں کے مزارات ہیں جیسے خواجہ وہ نیاز جو عالم و صاحبِ کرامت تھے ۔ اور وہاں امام محمد بن محمد بن ابراہیم البصیر المیدانی الکناریؒ کا مزار ہے جو اپنے زمانہ کے نوادر و عجائب روزگار میں سے تھے ۔ کتابوں کے حفظ کرنے میں اور ایمان و زہد میں کامل اور مجتہد اور صاحبِ روایات ہیں۔ اُن کی وفات ماہ ذوالقعدہ ۲۲۵ھ میں ہوئی۔

ان کے علاوہ امام رئیس ابوبکر احمد بن محمد بن اسماعیلؒ وہاں ہیں وہ بھی عالم و فقیہ تھے ۔ مولانا جمال الدین محبوبیؒ نے فرمایا ہے کہ سمرقند میں کسی جوان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اطبا اس کے علاج سے عاجز ہوگئے ایک رات اس کو خواب میں بشارت ہوئی کہ بخارا جاؤ اور ابوبکر احمد بن محمد بن اسماعیل کی زیارت کرو۔ جب وہ آیا تو اس کی دونوں آنکھیں روشن ہوگئیں۔

ان کے علاوہ خواجہ امام حسین سوفائی وہاں ہیں اور امام عبدالکریم بن ابی حنیفۃ الاندقیؒ وہاں ہیں۔ كان اماماً فاضلا زاہداً تفقه علي الامام ابي محمد عبدالعزيز الحلوائي (۱) و برع في الفقه و سمع منه الحديث ومن غيره، ولد بعد الاربعة وتوفي في شعبان سنة احدي و ثمانين واربعمائة (۴۸۱) حضرت حسن اندقیؒ جو شیخ یوسف ہمدانیؒ کے خلیفہ ہیں اُن کے نواسے ہیں۔

ٹیلہ کے درمیان میں خواجہ سلیمانؒ کا مزار ہے جو خواجۂ اولیاء کلانؒ کے خلیفہ ہیں۔ علاوہ ازیں الامام الهمام زبدة الانام واعظ الملوك والسلاطين مولانا مظفرؒ کا مزار وہاں ہے ۔ اُن کی وفات ۷ ماہ رمضان ۷۵۸ھ میں ہوئی۔

۱۔ شمس الائمہ حلوائیؒ، اُن کا ذکر آگے آئے گا۔

اور اُن کے فرزند مولانا طاہرؒ کا مزار بھی وہاں ہے ان کی وفات ۲۹ جمادی الآخر ۸۰۴ھ میں ہوئی اور اُن کی باقی اولادیں اُن کے قریب ہیں۔

ذکرِ مزاراتِ سبذمون (۱)

اس کے علاوہ الشیخ الکبیر والامام الشهیر ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب بن الحارث السبذ موني (۲) قدس الله تعالی روحه کا مرقد مطہر ہے ۔ وهو المعروف بالاستاذ و انما قيل له الاستاذ لانه كان فقيه دارالامير الجليل اسمٰعيل بن احمد السامانیؒ اور حضرت امام ابوبکر فضل اُن کے شاگرد ہیں۔ اُن کے زمانہ میں اُن کے علم کی وسعت سب سے زیادہ قوی تھی اور اُن کے فضل کے آثار سب سے زیادہ۔

کہتے ہیں کہ آپ خواص و عوام میں بہت مقبول تھے اور اُن کی حدیث کی املا کی مجلس میں چار سو لکھنے والے کھڑے ہوتے تھے اور آپ صاحب ولایت و کرامت تھے ۔ اُن کا مزار پُر انوار ہیبت و سیاست کا عظیم اثر رکھتا ہے ۔ آپ کی ولادت ربیع الآخر کی پہلی تاریخ ۲۵۸ھ میں ہوئی اور شب جمعہ پنجم شوال ۳۴۰ھ میں وفات پائی ۔ (۳)

ان کے مزار کے قریب بقیۃ السلف، استادالخلف ابو الوحدت مولانا شمس الائمہ کردري کا مزار ہے (۴)۔ منقول ہے = مولانا شمس الائمہؒ نے فرمایا ہے کہ بچپن کے زمانہ سے(۵)

....

۱ ۔ اصل : سفید مون

۲ ۔ اصل : السید مونی   رک = ذیل صفحہ ۱۹

۳ ۔ اُن کی تالیفات میں سے ہے ۔ "کشف الآثار الشريفة في مناقب الامام ابي حنيفة ! "ہدیہ العارفین ج ۱ ص ۴۴۵ "

۴ ۔ کردر، بروزن دختر : خوارزم کا ایک ناحیہ ہے ۔ "مراصد الاطلاع" اور صدرالدین عینی نے کاف فارسی میں لکھا ہے ۔ رک "نمونہ ادبیات تاجیک ، قسم اوّل ص ۵۰ ۔

۵ ۔ اصل : خوردی۔

بڑے ہونے تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی عصمت و عفت کے پردے میں حفاظت سے رکھا اس وجہ سے مجھ سے گناہ کبیرہ سر زد نہ ہوا اور ناگاہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوجاتی تو اسی وقت غیب سے میری تادیب فرماتا انجایہ کہ ایک رات میں خواجہ ابو حفص کے روضہ مقدس پر شب بیداری کررہا تھا اور حسب عادت نماز وتر (۱) چھوڑ دی تھی تاکہ آخر شب ادا کروں۔ اچانک سجدے میں مجھے نیند آگئی جب بیدار ہوا تو پو پھٹ گئی تھی میں نے وتر کو قضا کیا۔ صبح جب شہر کے دروازے پر آیا بچے کھیل رہے تھے ایک چھوٹا لڑکا میرے سامنے آیا اور کہا، شمس کردری! کیسا آدمی ہے سوجاتا ہے اور نماز وتر کو قضا کرتا ہے؟ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازیانہ ادب ہے جو مجھ پر مار رہے ہیں۔

ان کی ولادت ۵۶۰ھ میں ہوئی اور وفات جمعہ ۹ محرم الحرام ۶۴۲ھ کی سہ پہر (۲) میں ہوئی۔

ان کے قریب مولانا بدرالدین کا مزار ہے جو علم و عمل میں اُن کے خلیفہ تھے اُن کی وفات آخر ذی القعد ۶۵۱ھ میں ہوئی۔

خواجہ جندیؒ (۳) کے مقبرہ کا ذکر، جو شہر کے جنوب کی جانب عمارت شہر کے متصل ہے۔

. . . .

۱۔ وتر: بہ کسر اول وسکون ثانی۔ یہ فرد نماز کی ایک قسم ہے جس میں ایک رکعت سے زیادہ نہیں ہے۔ "فرہنگ نفیسی۔ا

۲۔ تذکرۂ میخانہ تالیف ملا عبدالنبی فخرالزمانی قزوینی میں تاریخ وفات میرزا شرف جہان قزوینی کے بارے میں اس طرح آیا ہے کہ جب آپ کی عمر چھپن سال کی ہوئی تو اتوار کے روز صبح ۱۷ ذلقعد ۹۶۸ھ کو قزوین کے قریہ ورس قہپایہ میں اپنی جان قضا و قدر کے سپرد کردی۔

اس عبارت اور متن کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ضحوۂ صغری اور ضحوۂ کبری دن کے گھنٹوں کی تقسیمات ہیں جیسے صبح اول اور صبح دوم اور اس طرح ضحوۂ صغری سے مراد صبح کا اول وقت اور ضحوۂ کبری سے مراد دن کا درمیانہ وقت ہے اور فارسی میں اُن دونوں کو "چاشتگاہ" اور "چاشتگاہ فراخ" سے تعبیر کرنا چاہیئے۔

۳۔ ابن اثیر نے اُن کی کنیت ابوالفضل لکھی ہے اور جندی "جند" سے منسوب ہے بفتح اول جو ماوراء النہر میں سیحون کے نزدیک ایک بڑا شہر ہے "اللباب فی تہذیب الانساب، معجم البلدان"

الشیخ الامام ابو نصر احمد بن الفضل بن موسیٰ الذکر الجندی ؒ کا مرقد منور بھی وہاں ہے اور وہ شیخ ابوبکر بن ابی اسحاق الکلا بادیؒ (۱) کے شاگردوں میں سے ہیں اور وہ لوگوں کے پیشوا اور صاحبِ ولایت و کرامت تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز کسی بے ادب نے خواجہؒ سے سوال کیا کہ اس راستہ میں تُو بہتر ہے یا کُتّا؟ آپ کے ملازمین اور مُریدوں نے چاہا کہ اس کی خبر لیں۔ خواجہ نے اجازت نہ دی اور فرمایا۔ اے بھائی! اگر ایمان سلامت لے جاؤں تو میں، اور اگر نعوذ باللہ کام اس کے برعکس ہوجائے تو کتّا بہتر ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے، جس کسی کی حاجت حق تعالیٰ پوری نہیں کرتا اس کو توفیق نہ دے کہ وہ میرے مزار پر آئے۔ اس مقبرہ میں بہت سے علماء و مشائخ اور عزیزوں کی قبریں ہیں۔

اس مقبرہ کے جنوب میں تھوڑے سے فاصلہ پر نماز گاہ کی طرف بادشاہ عادل شمس الملک (۲) کا مزار ہے جو کاروان سرائے ملک کے بانی ہیں۔ عوام اس طرح کہتے اور مشہور ہے۔ لیکن سمرقند اور خجند کے درمیان جو سڑک ہے آق کتل کی دوسری طرف ایک پرانی کاروان سرائے ہے کہ اس کو بھی شمس الملک نے تعمیر کرائی ہے اور اس کا مزار اسی معروف کاروان سرائے میں ہے اور مشہور ہے۔ "نماز گاہ بخارا" شمس الملک کا باغ ہے جس نے نماز گاہ بنائی اور اس کے بعد ارسلان خان (۳) نے تعمیر کروایا اور اس زمانے میں کاروان سرائے امیر تیمورؒ (۴) کی تعمیر کردہ ہے۔

ذکر مقبرۂ پارہ دوز

بزرگوار دین الامام الجلیل و الهمام النبیل العالم العامل الزاہد الشیخ ابوبکر محمد بن احمد الاسکافؒ کا مزارِ پُر انوار اس مقبرے کے درمیان میں ہے۔

۱۔ صاحب کتاب مشہور التعرف لمذہب اہل التصوّف ہیں۔ اُن کا ذکر آگے آئے گا۔
۲۔ رک نصر بن ابراہیم، ص ۳۰۔
۳۔ ارسلان خان، محمد بن سلیمان، اُن کا ذکر تاریخ بخارا میں تفصیل سے آیا ہے۔
۴۔ قطب الدین امیر تیمور گورگان (۷۷۱ ۔ ۸۰۷) "معجم الانساب"

اور وہ منزل مبارک بڑی ہیبتناک ہے اور ابدال و اوتاد اور عابدوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

منقول ہے کہ اخیر مرض میں آپ نے یہ دعا فرمائی = اللھم انی اتوب الیك من كل دقیقة تكلمت بها في العلم و لطیفة اثبتها لاادري ما عاقبتها عندك۔

کہتے ہیں کہ بخارا کے چار "بکر" (۱) اور ابو جعفر ہندوانی (۲) جو مجتہد ہیں اور اُن کے مزار بلخ میں ہیں۔ سب اُن کے شاگرد ہیں۔ اُن کی وفات ۳۱۲ھ میں ہوئی (۳) اور اس مقبرے میں علماء اور مشائخ و سادات بہت ہیں۔

اس مقبرے کے مشرقی جانب، سڑک کے دوسری طرف الشیخ السالک المجاہد شیخ سراج الدین خلوتیؒ کا مزار ہے۔

اس مقبرے کے شمال کی طرف "حوض کاکا" کے کنارے الشیخ السالک الولی الحقی شیخ محمود سنبوسہ پزؒ کا مزار منور ہے جو خانوادۂ خواجگان کے خلفا میں سے ہیں۔ چنگیز خان کے فتنہ کے زمانے میں مرتبہ شہادت کو پہونچے۔ آپ کا مزار نہایت پُر شکوہ پُر ہیبتَ و سیاست ہے

....

۱۔ چاروں کا ذکر اس کتاب میں تفصیل سے آیا ہے۔ رک = فہرست

۲۔ ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر ہندوانی معروف بہ ابی حنیفۂ صغیر، حنفی فقہا میں سے ہیں۔ اُن کی وفات بخارا میں ۳۶۲ھ میں ہوئی۔ اُن کی تصانیف = شرح ادب القاضي لابي يوسف، الفوائد الفقيه، كشف الغوامض في الفروع "ہدیہ ج ۲ ص ۴۷" "ہندوان" بخارا میں ایک جگہ ہے۔
"کشف الظنون ج ۱ ص ۴۶"

۳۔ ابوالحسن دیلمی نے "سیرۂ ابن خفیف" میں شیخ سے روایات کی ہے کہ انہوں نے فرمایا، ابوبکر اسکاف نے تیس سال تک افطار نہ کیا۔ جب ملک الموت آئے اور اُن کی روح قبض کی تو گیلی روئی کا ایک ٹکڑا اُن کے منہ کے آگے لائے تاکہ اُن کا دہن صاف کریں تو ہاتھ سے پھینکا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ جب حق تعالی کے حضور میں جاؤں تو حالتِ روزہ میں ہوں۔ "سیرۂ ابن خفیف ص ۱۵۸"

اور بہت سی خصلتیں اور عادات نقل کی ہیں خاص طور پر اُن لوگوں کی نسبت جو وہاں بے ادبی کرتے ہیں۔

قسم دوم

ذکر مزارات رُوح پرور رُوح انگیز فتحاباد، لازال مآل الآمال و محطاگرحال الرجال

سید رجال اللہ شیخ العالمؒ کا مرقد منور و مزار معطر وہاں ہے۔ وہ عالم و عامل و محدث شیخ سیف الدین الحق ابوالمعالی سعید بن المطہر ابن سعید بن علی الباخرزی روح اللہ روحہ ہیں (۱) علم حدیث میں اُن کی روایت۔

۱۔ تقی الدین اوحدی لکھتا ہے۔

ہدایت کے شہروں کا آئینہ، ولایت کے ظہور کا چراغ، دقیق مسائل کی بلندی کا نکلنے والا آفتاب، حقیقتوں کی دلیل کی کاٹنے والی تلوار، خود پرستوں کی جنگ کی کاٹنے والی تیغ، مدہوش اور ہوشیاروں کے جام کا نشہ، مقدس لوگوں میں اشرف، محققین کے بزرگ، نیک لوگوں کی پناہ گاہ، متقی لوگوں کی پناہ، سلیمان کی انگوٹھی عالی منشی اور خوش طرز شیخ سیف الدین باخرزی، فاضلان کامل، کاملان رسیدہ اور رسیدہ لوگوں کے مقربین میں سے ہیں۔ جملہ بڑے خلفاء میں سے شیخ الشیوخ نجم الدین کبری ہیں۔ کہتے ہیں علوم ظاہری کے حصول کے بعد اور وادی مجازی کو طے کرنے کے بعد حقیقت کے کعبہ کے ارادے میں قدم رکھا اُن شیخ بزرگوار کی خدمت میں آئے اور پیر کی بے انتہا عنایتوں کے منظورِ نظر بنے۔ اور اوّل چالیس سال میں عالم خاکی سے الوہیت کے لاہوت کی بلندی پر پہونچے۔ تھکان کی وجہ سے اور نفسانی اور دنیا کی پریشانیوں کے سبب جسمانی پابندیاں نہ رہیں۔ لہذا عین اربعین ثانی میں شیخ کی مانند، حرم کعبۂ وجود نے اُس کو توہمات اور اوہام کے بُتوں سے پاک اور خالی پایا۔ اور اللہ تعالی کے نُورِ بے نیازی کے ظہور کو اُن کے دل کے چراغ میں بڑھتا ہوا پایا۔ خود اپنا قدم مبارک اُن کے درِ خلوت پر رکھا، یہ بیت زبان پر لائے:

ایضاً۔ رباعی (ترجمہ)

میں عاشق ہوں مجھے غم ساز گار ہے　　　تو معشوق ہے تجھے غم سے کیا کام ہے

اس کے بعد اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اُن کو چلّہ نشینی سے چھڑایا۔ خلوت سے نکلنے کے بعد مجلس میں بیٹھے اور اُن ہی دنوں میں خلافت کی خلعت پہنا کر اُن کو بخارا کی طرف روانہ کیا اور نہایت احترام سے اُن کو رخصت کیا۔ اُن مرشد کامل کی اکسیر نظر کی بدولت سیف الدین کے قلب وجود کا تانبہ کسوٹی پر اتنا کامل ہوا کہ اپنے زمانے کے تمام متقی اور پرہیزگار لوگوں بلکہ ذکی و ذہنی اور اولیا کے قلب و ذہن کی کسوٹی بن گئے اور آہستہ آہستہ اُن کا مرتبہ اُن حدود میں اس مقام پر پہونچا کہ بڑے بڑے سلاطین (بقیہ بعد کے صفحہ کے حاشیہ میں)

امام صاین الدین ؒ سے ہے اور راہ دین کے طریقے اور طریقت و بیان حقیقت کے اظہار میں

(بقیہ از صفحہ قبل) اور بڑے بڑے عالم اور بلند مرتبہ بزرگ اُن کی رکاب میں پیادہ دوڑتے تھے اور انہوں نے ۶۵۹ھ (تسع و خمسین وستمائۃ) بخارا میں وفات پائی۔ ایک روز شیخ سیف الدین ایک درویش کے جنازہ پر آئے۔ لوگوں نے کہا، اے شیخ نصیحت فرمایئے میت کے قریب آئے اور فی البدیہہ یہ رباعی کہہ کر پڑھی۔

رباعی۔ ترجمہ

اگر میں نے سارے جہاں کے گناہ کئے — تو تیری عنایت سے امید ہے کہ ہاتھ تھام لے گا
تو نے کہا کہ میں عاجزی کے وقت ہاتھ پکڑتا ہوں — تو مجھ سے اس سے زیادہ عاجزی نہ مانگ جتنا میں اب ہوں

وایضاً۔ ترجمہ

ہر شب تیرے کوچہ کے محافظ کی مانند — تیرے کوچہ کے آستانہ کے گرد چکر لگاتا ہوں
اے صنم ممکن ہے کہ قیامت کے دن نکل آئے — میرا نام تیرے کوچہ کے کتوں کی فہرست میں

وایضاً۔ ترجمہ

اگر کسی وقت میں عشق سے بے گانہ ہوجاتا ہوں — تو "عافیت" کا دوست اور ہم آشیانہ ہوجاتا ہوں
اچانک کوئی حسین و جمیل میرے پاس سے گزرے — تو میں اس بات سے پلٹ جاتا ہوں اور دیوانہ ہوجاتا ہوں

اور یہ رباعی اگرچہ اُن ہی کی ہے لیکن مجھ کو یہ دیوان جامی میں ملی

اے شمال کے قاصد (باد شمال) یار کے دیار سے گزر — اس کے راستہ کی خاک پر میری بجائے آنکھ مل
اور اگر میری حالت کے بارے میں تجھسے سوال کرے — قل مات من الہجر علی اصعب حال

تیرا غم آنکھوں سے خون کے آنسو نکالتا ہے — تیرا غم آشنا اور بیگانہ کو نہیں جانتا
تیرا درد سہتا ہوں اور تیرے غم کا زہر پیتا ہوں — تاکہ میرے بعد تیرا غم کسی کے پاس نہ رہے

تیرا یہ جو رو جفا کرنا کب تک رہے گا — بے سُود تیرا مخلوق کے دل کو آزردہ کرنا
عاشقوں کے ہاتھ میں خون آلود تیغ ہے — اگر (یہ) تجھ میں پہونچ جائے تو تیرا خون تیری گردن پر

ہوشیار! اے مرد، ہوشیار، ہوشیار، اے جوانمرد، ہوشیار — تو مردی کرتا ہے اور کوچہ کے نکڑ پر چوکیداری کرتا ہے
اگر کوئی تلوار آئے ایسی جو بال میں شگاف کرے — خبردار محبوب سے منہ نہ پھیرنا

اے (محبوب) تیرے غم سے نالۂ پیر دستار پوش ہوگیا ہے — اور اے (محبوب) تیرے غم میں رند کا نعرہ بادہ نوش ہوگیا ہے
نالہ و زاری تیرے غم سے میفروش ہوگئے ہیں — میکدوں کے دروازے تیرے غم سے جوش و خروش میں ہیں

"عرفات"

اور یقین کے مقامات کے حصول میں شیخ کبیر کے خلیفہ، شیخ المشائخ = نجم الدین الکبری (۱)
قدس اللہ تعالیٰ روحہ تھے اور اس مزار سے آثار انوار سورج کی طرح روشن ہے۔

نظم

ان آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

آپ کی ولادت شعبان ۵۸۶ ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴ ذوالقعدہ ۶۵۹ ھ میں ہوئی۔ (۲)
حضرت شیخ قدس سرہ کی ولادت و وفات کی تاریخ نظم میں اس طرح کہی ہے۔

نظم

جب اللہ تعالیٰ نے تصوف کو دوبارہ زندگی دی تو اس کا مقصود سعید بن المطہر تھا
اُن کی ولادت ماہ شعبان کی نو تاریخ اور سال ہجری پانچ سو چھیاسی تھا

***

سال ۶۵۹ ھ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ماہ ذوالقعدہ کی چوبیس تاریخ تھی
عالم ہمت کے اس مرغ ہما کو قضا کا باز جہاں کے چنگل سے لے گیا

اس فقیر نے شیخؒ کے نام مبارک کو قائم رکھنے کی نیت سے کہا ہے =

نظم

جانو کہ کنیت شیخ ابوالمعالی اور اُن بزرگ کا اسم مبارک سعید ہے
اُن کا لقب سیف حق دولت و دین ہے بزرگوں سے مجھ تک اسی طرح پہونچا ہے

۱۔ ابو الجناب نجم الدین احمد بن عمر الخیوقی (خیوق، معرب خیوہ= خوارزم کے خان سابق مسکن) معروف بہ کبری ۶۱۸ ھ میں چنگیزی فتنہ میں قتل ہوئے۔ اُن کی چند تالیفات ہیں جن میں فواتح الجمال فارسی در تصوف۔ "نفحات ص ۴۲۵ وہدیہ ج ۱ ص ۹۰"

۲۔ اُن کی تصانیف میں = شرح اسماء اللہ الحسنی۔ "ہدیہ ج ۱ ص ۳۹۱" اور فارسی میں ایک رسالہ عشق کے بارے میں جو اسی طرح شروع ہوتا ہے۔ طالعت فی اخبار العشاق و شاہدت من اسرار الاشتیاق، اس رسالہ کا ایک عکسی نسخہ میرے پاس موجود ہے جس کا اصل ۶۶۷ ھ میں لکھا گیا۔

اور شیخ کی تربت کے قبلہ کی طرف اُن کے دو فرزندوں کی قبریں ہیں، خاوند جلال الدین شہید اور خاوند مطہر الدین۔

اُن کی تُربت کے مشرقی جانب اُن کے نواسے ابوالمفاخر یحیی بن احمد (بن) سعید الباخرزی کی قبر ہے جو عالم و عارف، محدث اور واعظ تھے اور ترمیمات طعام و لباس اور فتحاباد کے فقراء کے حجروں کے انتظامات وہی انجام دیتے تھے۔ وہ کرمان سے بخارا ۷۱۲ھ میں آئے اور ۷۳۶ھ میں وفات پائی (۱) اُن کی قبر کے نزدیک ہی ان کے فرزندوں کی قبریں ہیں، خاوند برہان الدین شہیدؒ اور رُوح الدین شیخ داؤدؒ۔

فتحاباد کے شمال کی طرف تل غازیان کا مقبرہ ہے اور اکثر اصحاب شیخ جو ترکِ تعلق دنیاوی راہ پر چلنے والے ہیں اور تنہائی کی خلوت میں معتکف اور حرم وفا سے آگاہی رکھنے والے اور صوفیانِ باصفا تھے سب کی قبریں وہاں ہیں جیسے شیخ شمس الدین کلان (۲) اور شمس الدین خرد (۳) اور سدید الدین خوارزمی وغیرہ۔ ایک روز قوال نے مجلس سماع میں یہ شعر پڑھا۔

بیت۔ ترجمہ

میں نے کہا ارنی (مجھے اپنا جلوہ دکھا) اور میں فنا ہوگیا
لن ترانی (تو نہیں دیکھ سکے گا مجھے) کے جواب کے خوف سے

پس سدید الدینؒ رقص میں آگئے اور اپنی جگہ پر وفات پاگئے۔

اور جب فتحاباد سے شہر کی طرف جاتے ہیں سہ جوی کے درمیان الفقیر الی اللہ، مولانا جلال الدینؒ کا مزار منور ہے جو عرصہ دراز تک مقام مجاہدہ و ریاضت میں شیخ کے روضۂ مقدسہ کے خادم و مجاور تھے اور جب اس راستہ سے شہر پہونچتے ہیں تو شہر کے کنارے ایک مسجد انتہائی متبرک ہے جس کے متعلق بہت سے اولیاء سے روایت کرتے ہیں۔

۱۔ ان کی تصانیف میں اور ادالاحباب و فصوص الآداب فارسی در تصوف ہے۔ اسمعیل پاشای بغدادی نے اُن کی وفات ۷۴۲ھ لکھی ہے اور اس کتاب کے مولف کا قول زیادہ معتبر ہے۔ "ہدیہ ج ۲ ص ۵۲۵"

۲۔ اصل: کلاں ۳۔ اصل: خورد

کہ انہوں نے اس مسجد میں خواجہ خضر علیہ السّلام سے ملاقات اور بات چیت کی ہے ۔ اور مشرق کی جانب اس مسجد سے متصل الولی الحفی (۱) خواجہ قوط (۲) کا مزار مطہر ہے ۔ اور اہلِ کشف حضرات میں سے ہر ایک نے اُن بزرگ کی ہر قسم کی باتیں، کراماتیں اور غیر عادی صفات بیان کی ہیں اور اُن کے نزدیک اس مقبرہ میں بہت سے عزیزوں کے مزارات ہیں۔

ذکر مقبرہ تل صدورؒ رحمھم اللہ

اس تل (ٹیلہ) کے مشرقی جانب دروازہ کلا باد کے حوض کے مقابل کہ فتحاباد کی طرف جاتے ہیں ایک کنارے پر شیخ امام محدث صاحب الولایۃ والکرامۃ ابو شعیب صالح بن محمد بن صالح السجاری (۳) کا مقبرہ ہے جو خواجہ ابوبکر سعدؒ کے شاگرد اور مولانا شمس الائمہ حلوائیؒ کے استاد ہیں۔ اُن کی تُربت کے سرہانے قبول دعا کی جگہ ہے ۔ لوگوں کے بہت سے کام پورے ہوئے اور ہوتے ہیں۔ اُن کی وفات ۴۰۰ ھ میں ہوئی ہے اور صاحبِ انسابؒ کہتے ہیں = وقبرہ بکلا باد مشہور یزار ویتبرک بہ

ان کے نزدیک امام علی بن منصور بن شعیب الاستاذؒ کی قبر ہے اور وہ اہلِ حقیقت میں سے ہیں اُن کی بات دقیق ہوتی ہے ۔ انہوں نے صفات و مقامات اور احوالِ دل کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے ۔ کہتے ہیں امام صالح سجاری کی قبر تک پہونچنے سے پہلے قاضی

. . . .

۱ ۔ اصل : الحفی

۲ ۔ قوط : بلخ کا ایک قریہ ہے ۔

۳ ۔ سجاری : "سجار" بکسر اول سے منسوب ہے ۔ یہ قریہ بخارا سے ۱۲۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر "نور" کے قریوں میں سے ایک ہے "معجم البلدان" انساب سمعانی سمازی میں اور لغت نامہ میں حجازی آیا ہے جو البتہ کاتب کی غلطی ہے اور یہ غلط چھپا ہے ۔

امام علی نسفیؒ (۱) کا مزار ہے اور وہ مولانا شمس الائمہ حلوائیؒ کے استاد ہیں وکفي هذا معرفاً اُن کے مزار کے قریب خواجہ ابو عبداللہ خیزاخزیؒ (۲) کا مزار ہے اور وہ صاحب کرامات ہیں۔

ذکر صدور معظم آل برہان

جو زمین و جہان کے پر افتخار لوگ ہیں اور اُن کی یادگار تصانیف و مفتخر تحریریں دنیا کے تمام حصّوں میں نہ اس طرح شائع و معروف ہیں کہ اُن کو اس فقیر کی تعریف و توصیف کی ضرورت ہو ان کے احوال کی تعریف سے "بحر محیط" جو علم کے ضرورت مند طلبا کے لئے "ذخیرہ" کیا گیا ہے وہ یہ گنگناتا ہے۔

عزوا فنادت بخارا من امامتهم   عز الامارة من ابناء سامان

ابل العمائم الا ان بابهم   باب يلوذ بة ارباب تيجان

ان کے مقدس مزارات اور مطہر مرقد تین مواضع میں ہیں۔ اُن میں سے بعض اس مقبرہ میں ہیں جو فتحاباد کے راستہ کے کنارے پر واقع ہے اور اس مقبرہ میں زیادہ تر عورتوں کی قبریں ہیں۔ کہتے ہیں (ابو) الصدور الصدر (۳) برہان الائمہ اور صدر حلیم اس مقبرہ میں ہیں اور بعض اس مقبرے میں جو قبروں کے اوپر ہے اور وہ مقبرہ راستہ کے مقابل ہے اور وہاں اکثر صدور کی اولادوں، عزیزوں اور پس ماندگان کی قبریں ہیں۔ لیکن اکثر صدور معظم کے مزارات اس ٹیلے پر ہیں جو اُس مقبرے کے شمال میں ہے اور ہر ایک کی قبر ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے اور سب عالم وحدت میں غرق ہیں اور مقام اتحاد میں ہیں۔

....

۱۔ فقیہہ حنفی، اُن کی تصنیف = فرابمی فروع الحنفیہ

۲۔ اصل = خیراجزی، اور تصحیح = خیز اخز ہے بفتح خائے اول و ضم خای دوم اور وہ بخارا سے تقریباً تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر زندنہ کے نزدیک ایک قریہ ہے۔

"مراصد الاطلاع"

۳۔ اصل : الصدور الصدر، تصحیح متن بقرینہ عبارت صفحہ ۳۸ سطر اول جو وہاں اس طرح آیا ہے = جو ابو الصدور الصدر الامام الکبیر۔۔۔ الخ۔

اُن کے سلسلہ نسب کا بیان

محمد بن عمر بن حسن بن محمد بن الصدر الشهيد سيف الدين ملك الاسلام ابي المعالي احمد بن الصدر الحليم الشهيد برہان الدين ابي المكارم عبدالعزيزبن الصدر الشهيد ملك العلماء امام الحرمين ابي المحامد محمد ابن الصدر الكبير الشهيد الحليم حسام الدين امام الحرمين وهو صدرالسعيد رحمة الله صاحب العمارات والخيرات المشهورة في الشرق والغرب توفي في شهور سنه ثلث وتسعين و خمسمائة (۵۹۳) باني مسجد نوفار و مسجد سقاية سوزن گران، آپ خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی (۱) کے مرید تھے اور کئی مرتبہ جمعہ کی راتوں کو شہر بخارا سے حضرت خواجہ کی خدمت میں غجدوان آتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ صدر آجاتے اور خواجہ سر جھکائے ہوئے ہوتے، صدر کھڑے ہوجاتے جیسے ہی خواجہ اپنا سر مبارک اٹھاتے، سلام کرتے اور پھر بیٹھتے۔ ایک رات صدر آگئے۔ کافی دیر تک کھڑے رہے تاکہ خواجہ (اپنا) سر اُونچا کریں۔ خادم نے کہا۔

۱۔ خواجہ عبدالخالق بن عبدالجمیل السلطی ثم الغجدوانی البخاری، سر سلسلۂ خواجگان خواجہ یوسف ہمدانی کے چار خلفاء میں سے ہیں۔ ۵۷۵ھ میں وفات پائی۔ اُن کی جائے ولادت و مدفن قریۂ غجدوان ہے بضم اول و ثالث، اور وہ ایک بڑا دیہات ہے شہر کی طرح، بخارا سے چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ان کو آدابِ طریقت میں ایک وصیت نامہ کہ اپنے فرزند معنوی خواجۂ اولیاء کبیر کے لئے لکھا ہے۔

"بدیہ ج ا ص ۵۰۹، رشحات ص ۱۸، سفینۃ الاولیاء ص ۷۶"

اور ان کی تصنیفات میں ایک اور رسالہ ہے بنام "صاحبیۃ" جو اپنے مُرشد کے مقامات کے بارے میں لکھا ہے، اور وہ رسالہ ۱۳۳۲ شمسی میں استاد سعید نفیسی کے مقدمہ کے ساتھ فرہنگ ایران زمین میں (دفتر یک سال اول) چھپ چکا ہے۔ مندرجہ ذیل دو رباعیاں بھی اُن کے منظوم آثار میں سے ہیں۔

رباعی۔ ترجمہ

اگر تیرے دل میں کسی سے شکایت ہو ۔۔۔ تو تیرا دردِ دل اُس سے بہت زیادہ ہونا چاہئے
خبر دار انتقام میں مشغول نہ ہو ۔۔۔ بُرے کے لئے اپنی بُرائی کافی ہے

--*-*-*-*-*

چونکہ عمر گزرتی جارہی ہے کم آزاری بہتر ہے ۔۔۔ جب کوئی تجھ کو اپنا ہاتھ دے تو نیکی کرنا بہتر ہے
چونکہ تیرے (خشک) میوے تیرے ہاتھ میں ہیں ۔۔۔ جو دانہ اس میں اچھا ہے اگر اُسے بوئے تو بہتر ہے

صدر دیر سے کھڑے ہیں۔ خواجہؒ نے فرمایا: یہ اس کا کفارہ ہے کہ لوگ اُن کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ "
هو المروزي اصلاً والبخاري ولادة "وداراً"۔

ایک معتبر اور معتمد مؤرّخ نے جو علمائے خوارزم سے ہیں اس صدر کی نیکیوں کے بارے میں ایسا کہا ہے کہ اُن کے دین و دُنیا نہایت آباد اور فراوان تھے اور اُن کی ہمّت اور اُن کا علم اعلیٰ درجہ کا اور اعلیٰ نیکیوں کے درجہ میں تھا اور سینہ کے فضائل اور بلند ہمّت جو اُن کی تھی ہمارے زمانے میں کسی میں نہ تھی۔ اور میں بخارا پہونچا تو الامام الشہید عمر بن عبدالعزیز کے والد بزرگوار نے میری ضیافت کی۔ وہ مقامِ خدمت میں تھے ایک تر و تازہ جوان حسن صورت و حسن جسم والے۔ اُن کی عادت تھی پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرتے اور جب ماہ رمضان آتا تو چھ یا سات یا دس غلام آزاد کرتے اور ہر روز قرآن کو قرآت کے ساتھ ختم کرتے یہاں تک کہ رمضان ختم ہو جاتا۔ یہ سب انتہائی مصروفیت کے باوجود انجام دیتے تھے۔ جب عید قربان آتی تو ایک سو بکرے اپنی اور گھر والوں کی طرف سے اور دس مینڈھوں (فراخشاخ) (۱) کی قربانی اپنے ہاتھ سے کرتے اور نو سو بکرے علماء و فقہا، فقرا اور صالح لوگوں کو بھجواتے تاکہ وہ قربانی کریں۔ حافظوں، دیانتدار اور نیک لوگوں سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اور اُن کے حق میں درست اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی برکت اور قربت کے لئے اُن کے پاس جاتے تھے للّٰہ و فی اللّٰہ

کہتے ہیں اُن کے اپنے سامان سے اُن کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دینار تھی۔ تمام آمدنی کو خرچ کر دیتے اور کچھ بھی بچا کر نہ رکھتے اور اگر کوئی بچاتا اس کی برائی کرتے۔ کہتے ہیں اُن کو ایک مرض لاحق ہوا تو دس ہزار دینار صدقہ کر دئے جو سب کو معلوم اور ظاہر تھی۔ دوسری رقم خفیہ اور پوشیدہ طور پر صدقہ کی۔

ابی المفاخر عمر بن الصدر الكبير المقدم والمجتهد المعظم بُرهان المِلّت والدين نعمان الثاني بحرالمعاني عبدالعزيز بن عمر بن مازة عبدالله بن سهيل بن عمر بن محمد بن فضل بن عبدالله بن عبدالرحمٰن بن مسلم بن ابي بكر سالم، ذي الرياستين، كريم الطرفين بن عبدالله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهم

۱۔ فراخشاخ: قوچ کلاں سال ہے کہ جب تک بڑی عمر کا نہ ہو فراخشاخ نہیں ہوتا اور افسوس ہے کہ لغت میں محفوظ نہیں کیا گیا۔

هوابو الصدور الصدر الامام الکبیر صاحب کشف وکرامات جار اللہ نے اُن کی مدح کہی ہے

ابرہان الائمة یابن مازه الي آخره، واجداده کانوا بمر و انتقلوا الي بخارا وانتقلت الصداره الية بعد سنة خمس و تسعين واربعمائة من قبل السلطان سنجربن ملكشاه زوجه السلطان رحمته الله اختة تبركاً بحبالة (۱) و بعثهما الي ماوراء لنهر وسماه صدراً وقيل هو أول من سمي بهذا الاسم واولاده واعقابة كلهم من ذلك النسل الشريف وكان آيته في العلم والتقوي والثقة حتي ان الامام نجم الدين عمر النسفي رحمته الله مع جلالة قدره قال فی جواب من ساله عن جواز اقتباس الاية او الحديث في النظم او النثرانی انشدت شعراً فی مفصورة جامع بخارا بحضرة الصدر الامام الاجل عبدالعزيز وكنت اقتبست فيه آية فلم ينكر على ذكره فی مقام الاحتجاج وسلمه فضمه ابو الصدور عبدالعزيز بن عمر رحمة الله هو صاحب المحيط كذا قيل وابنة الصدر الحليم ابوالمفاخر عمر (۲) صاحب المغنى كذا قيل و صاحب الذخيرة هو الصدر تاج الدين ابوالمكارم احمد بن عبدالعزيز ابي الصدور اخو عمر بن عبدالعزيز رحمهم الله وصاحب التتمة ابن الصدر (۳) تاج الدين هذا وهو محمود بن احمد بن عبدالعزيز وقيل هو صاحب المحيط وكانه اصح كذا قيل و صاحب الجامع الصغير هو الصدر حسام الدين بن الصدر السعيد صاحب العمارات كذا قيل و قيل صاحب الذخيرة محمود بن احمد بن عبدالعزيز المذكور آنفاً۔(۴)

....

۱ اصل: بحالہ

۲۔ الصدر الشہید، عمر بن برہان الدین الکبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ، حسام الدین ابو محمد، فقیہ حنفی، ان کی ولادت ۴۸۳ھ اور شہادت سمرقند میں ۵۳۶ھ میں واقع ہوئی ہدیۃ العارفین کے مؤلف اسمٰعیل پاشا نے اپنی کئی تالیفات میں کتاب المغنی کا ذکر نہیں کیا اس کے بدلہ اپنے بھتیجے محمود بن احمد بن عبدالعزیز کی چند تالیفات کو اُن سے منسوب کیا ہے۔

رک "ہدیہ ج ۱ ص ۷۸۳"

۳۔ اصل: ابن الصدور

۴۔ امام برہان الدین ابوالمعالی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین عبدالعزیز بن عمر البخاری الحنفی المعروف بہ ابن مازہ (۶۱۶۔ ۵۵۱) ذخیرۃ الفتاوي والمحیط البرہاني في الفقہ النعماني وتتمۃ الفتاوي اُن کی تالیفات میں سے ہے۔ "ہدیہ ج ۱ ص ۴۰۴ و کشف الظنون!

عوفی نے لباب الالباب (ج ۱) میں اس خاندان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے بقیہ حاشیہ در صفحہ بعد مرحوم علامہ

دوسرے صدور عظامؒ کے مقبرہ کے شمالی کنارے سے ملحق، امام بکر خواہرزادہ کا مزار ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ قبل) میرزا محمد خان قزوینیؒ نے بھی "لباب" پر اپنی تعلیقات میں آل برہان کے بارے میں تحقیق کی ہے جو فائدے کے لئے اس کو ہم بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

"آل بُرہان جن کو بنی مازہ بھی کہتے ہیں بخارا میں عظیم الشان خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے اور شعبہ حنفیہ جو ماوراء النہر کے عوام کا مذہب ہے کی سرپرستی آباواجداد کے زمانہ سے ان ہی کے ذمہ ہے اور قراخطائیان کے حکومت کے آخر میں ماوراء النہر میں وہ بخارا کے بادشاہوں میں شمار ہوتے تھے اور قراخطا کو باج گزارتے تھے۔ چونکہ تاریخ میں اس خاندان کا ذکر بہت آتا ہے۔ ہم نے اُن میں سے مختلف موضع کے چند افراد کے حالات جمع کئے ہیں جن کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ امام برہان الدین عبد العزیز بن مازۂ بخاری حنفی جو بظاہر اولین فرد ہیں جس نے اس خاندان سے شہرت حاصل کی اور تمام آل برہان اُن ہی سے منسوب ہیں۔

۲۔ اُن کے فرزند الامام الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن مازہ جو ماوراء النہر کے مشہور فقیہوں میں سے تھے ۵۳۶ھ میں جنگ قطوان سمرقند کے قریب سلطان سنجر اور گورخان خطائیؒ کے درمیان ہوئی اور جس میں سلطان سنجر کو شکست فاش ہوئی، امام حسام الدین مذکور گورخان کے ہاتھ مارے گئے (تاریخ السلجوقیہ لعماد الدین الکاتب ص ۲۷۸، ثر ۱۱ = ۵۷ چہار مقالہ ترجمہ پروفیسر براون ص ۳۸ اور تاریخ سنجر کے سارے مورّخین۔

۳۔ اُن کے فرزند امام (شمس الدین صدر جہان) محمد بن عمر بن عبد العزیز بن مازہ جو بُخارا کے حاکم تھے ۵۵۹ھ میں قرلق کے ترکوں کے بخارا پر حملہ کو کسی نہ کسی بہانے سے ٹالتے رہے یہاں تک کہ جغری خان بن حسن تگین جو خطا کی طرف سے سمرقند و بُخارا کا حاکم تھا پہونچ گیا اور اُن کے شر کو دفع کیا (ثر ۱۱ = ۲۰۵) اور مشہور شاعر سوزنی نے اُن کے حق میں بہت مدحیں لکھی ہیں۔ اُن میں سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے:

ترجمہ

شاہ جہان (اللہ تعالیٰ) صدر جہاں سے خوش و خرم ہے — بادشاہ ہمیشہ خوشی و خرمی سے گزارے
علم کا بادشاہ اور دین و دنیا بھی تیری ہی ذات سے ہے — چونکہ تو شاہِ معظم کی سلطنت کا خیر خواہ ہے
تیری تعریف میں تضمین کی صورت میں ادا کرتا ہوں — رودکی کا ایک شعر، بلعمی کے حق میں
"اے صدر جہان سارا جہان رات کی تاریکی ہوگیا ہے — ہمارے واسطے صبح صادق کی روشنی پھیلادے"
تیری حشمت کی وجہ سے، فصیل و خندق اور اسلحہ کے بغیر — بخارا استحکام میں سد سکندر ہے
اللہ تعالیٰ کب اجازت دیتا کہ بہشت جیسا بخارا — مٹھی بھر جہنمی لوگوں کے حملہ سے ویران ہوجائے
شمس حسام برہان تو جانتا ہے کہ تو ہے — بخارا کے لوگوں کے درد کی دوا اور مرہم، الخ

(تذکرہ تقی الدین کاشی 2506 ,f. 367a)

۴۔ ان کے دوسرے فرزند صدر الصدور صدر جہان برہان الدین عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز بن مازہ (بقیہ در صفحہ بعد)

جو عالم و عامل و مجتہد تھے اور صاحب "مبسوط" اور قاضی ابو ثابت کے خواہر زادہ

. . . .

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ قبل) جو خاندان برہان کے مشہور اور بڑے حاکموں میں سے ہیں اور عوفی نے یہاں اور سب جگہ اور جوامع الحکایات میں ان کو "سلطان دستار داران جہان" سے تعبیر کیا ہے" دو حکایتیں جو مصنف نے جوامع الحکایات میں ان کے بارے میں لکھی ہیں یہاں نقل کی جاتی ہیں = صدر صدور، جہان عبدالعزیز بن عمر جو سلطان دستار داران جہان تھے اور بخارا میں حکم کے مالک اور تمام امور کو نافذ کرنے والے تھے اور خاندان برہان کی سلطنت کی عمارت علم و بخشش اور حکومت و سیاست کو اس کی بنیاد بنایا اور عظمت میں ان کا یہ درجہ تھا کہ ایک مرتبہ دور سے آئے ہوئے طلبا میں سے ایک عقلمند نے جو حصول علم کے لئے سمر قند آیا تھا بہت بڑی خیانت کی۔ سلطان سمر قند نے اس کو پکڑ لیا اور چاہا کہ سزا دے اور کہا، اگرچہ اس خیانت کا مرتکب واجب القتل ہے لیکن چونکہ دانشمند اور غریب الوطن ہے اس کو تیس بید مارے جائیں، صدر جہاں نے کہا اگر بادشاہ ہر بید کو ہزار دینار زر سرخ میں فروخت کرے تو خزانہ کافی زیادہ ہو جائے گا اور غریب الوطن دانشمند کی عزت بھی نہ جائے گی۔ پس تیس ہزار دینار دے کر اس دانشمند کو اس بھنور سے نکالا اور یہ واقعہ ماوراء النہر میں مشہور ہے۔ اور یہ بھی ان سے ہی متعلق ہے کہ ایک روز راستہ میں جا رہے تھے کہ ایک پولیس والے نے ایک سوداگر کا مال قبضہ میں لے لیا۔ وہ بیچارہ کسی سے بھی انصاف نہ پا سکا۔ ایک روز یہ قصہ صدر جہان کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا = اے شیخ کس قدر درد سر دیتا ہے۔ اس مرد نے کہا سر آپ ہیں درد کہاں لے جاؤں۔ مولانا کو یہ بات بہت پسند آئی۔ فوجی سپاہیوں کو حکم دیا وہ گئے اور اس مال کو بلا حیلہ اور اس کو پہونچایا۔ ایک بزرگ سے میں نے سنا کہ اس واقعہ میں ان کے دس ہزار دینار سرخ زیادہ خرچ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جنت کی ٹھنڈی ہوا کو ان کے اور ان کے خاندان کے روضہ پر پہونچائے۔ " اور وہی ہیں کہ محمد زفر بن عمر نے تاریخ بخارا لابی بکر محمد بن جعفر النرشخی کو ۵۷۴ھ میں ان کے نام پر اختصار اور اصلاح کی (تاریخ بخارا or.2777. ff.1a.3a جوامع الحکایات، f. II 3a add. 16,862، لباب ج۱: ۱۷۹، ۲۱۱ ج ۲: ۳۸۵)

۵۔ تاج الاسلام کے بھائی احمد بن عبدالعزیز بن مازہ جن کو گورخان نے ان کے بھائی صدر شہید حسام الدین عمر کے قتل کے بعد ان کو حاکم بخارا الپتگین کا ناظر اور مشاور مقرر کر دیا تاکہ جو کام بھی الپتگین کرے وہ تاج الاسلام کی رائے اور اشارے سے ہو (چہار مقالہ ترجمہ پروفیسر براؤن ص ۳۹)

۶۔ امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ مصنف کتاب ذخیرہ الفتاوی معروف بہ الذخیرۃ البرہانیۃ جو صدر شہید حسام الدین کے فتووں اور ان کے اپنے فتووں کا مجموعہ ہے (ج ۲ : ۲۲۸ کہ غلطی سے عبدالعزیز بن عمر بن مازہ لکھا ہے)

۷۔ ۱۰۔ امام برہان الدین محمد معروف بہ صدر جہان بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ اور ان کے بھائی افتخار جہان اور ان کے دو فرزند ملک الاسلام اور عزیز الاسلام، صدر جہان مذکور (بقیہ در صفحہ بعد)

تھے۔ اُن کی وفات شب جمعہ پچیس جمادی الآخر ۴۸۳ھ میں۔

اس زمانہ کے تمام بڑے بڑے بادشاہوں میں سے تھے اور وہ خود بخارا کی حکومت کرتے تھے اور خطائیان کو خراج دیتے تھے۔ ۶۰۳ھ میں حج کی نیت سے بغداد گئے۔ داخل ہوتے وقت لوگوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ لیکن چونکہ راستہ میں حجاج سے اچھا سلوک نہ کیا اس لئے حج سے واپسی پر لوگوں نے بغداد میں زیادہ وقعت نہ دی اور حجاج نے اُن کو صدر جہنم کا لقب دے دیا۔ (ثر ۱۲: ۱۷۰ ـ ۱۷۱) اور ۶۱۳ھ یا ۶۱۴ھ میں جب سلطان علاء الدین محمد خوارزم شاہ نے عراق کے ارادے سے اور خلیفہ الناصر الدین اللہ سے جنگ کا فیصلہ کیا تو عراق کی طرف روانگی سے پہلے صدر جہان کو اُن کے دو بھائیوں اور دو فرزندوں کو بخارا سے خوارزم منتقل کر دیا اس خوف سے کہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں موجب فتنہ و فساد نہ ہوں اور وہ اسی طرح خوارزم میں رہے اس وقت تک کہ خوارزم شاہ کی والدہ ترکان خاتون نے مغلوں کے لشکر کے خوف سے ارادہ کیا کہ خوارزم سے فرار ہوجائے۔ ۶۱۶ھ میں خوارزم سے روانگی سے قبل اپنے اطمینان قلب اور یکسوئی کی خاطر صدر جہان، اس کے دونوں فرزند اور بھائیوں کو اطراف کے بادشاہوں کو جو خوارزم شاہ میں تھے۔ سب کو قتل کرادیا۔ (سیرۃ جلال الدین منکبرنی لمحمد بن احمد النسوی ص ۲۳ ـ ۲۹،۲۴)۔

۱۱ ـ صدر جہان سیف الدین محمد بن عبد العزیز بن عمر عبد العزیز بن مازہ جس کے متعلق عوفی کہتا ہے کہ ابھی باقی ہے (ص ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۸۶) چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ۶۱۷ھ (جو لباب الالباب کا سال تالیف) کے قریب زندہ تھا۔

۱۲ ـ برہان الاسلام تاج الدین عمر بن مسعود بن احمد بن عبد العزیز بن مازہ معاصر قلج طمغاج خان ابراہیم بن الحسین اور اس کا بیٹا قلج ارسلان خان عثمان جو ۶۰۹ھ میں قتل ہوا۔ اور وہ عوفی کے استادوں میں سے ہے (ص ۱۶۹ ـ ۱۷۳)۔

۱۳ ـ اس کا بیٹا نظام الدین محمد بن عمر کہ جس وقت عوفی خراسان سے بخارا گیا ہے (تقریباً ۶۰۰ھ میں) تو آموی میں چند روز اُس کی خدمت میں گزارے ہیں۔

فی الحال جو کچھ اس خاندان کے افراد کے متعلق ہم حاصل کر سکے ہیں وہ یہ ہے "جا" (F.IG2b) کہتا ہے "خواجہ عبدالملک شافعی قاضی القضاۃ ممالک سلطان اولجایتو خدابندہ نے صدر جہان بخاری حنفی کہ حج پر جارہا تھا مذہب کے بارے میں مباحثہ کیا اور ایک دوسرے کی برائی کرتے تھے اور یہی سلطان کے مذہب امامیہ کی طرف تبدیلی کا سبب بنا الخ"۔ اس شخص کے لقب یعنی صدر جہان اور مقام کی نسبت یعنی بخاری اور مذہب یعنی حنفی، یقین کے قریب ہے کہ وہ بھی آل برہان سے ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان اولجایتو کی حکومت کے زمانہ تک (۷۰۳ ـ ۷۱۶ھ) قائم و دائم رہا ہے اور حنفی ریاست میں باقی رہے ہیں اس کے بعد کے احوال کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔ (لباب الالباب ج ا ص ۳۳۲ ـ ۳۳۶)

۱ ـ شیخ الاسلام محمد بن حسین البخاری الحنفی، معروف بہ امام بکر خواہر زادہ اور اُن کی تفصیل پندرہ جلدوں میں ہے۔ "کشف الظنون"

واقع ہوئی۔

دوسرے اس ٹیلہ کے جنوبی کنارے پر، خانقاہ زنجیری کے مقابل مجتہد آخر الزمان استاد العلماء مولانا شمس الائمہ حلوائیؒ کا مزار ہے۔ اور وہ ابو محمد عبدالعزیز بن احمد بن صالح بن محمد بن علی بن جعفر بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھم اجمعین اپنے زمانہ کے یگانہ اور آفتاب عالم تھے اور ختم المجتہدین اور استاد امام فخرالاسلام بزدوی (۱) اور شمس الائمہ سرخسی (۲) اور امام ابوالفضل بکر بن محمد الزرنجریؒ (۳)۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ نے آنحضرت محمد مصطفیؐ کو خواب میں دیکھا اور کہا: یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو اولیاء اللہ میں سے کسی کو میرا رہبر بنا دیں۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ امام فخرالاسلام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین بن عبدالکریم بن موسی ابن عیسی بن مجاہد النسفی البزدوی فقیہ حنفی، اور صاحب طریقت ہیں۔ اُن کی ولادت ۴۰۰ھ میں اور وفات سمرقند میں ۴۸۲ھ میں ہوئی اور اُن کی کئی تصنیفات ہیں ان میں = کشف الاستار فی التفسیر ایک سو بیس جزء میں، شرح بر جامع الصغیر شیبانی، اور بزدوی: "بزدہ" بفتح اول و ثالث "بزدوہ" بفتح اول و ثالث سے منسوب ہے اور رابع بھی کہا جاتا ہے اور وہ ایک قلعہ ہے مستحکم نسف سے ۳۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر۔ "انساب سمعانی، معجم البلدان۔ ہدیہ ج ۱ ص ۶۹۳" ج: پژدوی۔

۲۔ امام شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی بکر سہل السرخسی متوفی ۴۹۰ھ نے بھی جامع الصغیر شیبانی پر شرح لکھی ہے۔

"کشف الظنون، ذیل جامع الصغیر"۔

۳۔ امام ابوالفضل بکر بن محمد بن علی بن الفضل بن حسن بن ابراہیم بن اسحاق بن عثمان بن جعفر بن عبداللہ بن جعفر بن جابر بن عبداللہ الانصاری الزرنجری البخاری، امام مذہب ابوحنیفہ تھے اور اُن کو ابوحنیفہ اصغر کہتے تھے۔ اُن کی ولادت ۴۲۷ھ اور وفات ۵۱۲ھ میں ہوئی۔ امالی حدیث میں، اور زرنجری بفتح اول و ثانی و رابع جو "زرنجری" بفتح اول و ثانی و سکون نون اور بفتح جیم و راء (جیسے یاقوت نے لکھا ہے) اور سمعانی نے زرنجر (معرب زرنگر) لکھا ہے اور وہ بخارا کے دیہاتوں میں ایک دیہات ہے جو بخارا سے تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

"انساب سمعانی، معجم البلدان، ہدیہ ج ۱ ص ۲۲۳"۔

نے فرمایا : وہ میرے پیچھے آتا ہے۔ اُن بزرگ نے جو دیکھا تو مولانا شمس الائمہ کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ آتے ہُوئے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو چاہا (۱) کہ اُن سے مُلاقات اور اُن کے جمال سے اپنے وقت کو مبارک کرنے کے لئے اُن کی مسجد میں گئے اور تاریکی میں بیٹھ گئے۔ مولانا شمس الائمہؒ اذان دے رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو اُن بزرگ کو آواز دی اور کہا خبردار اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور بزرگ دین (۲) کی بے شمار کرامات ہیں۔ اُن کی وفات شہر کش (۳) میں ۴۴۹ھ میں واقع ہوئی لیکن اُن کی میّت بخارا لائے اور اُسی موضع معین میں دفن کیا۔ (۴)۔

اور قاضی امام علی سغدیؒ (۵) کا مرقد مطہر بھی وہاں ہے اور وہ علم و زہد و تقویٰ میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔

مولانا شمس الائمہ کی تُربت کے مشرق کی جانب ملحق بقیة المشائخ الامام العلامہ مولانا جمال الدین محبوبیؒ (۶) کا مزار ہے۔ اور وہ عبادة بن الصامتؓ کی اولاد میں سے

۱۔ ج : چون بامداد خواست (۲)۔ ج : دیندار (۳)۔ کش، بہ فتح اول و تشدید ثانی، یہ ماوراء النہر میں جرجان (گرگانج) سے اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک ناحیہ ہے۔ "معجم البلدان"

۴۔ مولانا شمس الائمہ حلوائی کی بے شمار تالیفات ہیں جن میں = شرح ادب القاضی لابی یوسف اور شرح جامع الکبیر للشیبانی اور اسمٰعیل پاشانے غلطی سے اُن کی وفات کا سال ۴۵۶ھ لکھا ہے "ہدیہ ج ۱ ص ۵۷۷"

۵۔ امام ابوالحسن علی بن الحسین محمد السغدی متوفی ۴۶۱ھ "اللباب فی تہذیب الانساب سغدی، سغد بضم اول سے منسوب ہے۔ وہ ماوراء النہر کی ایک سرزمین ہے اور بخارا اور سمرقند کے درمیان اس میں بے شمار قریے ہیں۔ "معجم البلدان" اور سغدیان کی زبان اور خط سے آگاہی کے لئے مقدمۂ برہان قاطع (ص ۱۷) بقلم ڈاکٹر محمدؒ معین سے رجوع کریں۔

۶۔ ذیل میں چشمۂ ایوب کے مزارات کا بیان ہے جن کا سلسلۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

ہیں، جیسا کہ (۱) خاوند صدر الشریعہ ؒ کے سلسلۂ نسب میں بیان کیا گیا۔ اُن کی ولادت ۵۳۶ھ اور وفات شب پنجشنبہ مغرب کی نماز اور سونے کے وقت کے درمیان ششم جمادی الاول ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

مولانا شمس الائمہ کے مزار کے قبلہ رُخ امام شرف الدین عبدالرحمن کا مزار ہے جو خانقاہ زنجیری کے بانی ہیں۔

بغرابیک کے ٹیلے کے مزارات کا بیان

قدیم زمانے میں اس ٹیلہ کو تل میانہ کہتے تھے اور اس زمانہ میں تل خواجہ ابوبکر طرخان اور تل مولانا حافظ الدین بھی کہتے ہیں۔

الامام العالم الزاہد المجاہد ابوبکر عبداللّٰہ بن محمد بن علي بن طرخان البلخي صاحب الجامع والمسند، آپ اپنے زمانہ کے زاہد ترین ائمہ میں سے تھے۔ ہر روز اُن کی قوت ایک معمولی چیز تھی۔ اور کوئی شخص اُن کے مجاہدہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ خواجہ عبداللہ سبذ موٹیٰ (۳) نے کتاب کشف (۲) میں لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ امام ابوبکر طرخان ؒ نے مجھ سے فرمایا۔ تیس سال سے مجھے اس بات کی آرزو ہے کہ انگور کو انگور کی بیل پر دیکھوں کہ کیسا لگتا ہے؟

ان کے معتقدین میں سے ایک نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے وہ میں نے خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیا کہ شاید اپنے قدم مبارک وہاں لائیں۔ (۴) خواجہ ابوبکر نے فرمایا کہ تیس سال کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آرہی ہے کہ میں نفس کی خواہش پر چلوں۔ آپ کی وفات ماہ صفر ۳۲۲ھ میں واقع ہوئی۔

۱۔ ج: چہانگہ۔ ۲۔ کشف الآثار الشریفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔

۳۔ اُن کا ذکر آچکا۔ ۴۔ ج: (قدم) رنجہ فرمائیں۔

قبلہ کی جانب اُن کے مزار سے ملحق مفسّر کبیر امام زاہد علاء کا مزار ہے اور وہ الامام الزاہد المفسّر الواعظ علاء الدّین ابو عبداللہ (۱) محمد بن عبد الرحمن ابن احمد البخاری (۲) ہیں۔

بکر طرخانؒ کے مزار کے مشرقی جانب مولانا حافظ الدّین الکبیر البخاری کے والد بزرگوار کا مزار ہے اور وہ الامام علاء الدّین محمد بن نصر بن محمد بن ابی بکر القلانسی البخاریؒ ہیں جن کی وفات شب سیز دہم ربیع الاول ۶۳۱ ھ میں ہوئی۔

مولانا علاء الدّین کے مزار کے پائنتیں بقیہ السلف و نقیة الخلف فخر الحاج و الحرمین ابو العفة مولانا حافظ الدّین الکبیر محمد بن محمد بن نصر البخاري کا مرقد منور ہے۔ اُن کی وفات بروز بدھ اٹھارہ شعبان ۶۹۳ ھ میں ہوئی۔ چنانچہ کہا ہے:

نظم۔ ترجمہ

رہبرِ اسلام، حافظِ ملّت — دینِ ہدیٰ کی پناہ، اہلِ جہاں کے پیشوا کی وفات
چہار شنبہ ۶۹۳ ھ میں ہوئی — اٹھارواں روز ماہ شعبان کے وسط سے

مولانا کے مزار کے قبلہ رُخ اُن کے داماد الامام الھمام مقتدی الانام مولانا تاج الدّین المصدّر کا مزار ہے۔ اور وہ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد (۳) المصدر البخاریؒ ہیں۔ اُن کی وفات یکم رمضان ۷۱۰ ھ میں ہوئی۔

مولانا تاج الدّین کے مزار کے قبلہ رُخ اُن کے فرزند کا مزار ہے جو مولانا حافظ الدّین کے نواسے ہیں۔ الامام الھمام مولانا حسام الدّینؒ اُن کی وفات شام میں

۱۔ اصل: ابو عبداللہ بن، اور کاتب کی غلطی ہے۔

۲۔ از ریغد مون بخارا (ریغد مون: بفتح اول و ثالث و سکون ثانی و رابع) اور صاحب تفسیر علائی ہیں۔ ۵۴۶ ھ میں انتقال ہوا "کشف الظنون وہدیہ ج ۲ ص ۹۱"

۳۔ ج: محمد بن محمد۔

روز پنج شنبہ سوم ربیع الاوّل ۷۵۲ھ میں ہوئی۔

مولانا حسّام الدّین کے قبلہ کی جانب مولانا برہان الدّین خرفغنوی (۱) کا مزار ہے اور اُن سے آگے مولانا بُرہان الدّین ارشدیؒ کا مزار ہے۔ اور مولانا حافظ الدّین کے پائینتی خواجہ یوسف ہیں جو مولانا کے پوتوں میں سے ہیں۔ اُن کی وفات یکم رمضان ۷۶۸ھ میں ہوئی۔

خواجہ یوُسف کے مشرقی جانب الامام الھمام مولانا نجم الدّین اتراری ہیں (۲) اور مولانا حافظ الدّین کے والد کے مشرقی جانب، الامام الھمام القاضی خواجہ نجم الدّین الغجدوانیؒ کا مزار ہے۔ ان کے مشرقی جانب ان کے بھائی الامام العلامۃ استاد العلماء خواجہ سعد الدّین بن مسعود الغجدوانیؒ ہیں۔ اُن کی وفات آٹھ ذوالقعد ۷۹۷ھ کی صبح کو ہوئی۔

نظم۔ ترجمہ

معانی کے سمندر کا محیط اور انکسار و کرم کا جہان

ملّت و دین کا دفاع کرنے والا، خواجہ سعد الدّین مسعود

آٹھ ذوالقعد کی صبح دنیا سے چلا گیا اور سات صد ستانوے سال ہجری تھا

اور اس کے آس پاس بہت سے علماء و مشائخ مدفون ہیں جن میں ہر ایک کا بیان موجب طوالت ہے

قضاۃِ سبعہ کے مزارات کا بیان

دوسرے ابوبکر طرخانؒ کے مشرقی جانب تھوڑے فاصلہ پر قضاۃ سبعہ کے مزار ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے زمانہ کا آفتاب تھا۔ اور زندگی اور حکومت کے دنوں میں ہرگز کسی کی جانبداری نہ کرتے تھے اور اُن کی قبروں کے سرہانے دعا کے قبول ہونے کی جگہ ہے۔

۱۔ خیر فغن سے منسوب ہے اور یہ بخارا سے اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر "وابکنی" کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ "رشحات ص ۳۲"۔

۲۔ اترار سے منسوب ہے۔ بضم اول۔ یہ ایک شہر ہے جو دریائے سیحون کے مغربی کنارے پر واقع ہے اور یہ فاراب کا قدیم نام ہے۔

اوّل : القاضی الامام ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسیؒ (۱) ہیں جو "امدالاقصیٰ" کے مصنّف اور تقویم الاصول و میزان الاصول کو درست کرنے والے ہیں اور وہ صاحبِ ولایت و کرامات ہیں اور سمرقند و بخارا میں دانا علماء کے بحث و مباحثہ اور مناظرات ہوئے ہیں۔

وکان ممن یضرب به المثل في النظر۔ اُن کی وفات ۴۳۰ھ میں ہوئی اور کچھ ۴۳۲ھ بتاتے ہیں۔ اُن کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ بعض فضلا نے اُن کا مرثیہ کہا ہے۔

نظم

لوصورالشرع شخصاًفاستفاض دماً — بلطم خد و شق الحبیب بالا یدي

لم یبلغ العشر مما کان یلزمه — من البکاء علي القاضی ابی زید

دوسرے القاضی الامام ابو جعفر محمد بن عمرو الشعبیؒ (۲) ہیں۔ وہ استاد مولانا شمس الائمہ حلوائیؒ کے استاد ہیں اور قاضی ابو زید کے استاد۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک امام شعبیؒ کے پاس ہے۔

اور دوسرے قاضی امام اسمٰعیل مستملی ہیں (۳)

۱۔ وہ دبوس کے باشندوں میں سے ہیں۔ یہ بخارا اور سمرقند کے درمیان چھوٹا سا شہر ہے، فقیہ حنفی ہیں اور علم خلاف کی موجد اور مخترع ہیں۔ اُن کی تصانیف میں = کتاب التعلیقہ اسی علم میں اور منصور بن محمد سمعانی کی ایک کتاب ابو زید کے رد میں ہے جس کا نام الاصطلام ۔ ان کی دوسری تالیفات میں = الاسرار في الاصول والفروع، الانوار في الاصول، تاسیس النظر فی اختلاف الائمہ، خزانۃ الھدی في الفتاوی، شرح الجامع الکبیر للشیبانی فی الفروع۔ "لغت نامہ وہدیہ العارفین ج ۱ ص ۶۴۸ھ"

۲۔ ابن الاثیر نے اُن کا نام اس طرح لیا ہے = ابو جعفر محمد بن عمرو بن الشعبي القاضی الاسروشنی حدث بخارا، اور اُن کی نسبت کو شعبي سے، ابن فریغون مشہور محدّث سے منسوب کیا ہے "اللباب فی تہذیب الانساب" اسروشنہ اور اشروسنہ، بہ ضم اوّل وفتح سین۔ یہ ایک بڑا شہر ہے جو سمرقند اور سیحون کے درمیان بلاد ہیاطلہ کے شہروں میں سے ماوراء النہر میں واقع ہے۔ وہاں سے سمرقند کا فاصلہ ۱۵۶ (ایک سو چھپن) کلو میٹر ہے "مراصد الاطلاع"

۳۔ قاضی امام ابو ابراہیم اسمٰعیل بن محمد بن عبداللہ مستملی بخاری نے ۴۳۴ھ میں وفات پائی مشہور کتاب "التعرف لمذہب اہل تصوف" کی شرح لکھی اور یہ شرح ۱۹۱۲ء میں لکھنو میں شائع ہوئی ہے۔ "کشف الظنون ذیل التعرف وہدیہ ج ۱ ص ۲۱۰ اور شرح تعرف"

دوسرے قاضی امام زوزنؒ (۱)

دوسرے قاضی امام ظہیرالدین صاحب الفتاویٰؒ (۲)

دوسرے اُن کے والد قاضی امام بدیع الدینؒ اور اُن کی تعریف و تمجید اور فضائل بے حد و بے شمار ہیں۔ سات قاضیوں کے مزارات کے مشرقی جانب مقبرہ شافعیان ہے اور اِس زمانہ میں ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ مقبرۂ شافعیان کے مشرقی جانب اہل حدیث کے قابلِ فخر اور شافعیؒ کے اصحاب کے رہبر الامام الہمام تاج الاسلام حمزہ ہیں اور وہ الامام ابو المفاخر محمد بن محمد بن طاہر بن محمد بن ابراہیم بن حمزۃ الخطیبی الخدا بادیؒ ہیں۔ اُن کی ولادت قریۂ خدا باد میں ۵۸۸ھ میں ہوئی۔ خدا باد بخارا کے بڑے دیہاتوں میں سے ہے۔ شہر سے وہاں تک کا فاصلہ تیس کلو میٹر ہے۔ (۳) ۔ تاج الاسلام کی اولادیں ان کے قریب ہیں۔ اس زمانہ میں وہ قبریں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں اور کوئی اثر اور نشان باقی نہیں ہے۔ سات قاضیوں کے مزارات سے قبلہ کی جانب ملحقہ (۴) الامام العامل العالم مولانا حسام الدین الاصیلیؒ اور اُن کے فرزند القاضی الامام استاذ العلماء مولانا سراج الدین الاصیلیؒ کے مزارات ہیں اُن کی وفات ۸۱۴ھ کے مہینوں میں ہوئی۔

ونیز سات قاضیوں کے مزار سے قبلہ کی جانب جب خواجہ نمد پوشؒ کے مزار کی طرف

۱۔ اصل: زوزن، متن از ج۔

۲۔ ظہیرالدین ابوبکر محمد بن احمد بن عمر البخاری نے ۶۱۹ھ میں وفات پائی۔

اُن کی تصانیف میں: الفتاوی الظہیریہ، الفوائد الظہیریۃ فی الفتاوی، اور یہ صدر شہید کی جامع الصغیر کی شرح سے جس کا ذکر آچکا ہے زیادہ برگزیدہ ہے۔

"ہدیہ ج ۲ ص ۱۱۱"

۳۔ ج: بخارا کے بڑے دیہاتوں میں سے ہے۔ شہر سے اس دیہات تک تیس کلو میٹر فاصلہ ہے۔

۴۔ اُن سے ملحق ہے۔

maablib.org

جایا جائے ۔ اس کے درمیان میں صاحب منتجب (۱) مولانا احسام الدین اخسیکتیؒ کی تربت ہے جو مولانا شمس الائمہ کردریؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

مولانا حسام الدّین کے مزار کے قبلہ رخ قاضی الامام فخرالدین کا مزار پُر انوار ہے جو قاضی خان کے نام سے مشہور ہیں اور وہ الامام الحسن بن منصور بن محمود بن عبدالعزیز المرغیناني (۲) المتولي بعمل القضاء به بُخارا و نواحیها بحکم الخلافة ولنیابة من جهة الصدر المعظم السعید بُرہان الدّین ابي المکارم عبدالعزیز صاحب العمارات و الخیرات المشهور في الشرق والغرب اور امام قاضی خانؒ فتاویٰ اور جامع الکبیر اور جامع الصغیر (۳) کے مُصنّف ہیں اور اُن کے فضائل کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ اور سیّد امام ابو القاسم شہید سمرقندیؒ سے منقول ہے ۔ انہوں نے فرمایا حج کی ادائیگی کے بعد کوہِ حرا میں غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میں تنہا بیٹھا تھا۔ اس تنہائی کے دوران ایک روز میں نے اپنا چہرہ خاک پر رکھا اور عرض کیا: اے اللہ! تیرے حضور سے کچھ دولت مانگتا ہوں اور تیرے خاص بندوں میں سے کسی ایک کی مصاحبت چاہتا ہوں، غیب سے ندا آئی کہ ہم جو دولت آدمیوں کو دیتے ہیں وہ اُن تین میں سے ہوتی ہے ۔ اوّل نبوّت، دوم شہادت سوم فقر، نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے ۔ اب تُو شہادت اختیار کرتا ہے یا فقر (۴) میں نے شہادت قبول کرلی اس اعتبار سے کہ میں نے جان لیا کہ فقر کا بوجھ اٹھانے کے لئے ایک ایسا وجود چاہئے جیسا

۱۔ اصل: منتخب، ج، صاحب مولانا۔

۲۔ متوفی ۵۹۲ھ اور مرغینان، بہ فتح اول، یہ ماوراء النہر میں فرغانہ کے شہروں میں سے ایک ہے۔ "ہدیۃ العارفین ج ا ص ۲۸۰ اور مراصد الاطلاع"

۳۔ ہدیة العارفین میں اُن کا اور اُن کی تالیفات کا ذکر اس طرح ہے: قاضی خان ۔ الحسن بن منصور بن محمود بن عبدالعزیز الاوز جندی الامام فخرالدین ابوالمحاسن قاضی خان الفرغانی الحنفی، وفات ۵۹۲ھ ۔ ان کی تصانیف: آداب الفضلاء في اللغة، الامالي في الفقه، شرح ادب القضاء للخصاف، شرح الجامع الصغیر للشیباني في الفروع، شرح جامع الکبیر للشیبانی في الفروع، الفتاوی، کتاب المحاضر، الواقعات فی الفروع و غیر ذالك، "ہدیہ ج ا ص ۲۸۰"

۴۔ ج: اکنون شہادت یا فقر۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا وجود گرامی تھا۔ اس کے بعد فرمایا، ہمارے اس دوست کی صحبت جو تو نے ہم سے مانگی ہے جمعہ کے روز ہوگی۔ سنت و فرض کے درمیان وہ بندہ آئے گا تیرے پہلو میں بیٹھے گا اور تجھے پکارے گا (اعلام کرے گا)۔ اس سفر مبارک سے واپسی پر جس شہر میں جاتا تو جب تک وہاں نماز جمعہ ادا نہیں کرتا تھا اس شہر سے باہر نہیں جاتا تھا۔ جب میں فاخرہ بخارا پہنچا تو جمعہ کا دن تھا سنت اور فرض کے درمیان (۱) ایک مرد آیا اور میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔ میں نے خیال کیا کہ حق تعالی کا ولی شاید وہی ہے۔ اسی سوچ میں تھا کہ قاضی امام فخرالدین کو دیکھا کہ آخری صفوں سے اُٹھے اور میرے نزدیک آگئے اور جو شخص کہ میرے پہلو میں بیٹھا تھا اس سے کہا اِس جگہ سے اٹھو۔ کیونکہ جس کو غارِ حرا میں اِس نے حق تعالی سے مانگا ہے تو وہ نہیں ہے اور پھر خود اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔

قاضی خان کے قریب (۲) دوسرے بزرگ جیسے (۳) دہقان سغدیؒ جو اُن کے مزار کے قبلہ رُخ ہیں اور جن کے پاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کا مُوئے مبارک ہے۔

دہقان سغدیؒ مشائخ متصوفہ کا مقبرہ ہے جیسے شیخ حسن نمد پوشؒ اور وہ الحسن بن یوسف البکاری السامانیؒ ہیں۔ ارسلان خان غازی اُن کو اپنا باپ کہتے تھے اور چونکہ اس وقت کا بادشاہ ان کا معتقد تھا اس لئے بخارا کو ہر ناجائز کو جائز سمجھنے والے اور بدعتی لوگوں سے پاک رکھتا تھا۔ اور جو صوفی بازار میں سقّوں سے زبردستی پانی پیتا تھا اُسے شہر سے باہر کردیتا تھا اور کہتا تھا کہ تصوف ادب کی حفاظت کرنے والا ہے جب ادب کو ہاتھ سے دیا تو یہ دعوی بے عمل ہوگیا اور ایسے مدعی کو دُور رہنا چاہیئے۔ آپ بخارا کی خانقاہ میں تیس سال تک روزہ دار رہے اور اُن کا افطار بہت تھوڑی سی چیز سے ہوتا جیسے گاجر کا پتہ (۴) اور

۱۔ ج: سنت و فرض۔

۲۔ ج: و در جوار حضرت

۳۔ ج: مثل۔

۴۔ جزر، بفتح اول و ثانی: "گزر" کا معرب ہے جس کے معنی گاجر ہیں۔ "برہان"

شلغم اور دوسری سبزیاں وغیرہ۔ آخر کار (۱) ناجائز کو جائز سمجھنے والا ایک نڈر دوپہر کے وقت (۲) خانقاہ میں آگیا اور ایک تبر اُن کے سر مبارک پر مارا اور شہید کر دیا۔ اور حضرت شیخ العالمؒ (۳) بارہا فرماتے تھے کہ: بخارا کی خاک میں ایسے دو شخص مدفون ہیں جن کو زندہ لوگوں کی حاجت نہیں ہے۔ ایک شیخ ابوبکر بن ابی اسحق کلاباذیؒ اور دوسرے خواجۂ نمدپوشؒ۔ خواجہ نمد پوش نے ۵۰۹ھ میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ یہ نظم ان ہی کی کہی ہوئی ہے۔

نظم۔ ترجمہ

میں نے یہ نمدہ اللہ تعالیٰ کے لئے پہنا ہے — تاکہ تو گمان نہ کرے کہ میں نے اپنے لئے پہنا ہے

میں نے دیکھا کہ میرا تن سلطان بقا (۴) کا خرقہ ہے (۵) — تو میں نے اطلس اتار پھینکا اور نمد پہن لیا (۶)

اور دوسرے ابوبکر طرخان کے جنوب میں سڑک کے کنارے شیخ علی بخاریؒ کا مزار ہے۔ وہ بزرگ مشائخ میں سے ہیں اور شام و عراق و حجاز (۷) میں اُن کی بہت شہرت ہے اور انہوں نے اٹھارہ حج کئے اور ان کی عمر سو سال سے زیادہ تھی اور آپ نے فرمایا کہ تمام عمر مجھ کو غسل جنابت کی ضرورت نہیں ہوئی کیونکہ میں نے کسی عورت سے مباشرت نہیں کی اور احتلام کی بھی احتیاط رکھی۔ ایک عزیز نے کہا ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے فرمایا۔ اے فلاں! تونے علی بخاری کی زیارت کی ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ نہیں۔ فرمایا = اس کی زیارت کر کہ جو کوئی اس کی زیارت کرتا ہے۔

. . . .

۱۔ ج: در آخر۔

۲۔ گرمگاہ بروزن بزمگاہ۔ اس کے معنی دن کا درمیانی وقت جب ہوا بہت گرم ہوتی ہے۔ "برہان"

۳۔ مقصود از شیخ العالم، شیخ سیف الدین باخرزی ہیں جن کا ذکر ص ۴۰ پر آچکا ہے۔

۴۔ سلطان بقا = اللہ تعالےٰ۔ ۵۔ ج = خرگہ۔

۶۔ کتاب "نمونۂ ادبیات تاجیک" تالیف صدر الدین عینی میں خواجۂ نمدپوش کا نام مذکور نہیں ہے۔

۷۔ ج: شام و عراق۔ ۷۔ ج: فرمودہ کہ در تمامی عمر۔

ایسا ہے جیسے میری زیارت کی ہو اور وہاں بزرگ شہیدوں کی بہت سی قبریں ہیں جیسے امام خطیب ابو المعالی وغیرہ۔

خواجۂ نمد پوش کے مزار کے مشرق جانب علامۂ العصر استاد العلماء مولانا حمید الدین شاشی (۱) کا مزار ہے۔ ان کی وفات ۷۸۱ھ میں ہوئی اور ان کی اولادیں اور اولاد در اولادیں سب ایک ہی مقبرہ میں ہیں۔

ائمہ عقیلی کے مزارات کا ذکر

ابو بکر طرخان کے قبلہ رخ مسجد بغرابیگ کے سامنے ائمہ عقیلی کے مزارات ہیں۔ اور یہ نسبت عقیل بن ابی طالب (۲) سے ہے اور ان کی دوسری نسبت ابو ایوب انصاری (۳) سے ہے۔

۱۔ شاش سے منسوب ہے جو چاچ کا معرب ہے۔ وہ ایک بڑا اور آباد ناحیہ ہے۔ وہاں کے لوگ غازی اور جنگجو، مالدار اور بہت نعمتوں والے ہیں۔ اور وہاں سے تیر و کمان اور جنگی سامان بہت آتا ہے۔ اور چوب خلنج بہت گرتی ہے، "حدود العالم ص ۷۰"

نظامی گنجوی فرماتے ہیں۔

کمند ایسی خمدار جیسے طمغاج کے رہنے والوں کے ابرو اُس میں ایسا جھکاؤ جیسے گوشۂ چاچیان کی کمان

"حواشی برہان قاطع، ذیل چاچ، از آقای دکتر محمد معین"

۲۔ ابو یزید عقیل بن ابی طالب، برادر امیر المومنین علی۔ وہ ایک مرد ظریف اور خوش طبع و فصیح و حاضر جواب اور قریش کے عالم تھے۔ ۳۹ھ میں اپنے بھائی سے ناراض ہو کر حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے اور اس زمانہ میں ان کے اور حضرت معاویہ کے درمیان بہت مناظرے ہوئے۔ عقیل آخر عمر میں نابینا ہو گئے۔ اور حضرت معاویہ کے زمانہ میں ہی وفات پائی۔ "مجالس المومنین ص ۸۵ اور حبیب السیر ج ۱ ص ۵۷۹ھ و طبقات ابن سعد یورپ میں طبع ہوئی۔ ج ۴ ص ۲۸"۔

۳۔ ابو ایوب خالد بن یزید انصاری صحابی۔ رسول اکرم نے ہجرت کے موقع پر ان کے گھر میں نزول فرمایا اور جب تک آنحضرت کا مکان تیار ہوا آپ وہیں رہے۔ وہ آنحضرت کے تمام غزوات میں شامل رہے اور آنحضرت کی وفات کے بعد امیر المومنین حضرت علی کی خدمت میں ملازمت کرتے رہے۔ اور جنگ جمل اور صفین اور نہروان میں ان کے ہمرکاب تھے اور حضرت معاویہ کے زمانۂ خلافت میں (بقیہ در صفحہ بعد)

علامہ العصر مولانا شرف الدین ابو القاسم العقیلی الانصاری ؒ نے فرمایا ہے کہ میرے دادا مولانا شرف الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن العقیلی ؒ (۱) جنوں اور انسانوں کے مفتی تھے اور بہت سے مویشی اور زرعی زمین رکھتے تھے۔ ولایت کا حاکم کافر تھا اُس نے اُن سے مال مانگا انہوں نے تعمیل نہیں کی۔ ایک رات ان کو بھوکے چیتوں کے آگے قید کردیا۔ جب صبح ہوئی ان کو صحیح سلامت پایا اور تمام چیتے با ادب کھڑے تھے۔ امام فخرالدین بانی ٔمدرسہ کے والد مجیرالدین نے ایک ہرن شکار کیا اور پل بازارچہ کے سرے پر ان کی سرائے میں بھیجا۔ انہوں نے اس میں سے نہ کھایا لوگوں نے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا = اگر لشکر اسلام نکل آئے اور جس لشکر کا تو مطیع ہے اس سے مقابلہ ہو تو تو کون سے گروہ کے ساتھ ہوگا؟ (۲) مجیرالدین بہت روئے اور یہ ابو حفص عمر ؒ نجم الدین عمر نسفی ؒ (۳) کے شاگرد ہیں۔ اور برہان الدین الائمہ ؒ صدر الشہید حسام الدین ؒ اور صدر الاسلام ابوالیسر ؒ اور (۴) امام زاہد درواز جکی ؒ (۵) کے والد ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔

....

(صفحہ قبل کا باقی ماندہ) ۵۲ھ میں مسلمانوں کے ساتھ قسطنطنیہ کے محاصرے میں شریک ہوئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا اور شہر کے نواحی میں ان کو دفن کردیا۔ جس وقت سلطان محمد ثانی نے اسلامبول کو فتح کیا تو ایک ولی اللہ شیخ آق شمس الدین نے کہا۔ میں نے مکاشفہ سے ان کی قبر کی جگہ دیکھی ہے ۸۶۳ھ میں ان کے کشف کی سند سے وہاں ایک مسجد تعمیر کروادی اور ۱۰۰۰ھ میں احمد پاشا اشکچی زادہ نے اُس کی توسیع کرائی اور سلطان محمود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کو جو اس وقت خزانۂ سرائے میں تھے وہاں منتقل کردیا اور تبرک کے طور پر سلاطین عثمانی کی رسم تاجپوشی اسی مقبرہ میں انجام پاتی ہے۔ "لغت نامہ"

....

۱۔ ۵۷۶ھ میں ان کی وفات ہوئی اور منہاج الفتاوی ان کی تصنیف ہے۔ "ہدیہ ج ۱ص ۷۸۳"

۲۔ ج: تو باکدام ایشانی۔

۳۔ امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل بن لقمان النسفی السمرقندی، فقیہ حنفی، ۴۶۱ھ میں ولادت ہوئی اور وفات سمرقند میں ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ ان کی تالیفات بہت ہیں جن میں = تاریخ بخارا، القند فی تاریخ علماءِ سمرقند بیس جلدوں میں ہے۔ "ہدیہ ج ۱ص ۷۸۳" قندیہ میں اُن کا نام مذکور نہیں ہے۔

۴۔ صدر الاسلام ابوالیسر الیزدوی، ۴۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی تصنیف = شرح جامع الصغیر امام شیبانی۔ "کشف الظنون، ذیل جامع الصغیر"

۵۔ درواز سے منسوب ہے اور وہ مرو سے چھ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قریہ ہے۔ "مراصد الاطلاع"

ان کی وفات ۵۹۶ھ میں ہوئی ہے البتہ مولانا شرف الدین ابو القاسم مذکور کی ولادت ماہ صفر ۶۴۵ھ میں ہوئی ہے اور ان کی وفات لیسور کی تباہی کے چار ماہ بعد یکم ذوالقعدہ ۷۱۶ھ کو ہوئی ہے۔ ان کے والد الامام العلامہ مولانا شمس الدین احمد العقیلیؒ (۱) نے جامع الصغیر اور نظم جامع الکبیر کی شرح لکھی ہے (۲) اور جامعین اور زیادات (۳) سے مشہور ہوئے اور حافظ قرآن تھے اور گائے بکریاں وغیرہ پالتے تھے اور ہر شب قرآن شریف کے پانچ سپارے پڑھتے تھے (۴) اور علم کے طلبہ کے حالات کی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کی تربیت کرتے اور مذہب کے معاملہ میں سختی کرتے۔ اُن کی وفات پانچ رمضان ۶۵۷ھ میں ہوئی۔ ان کی اولاد اور پس ماندگان ان کے قریب ہی آرام فرما ہیں۔

ائمہ عقیلی کے قبلہ رُخ تھوڑے فاصلہ پر ٹیلہ کے کنارے شیخ امام زاہد واعظ ابوبکر محمد بن احمد ابی سہل بن ابی اسحٰق العتابی البخاریؒ کا مزار ہے۔ وہ تفسیر و زیادات اور فتاویٰ وغیرہ کے مصنّف ہیں۔

خواجہ ابوبکر حامدؒ اور وہ ہیں الشیخ العالم العامل ابوبکر محمد بن حامدؒ اور وہ اہلِ ولایت و کرامت میں سے ہیں اور حلم و علم میں اونچا مقام رکھتے ہیں اور ان کی بیشمار خوبیاں ہیں ان کے ٹیلے کے مقبرے کا ذکر۔۔۔۔۔

۱۔ شمس الدین احمد بن محمد بن احمد بن العقیلی البخاری، نظم جامع الصغیر اور جامع الکبیر شیبانی ان کی تصنیف کردہ ہیں۔ "کشف الظنون"

۲۔ متن کی عبارت میں تبدیلی (تحریف) معلوم ہوتی ہے اور شاید دراصل ایسا ہو۔ نظم جامع الصغیر اور جامع الکبیر کی شرح لکھی ہے، "یعنی مشروح"

۳۔ جامعین اور زیادات سے مراد، جامع الصغیر اور جامع الکبیر اور امام محمد شیبانی کی کتاب الزیادات ہے۔

۴۔ سپارہ، بہ کسرِ اوّل بر وزن اشارہ = سی پارہ کا مخفف ہے اور وہ قرآن پاک کے تیس اجزا میں سے ایک جزو ہے۔ "برہان" اور آقای دکتر معین نے حاشیہ میں اضافہ کیا ہے۔ ترجمہ

تیرے زمانہ میں ہر بے ہنر اپنے ہنر کی ڈینگ مارتا ہے
مَی فروش کا ہاتھ سپارہ کے ورق پر کب پہنچتا ہے

سیف اسفرنگی "فرہنگ نظام"

اور اُن کے مزار کے سرہانے ابدال و اوتاد کا مجمع ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ اور چہار بکر بخاراؒ کی تاریخ وفات پر مولانا کمال الدین میدانیؒ نے کہا ہے۔

نظم۔ ترجمہ

ایک سال میں دو شیخ زاہد چلے گئے — ابوبکر فضل اور ابوبکر حامد
سن ہجری کے تین سو پچیس سال ہوئے — کہ یہ دونوں خزانے خاک میں چلے گئے
ابوبکر طرخان امام ہمین — تین سو تیتیس ہجری میں گئے
اور امام سعید ابوبکر سعد — تین سو ساٹھ میں جنت میں پہنچ گئے

کہتے ہیں جو کوئی ایک ہی دن میں چاروں "بکر" (یعنی ابوبکر فضل، ابوبکر حامد، ابوبکر طرخان اور ابوبکر سعدؒ) کی زیارت کرے اور اپنی مہمات اور حاجات کی پوری ہونے کے لئے ان کی شفاعت طلب کرے تو یقیناً ضرورت پوری ہوگی اور مشکل آسان ہوگی اور یہ بات بالکل مانی ہوئی ہے۔ تین "بکر" میں اختلاف نہیں ہے لیکن چوتھے میں اختلاف کیا ہے جو ابوبکر فضل یا ابوبکر اسحاقؒ ہیں۔

زیارت کرنے والے کو چاہیئے کہ پانچوں کی زیارت کرے تاکہ چاروں کی زیارت کا یقین ہوجائے۔

بعض اہلِ کشف نے کہا ہے کہ ابوبکر حامد کے مزار کے قبلہ رُخ نزدیک ہی دو قبریں ہیں جو کوئی ان قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر دعا کرے وہ قبول ہوگی۔

ابوبکر حامدؒ کے مزار کے مشرقی جانب خواجہ گُرگُرؒ کا مزار متبرّک ہے اور وہاں ابدال اور دیوان گان (۱) کا جمگھٹ ہے (مدفون ہیں) کہتے ہیں وہ خاندان شیخ العالمؒ کے خاندان کے ملازمین اور چاہنے والے ہیں۔

خواجہ عبدالرحیم کرمینگیؒ (۲) کے مزار مقدس کو ابوبکر حامدؒ کی قبر کے قبلہ رخ بتاتے ہیں لیکن مقرر نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر ماہ رمضان میں شبِ قدر کو انہیں دکھاتے تھے۔

۱۔ ج: مجمع اوتاد و دیوانگانست۔

۲۔ کرمینگی "کرمینہ" سے منسوب ہے اور کرمینہ بخارا کے دیہاتوں میں سے ہے اور زمانۂ قدیم میں کرمینہ کو "بادیہ خردک" کہتے تھے۔ بخارا سے کرمینہ کا فاصلہ ۸۴ کلو میٹر ہے۔ "تاریخ بخارا ص ۱۰"

ائمۂ شارستانی کی قبریں (۱)

ابوبکر حامدؒ کے مزار کے قبلہ رُخ تھوڑے سے فاصلہ (۲) پر ائمۂ شارستانی (۳) کی قبریں ہیں۔ جیسے مولانا فخرالدین محمد بن محمد الشارستانی اور مولانا رکن الدین عبدالرحیم بن احمد الشارستانی۔ اور یہ مولانا رکن الدین اس حقیر کے ماں باپ ہیں اور مولانا جمال الدین محمد بن عبدالرحیم الشارستانی، یہ اس حقیر کے ماموں ہیں اور مولانا سراج الدین محمد بن محمد القزوینی جو مولانا فخرالدین کے استاد ہیں ان کا مزار منور ان کے سرہانے ہے اور ائمۂ شارستانیؒ کی اولاد اور اولاد در اولاد ان کے قرب میں ہیں۔
اور خواجہ عبداللہ برقیؒ (۴) جو خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے خلفا میں سے ہیں ان کے مزار کا پتہ اسی موضع میں بتاتے ہیں۔ لیکن یقین کے ساتھ قبر کا تعین نہیں ہے۔ اور ان کے جدّ اعلی اصل خوارزمی ہیں اور بخارا منتقل ہوئے اور یہیں سکونت اختیار کرلی اور ان کے تمام خاندان کے لوگ اہل علم و صاحب ولایت و کرامت ہیں اور حنفی المذہب اور سنی الاعتقاد ہیں اور امام العالم الربانی مولانا جلال الدین الخلف البخاری کا مزار اور آس پاس بہت سے علماؒ کے مزارات ہیں۔
اس ٹیلہ کے قبلہ کی جانب قطب الاولیاء شیخ العالم الزاہد، شیخ ابوبکر محمد بن ابی اسحٰق ابراہیم بن یعقوب الکلابادی ـ ـ ـ ـ

۱۔ شارستان، بیکند کا قدیم نام ہے اور بیکند بخارا اور جیحون کے درمیان ایک شہر ہے۔ "تاریخ بخارا ص ۴۲ اور معجم البلدان"

۲۔ ج: روی۔

۳۔ ج: آنجاست۔

۴۔ خلیفۂ اوّل خواجہ ابو یوسف ہمدانی ہیں۔ ان کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی۔ برق سے ان کی نسبت کے بارے میں خزینۃ الاصفیاء میں آیا ہے کہ وہ اصل میں خوارزمی تھے اور قصبۂ برق میں سکونت رکھتے تھے۔ "خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۵۳۱"۔

۵۔ اصل رحمہم اللہ۔

الکلاباذیؒ (۱) کا مرقد منور و معطر ہے۔ آپ معانی الاخبار اور کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف (۲) وغیرہ کے مصنف ہیں اور ان کے احوال کی تشریح بیان سے مستغنی ہے۔ آراستہ کو بے زحمت آراستہ کرنا ہے۔ ان کی وفات ۳۸۰ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۳۸۴ھ یا ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

مشرق کی جانب ان کے قرب میں خواجہ حسن اندقیؒ (۳) کا مزار ہے جو خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کے خلفاء میں سے تھے اور وہ ابو محمد الحسن بن الحسین الاندقی، شیخ وقته و صاحب الطریقة الحسنته فی تربیة المریدین ودعاء الخلق الی اللّٰہ تعالي مع مارزقه اللّٰہ سبحانه من صفاء الوقت و دوام العبادة و مداومة الریاضة (۴) واتباع الاثر و استعمال السنة والادب (۵) المنقوله عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، امام عبدالکریم صاحب انسابؒ ہیں علم حدیث میں اُن کے شاگرد ہیں۔ اُن کی ولادت ۴۶۲ھ (۶) میں ہوئی اور وفات ۲۶ رمضان ۵۵۲ھ میں ہوئی۔

منقول ہے کہ اس زمانے میں خواجہ حسن اندقیؒ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کے ارادتمند ہوئے ہمیشہ اُن کی خدمت و ملازمت اور صحبت میں رہتے یہاں تک کہ اپنے اہل و عیال کی بعض ضرورتوں سے لاتعلق ہوگئے اور تمام ـ ـ ـ ـ

....

۱ـ کلاباد: بفتح اول ـ بخارا میں ایک محلہ ہے " معجم البلدان "۔

۲ـ یا: لمذہب التصوف۔

۳ـ انداق، بخارا سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک دیہات ہے۔ اور سمعانی اپنے انساب میں کہتا ہے کہ مرو میں یہ دوسرا گاؤں ہے شہر سے ۱۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر جس کو انداق بھی کہتے ہیں اور اندق، اندک کا معرب ہے اور خواجہ حسن بخارا کے انداق سے ہیں نہ کہ مرو کے انداق سے " رشحات ص، " اندق بفتح اوّل و ثالث ایک قریہ ہے جو بخارا سے ساٹھ کلومیٹر فاصلہ پر ہے " مراصد الاطلاع "۔

۴ـ ج: ملازمة الریاضة۔ ۵ـ ج: ولآداب۔

۶ـ فخرالدین علی صفی مصنف رشحات، ان کی ولادت ۴۶۶ھ لکھی ہوئی ہے۔

maablib.org

توجہ کے ساتھ ان کی مصاحبت میں رہتے۔ خواجہ ابو یوسفؒ نے ان کو نصیحت کی اور کہا تو درویش ہے اور بال بچہ دار لہذا تجھ کو روزی کمانی چاہئے (۱) خواجہ حسن نے کہا میں نہیں چاہتا۔ خواجہ یوسف اس جواب پر ان سے سخت ناراض ہوئے اور ان سے بات نہیں کرتے تھے اس وقت تک کہ خواجہ ابو یوسفؒ نے اللہ تعالی کو خواب میں دیکھا کہ اس نے یہ خطاب فرمایا کہ = یا یوسف اعطیناك البصارة واعطینا الحسن البصارة والبصیرة (۲) یعنی اے یوسف ہم نے تجھ کو عقل کی بینائی دی اور حسن کو عقل کی بینائی اور دل کی بینائی دی۔

اور خواجہ حسن کے مزار کے قریب امام العالم الزاہد، شیخ الاسلام، رکن الدین محمد بن ابی بکر المفتی البخاری المعروف بہ امام زادہؒ (۳) کا مزار ہے۔ وہ کتاب شرعۃ الاسلام کے مصنف اور شیخ الاسلام مصنف الہدایۃؒ (۴) کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کے فرزند امام سدید الدین مصنف عقود العقائد (۵) فی علم الکلام کا مزار ہے۔ امام رکن الدین الشہید فرزند امام سدید الدین کا مزار ہے جو شیخ العالم سعید بن المطہر الباخرزی کے استاد ہیں اور ان کے فرزند مولانا ناصر الدین امام زادہؒ کا مزار اور

۱۔ عیال دار درویش ہو بعض امور کی نگرانی ضروری ہے اور اس میں لاپرواہی اور تاخیر شرع اور عقل کی رُو سے جائز نہیں ہے۔ "رشحات ص ۸"

۲۔ رشحات میں اس طرح ہے = یا یوسف انا اعطیناك بصارة واعطینا الحسن البصارة والبصیرة۔ "رشحات ص ۸"۔

۳۔ متوفی ۵۷۳ھ۔ اسمعیل پاشا اور حاجی خلیفہ نے شیخ الاسلام کی بجائے (رکن الاسلام) لکھا ہے۔ "ہدیہ ج ۲ ص ۹۸ وکشف الظنون"

۴۔ الہدایۃ فی الفروع = تالیف شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی متوفی ۵۹۳ھ ہے۔

۵۔ اسمعیل پاشا نے اس کی تالیف کو سدید الدین کے والد سے منسوب کیا ہے اور حاجی خلیفہ نے لکھا ہے = عقود العقائد للامام علی سدید الدین محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ البخاری صاحب شرعۃ الاسلام اتمہ "سنتہ ستین وخمسمائہ" اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے غلطی کی ہے۔

maablib.org

ان کی اولاد در اولاد میں بہت سے اس موضع میں مدفون ہیں۔

بعض بے وقوف جاہلوں نے امام رکن الدین ماضی اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کی قبروں کو کھود ڈالا ہے، اور مقبرہ جادیا ہے اور اُنکے مقبرے کو اپنا قبلہ بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے در گزر فرمائے۔

شیخ ابوبکر قدس سرہ کے مرقد منوّر کے قبلہ کی جانب تھوڑے فاصلے پر استاد العلماء مولانا عبدالرحمٰن البخاری کا مزار منوّر ہے جو مختلف قسم کے کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ اور علم ادیان و ابدان کے درمیان جامع تھے اور المغنی فی علم الاصول اور الایضاح فی علم المعانی کے شارح تھے۔ ان کی وفات ۸۱۲ھ کے مہینوں میں ہوئی۔

ذکر مزار منوّر کہ مسجد سرو خشک کے مشرقی جانب واقع ہے۔ اور وہ ہیں الامام ابی عبداللہ محمد بن الفضل بن عطية بن عمر بن خالد العبسی (۱) الكوفی الشر قدونی، سکن قرية شر قدون وكانت لديها ضيعة وكان نزل درب الخشا بين (۲) به بخارا و سمع منة عامة مشايخ بخارا مثل ابي حفص احمدبن حفص و عيسى بن موسىٰ الغنجار و محمد بن سلام البيكندي وغير هم رحمهم الله، ومات به بخارا بقرب دار المرضي وهو من تلامذه امام الاعظمؒ ۔ اور اُس مزار کے قبلہ کی جانب تھوڑے فاصلہ پر سڑک کے کنارے ایک مقبرہ ہے اور اہل حال میں سے بعض اُس قبر کو امام قاضی خانؒ سے نسبت دیتے ہیں۔

شہر کے شمال کی جانب حوض کمر گران کے کنارے امام العلامہ مولانا بدرالدینؒ (۳) کا مزار ہے جو امام فخرالدین رازی کے زمانہ کے ہیں (۴) اور

۱۔ اصل: خالد العیسی، اور عبسی صحیح ہے جو عبس سے منسوب ہے بفتح اول و سکون ثانی اور وہ کوفہ میں ایک محلّہ ہے۔ "مراصد الاطلاع"

۲۔ اصل: درب الخشابین۔

۳۔ اصل: بدر الدین عمر بن عبدالکریم الورسکی، متوفی ۵۹۴ھ۔ انہوں نے بھی جامع الصغیر شیبانی پر ایک شرح لکھی ہے۔ "کشف الظنون" ذیل جامع الصغیر" ورسک، "مراصد الاطلاع"۔

۴۔ امام ابو عبداللہ محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی مشہور بہ فخر رازی، متوفی ۶۰۶ھ اور وہ حکما و علمائے شافعی کے برجستہ اور جامع علوم عقلی و نقلی تھے۔ ان کی بہت سی تالیفات ہیں ان میں تفسیر کبیر جو مصر اور اسلامبول میں بارہا شائع ہوئی ہے۔ "ریحانۃ الادب ج ۳ ص ۱۹۲"

ان کے درمیان بہت سے مناظرے اور مباحثے ہوئے ہیں اور ان کا قصہ مشہور ہے۔
دوسرے سرائے مدرسۂ خان میں فضلاء کا مقبرہ ہے، اول ذوالبیانین صاحب اللسانین علامۃ العرب والعجم مولانا رضی الدین نیشاپوریؒ (۱) دوسرے صاحب الیمینی ابو النصر محمد بن عبد الجبار العتبی (۲) منسوب الی عتبہ بن غزوان الصحابیؓ (۳) اور کلیہ کے مصنف (۴) سلیمان شاہؒ۔
اسکے علاوہ شہر کے درمیان کوچۂ صفا کے سرے پر خواجہ حلیم الدین دیمونی کا مرقد منور ہے۔
اور وہ ہیں ابو محمد حلیم بن محمد بن علی بن الحسین بن احمد بن الحلیم الدیمونی کان فقیہہ اصحاب الشافعیؒ، آپ علم و حلم میں کمال رکھتے تھے اور زہد و تقویٰ میں درست قدم رکھتے تھے اُن کی قبر خانقاہ صوفیان کے مقابل محلہ صفلہ کے سرے پر ہے اور یہ خانقاہ ان کا مکان تھا جو انہوں نے وقف کر دیا۔
کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر چھ سال تک دیمون کا پانی منقطع ہوگیا۔ (۵) اور پانی جوی نو سے

۱۔ متوفی ۵۹۸ھ "ریحانۃ الادب" سدید الدین محمد عوفی اُن کے حق میں اس طرح لکھتے ہیں = عالم کی ابتدا سے اس وقت تک علم کے آسمان پر ان کا آفتاب زیادہ روشن اور میدان بیان میں کوئی سوار ان سے زیادہ دوڑنے والا نہیں ہُوا۔۔۔۔ ان کی طبع پر ہزار جانیں فدا ہوں کہ اگر مسائل میں کسی نکتہ کے خلاف لکھ دیں تمام علماء اس کو اپنی جان پر لکھ لیں اور اگر اشعار کے لطائف میں حسنِ ذوق کا اظہار کریں تو تمام علماء اُس کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیں۔ "لباب الالباب ج ۱ ص ۲۲۰ طبع لیدن"

۲۔ تاریخ مشہور یمینی کے مصنف متوفی ۴۲۷ھ "ریحانۃ الادب ج ۳ ص ۶۷"

۳۔ عتبہ بن غزوان الصحابی۔ وہ ۱۵ھ میں دوسرے خلیفہ کی طرف سے مامور ہوئے کہ ناحیۂ ابلہ (بضم اول و ثانی و تشدید و فتح ثالث) میں ایک شہر بنائیں تاکہ ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں کی آمدورفت کا راستہ مسدود ہوجائے اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکیں۔ یہ شہر تین سال میں مکمل ہوا چونکہ اس کے اطراف و جوانب پتھریلے تھے اس کا نام بصرہ رکھا گیا۔ اس لئے کہ عرب اس قسم کی جگہ کو بصرہ کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد بصرہ مختلف قسم کے لوگوں سے آباد ہوگیا تو عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو وہاں کی حکومت سپرد کی اور مدینہ واپس آگئے اور عالم آخرت کو سدھارے ۱۷ھ میں "حبیب السیر ج ۱ ص ۴۸۳"

۴۔ اصل: کلیلہ، متن ازج۔ ۵۔ ج: نرسیدہ بود۔

سے جوی موالیان (۱) کی طرف آتا تھا۔ بہت تکلیفوں کے بعد دیہات کے لوگوں سے میل جول کیا اور پہلے خواجہ کی زمینوں کو پانی دیا۔ جب خواجہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا = آہ، انہوں نے غلطی کی ہے اس لئے کہ ہم سے پہلے دوسرے ہیں جن کا حق ہے۔ شاید ان کی جماعت شرم کی وجہ سے خاموش ہوگئی ہے (۲) خواجہ نے دہقانوں سے سوال کیا کہ اس پانی کا اثر زمین پر کتنے عرصہ رہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ تین سال تک۔ خواجہ نے اس مدّت کے گزرنے تک اس زمین کو کاشت نہ کیا۔ ان کی وفات ۶۱۲ھ میں ہوئی اور ان کی زیارت مشکلات کو حل کرنے میں بڑا اثر رکھتی ہے اور ابدال و اوتاد کا مقام ہے۔ اور اہلِ کشف اور زندہ دلوں نے وہاں بہت سے کرشمے دیکھے ہیں۔

اس کے علاوہ شہر کے شمال کی جانب مقبرۂ نُور آباد ہے اس میں بہت سے مشائخ اور اولیاء اللہؒ ہیں۔

دوسرے برج عیار کے قریب قدیم قلعہ کے پشتہ پر شیخ زاہد و عابد مجاہد خواجہ اولیاء کلانؒ (۳) کا مزار ہے جو خواجۂ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ کے خلیفہ ہیں اور ان کے فضائل کی انتہا نہیں ہے۔

ان کے مزار کے قریب ان کے فرزند خواجہ غریبؒ (۴) کا مزار ہے جو ان کے خلیفہ تھے۔ اور خدمتِ خاوند تاج الدین ستاجی نے کہا ہے کہ = شیخ مجذوب سالک حسن بلغاریؒ (۵) نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے اصحابِ دل اور اصحابِ سر کی خدمت کی کسی کو بھی خواجہ غریب بخاریؒ کے مرتبہ کا نہ پایا۔

۱۔ وہی جوی مولیان ہے اور اس کا ذکر تاریخ بخارا میں تفصیل سے آیا ہے۔

۲۔ چ: کشتہ۔

۳۔ خواجہ اولیاء کلانؒ کی تاریخ وفات ۶۲۷ھ ہے "خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۵۳۹"

۴۔ ان کی وفات ۷۱۱ھ ہے۔ "خزینۃ الصفیاء ج ۱ ص ۵۴۰"

۵۔ اس کا اصل نخجوان سے ہے اور دو واسطوں سے ان کی عقیدت مندی شیخ ابو النجیب سہروردی تک پہونچتی ہے۔ ان کی عمر ۹۳ سال تھی اور وفات ۶۹۸ھ میں ہوئی اور ان کا مزار تبریز میں سرخاب میں ہے۔ "سفینۃ الاولیاء ص ۱۸۳"

ان کے قریب خواجۂ سوکمان ہیں (۱) کہ وہ بھی اس خاندان کے خلفا میں سے ہیں۔

خواجہ اولیاءؒ کے مزار کے مشرقی جانب تھوڑے فاصلہ پر شیخ نورالدینؒ کا مرقد منور ہے جو خواجۂ لولیاءؒ کی آل میں سے ہیں۔

قلعہ کے اندر دروازۂ سمرقند پر سید ابوالحسن ہمدانیؒ کا مرقد مطہر ہے المعروف بہ سید پابند، صحب المشائخ و صار من کبارهم قطع البادية مرات على التوكل، وهو الشيخ السيّد الامام (۲) ابوالحسن محمد ابن على بن الحسين بن الحسن بن القاسم بن محمد بن القاسم بن الحسن بن زيد بن الحسن بن علي بن ابي طالب، العلوى الهمداني رضى الله عنه وعن آبائه الكرام۔ آپ علمائے شریعت اور مشائخ طریقت و حقیقت میں سے ہیں اور درگاہ خداوند عزّوجل کے آبرُومند بندے ہیں۔ اور خواجہ امام ابوبکر ابی اسحق کلاباذیؒ ان کے شاگرد تھے اور اپنی تصنیفات میں ان سے بہت سی باتیں نقل کی ہیں۔

کہتے ہیں اس زمانہ کے سلاطین میں سے ایک نے اُن پر ظلم کرکے زنجیروں سے باندھ دیا تھا اور انہوں نے اسی حالت اور کیفیت میں وفات پائی۔ انہوں نے وصیت کی اور ان کو ان ہی زنجیروں کے ساتھ دفن کردیا۔ اہلِ بُخارا کو ان کے زہد و تقویٰ اور علم و ولایت اور کرامت پر بڑا اعتقاد ہے اور کوئی مشکل ایسی نہیں ہوتی جو حل نہ ہو۔ (۳) اور طریقت میں شیخ جعفر خلدی کردریؒ (۴) سے نسبت رکھتے ہیں اور جعفر خلدی شیخ جنید کے مرید تھے قدس اللہ روحہ (۵)

۱۔ خلفائے خواجۂ اولیاء میں تیسرے خلیفہ ہیں جو خواجۂ زکی کے بعد اور خواجۂ غریب سے قبل عوام کی ہدایت میں مشغول ہوئے۔ "رشحات ص ۳۰"

۲۔ ج: وہو الشیخ الامام۔

۳۔ و ہیچکس آنجا زسد الاکفایت شود۔

۴۔ ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی متوفی ۳۴۸ھ "اللباب فی تہذیب الانساب"

۵۔ ابوالقاسم جنید بغدادی ملقب بہ سید الطائفہ متوفی روز شنبہ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ۔ "خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۸۱"

اور سیّد ابوالحسنؒ (۱) سے منقول ہے کہ ایک رات جعفر خلدی نے مجھ سے کہا کہ آج شام تُو ہمارے پاس ٹھہر، میں نہیں ٹھہرا اور بہانہ کردیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میرے گھر میں بھنا ہوا مرغ اور چاول (۲) تھے اور میرا دل اس طرف کھنچ رہا تھا۔ جب افطار کا وقت ہوا تو خادم تندور میں سے دیگ نکال رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے گر گئی اور ٹوٹ گئی۔ اور چاول خاک میں مل گئے۔ چونکہ سب اس طرف مشغول ہوگئے ایک کتا آیا وہ مرغ لے بھاگا۔ صبح کو جب شیخ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا = جو کوئی پیروں کے دل کا خیال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک کتا مسلّط کردیتا ہے۔ توفی بُخارا فی المحرم سنہ خمس و تسعین و ثلثمائۃ و دفن في داره بالسهلة (۳) ثم رفعو اعظامه بعد عشرین سنة او اکثر، لا جل الحصار و دفنوها فی موضع آخر۔

پرانے نسخہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ جو پتھر سیّد ابوالحسن کے مزار کے سرہانے لگا ہے وہ کوہِ حرا سے لائے تھے یعنی اس مقام سے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی اور سیّد ابوالحسن نے وصیّت کی تھی کہ ان کی قبر کے سرہانے رکھیں اور اس زمانے میں ضرورت مند اور بیمار لوگ اس کے پاس جاتے ہیں ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور بیماروں کو شفا ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ قلعہ کے اندر دروازۂ کمر گران کے نزدیک ایک مزار ہے، جسے امام سفیان ثوریؒ سے منسوب کرتے ہیں لیکن یہ نسبت غلط ہے اس لئے کہ جامع الاصول (۴) وغیرہ میں ایسا لکھا ہے کہ : مات بالبصره فی سنة احدی و ستین و مائة فی خلافة المهدی، اور صحیح کرمانیؒ کی شرح میں اس طرح لکھا ہے کہ : مات بالبصرة متواریاً من سلطانها و دفن عشاء سنة ستین ومائة۔

۱۔ شیخ فرید الدین عطار ان کو "حمزۂ علوی" سے یاد کرتے ہیں۔ "تذکرہ الاولیاء ج ۲ ص ۲۸۳ طبع لیدن"۔

۲۔ کرنج، با اوّل مضموم و ثانی مکسور، بنون زدہ = برنج باشد۔ رضی الدین نیشاپوری کہتے ہیں۔

ترجمہ : جب تک تیری سعادت کا چاول چھلکے سے باہر نہیں آیا۔ میری ماش (دال) کسی صورت سے اچھی نہیں پکی۔ "جہانگیری"

۳۔ ج : بالسلمتہ کو نسخہ نے بدل دیا۔

۴۔ جامع الاصول لاحادیث الرسول، تالیف ابی السعادات مبارک بن محمد المعروف با بن الاثیر الجزری الشافعی متوفی ۶۰۶ھ "کشف الظنون"

اور دوسرے مسجد جامع کے شمالی جانب، خواجہ عمر غازی ریغدمونی (۱) ہیں اور ان کے فرزند ابوبکر جو عالم و زاہد و عارف اور مسجد جامع کے امام تھے ۔ والد کی وفات رمضان ۴۹۲ھ اور فرزند کی وفات جمادی اللاول ۵۱۸ھ میں ہوئی۔

ان عزیزوں کے شمالی جانب تھوڑے فاصلہ پر الشیخ السالک الناسک شیخ محمد حلاجؒ (۲) کا مزار ہے جو خواجگان کے خاندان کے جملہ خلفا میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ مسجد جامع کے جنوب کی طرف تھوڑے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گنبد ہے اور اس میں ارسلان خان غازیؒ کا مزار ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان کی وفات بلخ میں ہوئی ہے ۵۲۴ھ یا ۵۲۵ھ میں اُن کی میت کو بلخ سے مرو لے گئے اور ایک مدرسہ میں جو اُنھوں نے بنایا تھا دفن کردیا۔ اُن کی ولادت سوس میں ہوئی جو مرو کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے اور کاروانسرائے ملک کے بانی کے نواسے کے فرزند ہیں۔ اور سلطان سنجر (۳) ان کے داماد ہیں اور ان کو طفقاج خان بھی کہتے تھے اور طفقاج کبیر، ابراہیم بن نصر ہیں جو کاروانسرائے ملک کے بانی کے والد ہیں اور جو مینار مسجد جامع کے متصل ہے اسے ارسلان خان نے تعمیر کرایا اور وہ ۵۲۱ھ میں موجود تھا۔

اس کے علاوہ قلعہ کے اندر دروازہ آہنگران پر شیخ العالم العارف المجاہد (۴) شیخ نور الدین خلوتیؒ ہیں جو شیخ الکبیر نجم الدین کبریٰؒ کے خاندان کے خلفا میں سے ہیں (۵)

....

۱۔ ریغدمونی "ریغدمون" سے منسوب ہے بفتح اول و ثالث اور وہ بخارا سے ۲۴ کلو میٹر ایک قریہ ہے "معجم البلدان"

۲۔ فخرالدین علی صفی لکھتے ہیں کہ اُن کی قبر ولایت بلخ میں ہے اور البتہ وہ "ختا" گئے ہیں۔

رک "رشحات ص ۴۱"

۳۔ ج: المجاہد المشاہد

۴۔ ج: روحہ

اس کے علاوہ مسجد آدینۂ قدیم کے جنوب کی طرف دروازۂ آہنین کے بازار کے نزدیک مولانا نور الدین صیرفیؒ (۱) کا مزار ہے جو مولانا شمس الائمہ کردریؒ کے ہم عصروں میں سے ہیں اور بخارا کی مسجد جامع کے امام اور ہمیشہ مسجد میں حالتِ اعتکاف میں رہتے تھے اور چنگیز خان کے حملہ کے روز جامع کی محراب میں بیٹھے تھے اور سر زانو پر رکھا ہوا تھا۔ چنگیز خان نے ہر چند کوشش کی کہ اُن کا رُوئے مبارک دیکھے لیکن میّسر نہ ہوا آخر ان کے سر مبارک کو اٹھایا ان کے روئے مبارک پر تھوکا اور شہید کردیا۔

شہر کے آخر میں دریا کے کنارے شیخ عالم عارف سالک ناسک مخلص (۲) اساری المسلمین مولانا بدر الدین المیدانیؒ کی قبر ہے جو اپنے زمانہ کی نادر و عجیب و غریب شخصیت تھے ان کی وفات پنجشنبہ چہارم ذی الحجہ ۷۱۸ھ میں ہوئی۔

اس کے علاوہ شہر کے قبلہ رخ سنگریزہ کے ٹیلہ پر شیخ سالک مجذوب برکۃ الزمان بابا مبارک چہار طاقؒ کا مزار منور ہے اور ان کی وفات ۲۱ رمضان کی شب ۸۱۲ھ میں ہوئی۔

یا ربنا بلغ منا و منک تحیۃ وسلاما الی ارواحھم (۳)

۱۔ ج: صیرانی۔

۲۔ بضم اول وفتح ثانی وتشدید وکسر ثالث۔

۳۔ ج۔ یا ربنا بلغ الیٰ ارواحھم منا و منک تحیتہ وسلاماً

ضمیمۂ حواشی

ص ۱۸ س ۱: خواجہ ابو حفص کبیر۔

عوفی لکھتا ہے:

شیخ ابو حفص کبیر نے کہا کہ ایک دفعہ میرا بیٹا جو عالم تھا فوت ہوگیا اور اُس کی وفات کی وجہ سے مجھے سخت صدمہ اور کسی طرح بھی سکون نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک دیوانہ اور ایک گویّے کی بات سے سکوں آیا اور میں خوش ہوگیا۔ لوگوں نے پوچھا کیسے ہُوا؟ کہا کہ ایک دیوانہ میرے قریب آیا اور کہا کہ صبر اور شکر کر کہ اگر تیرا بیٹا زندہ رہتا اور مجھ جیسا ہو جاتا تو تو کیا کرتا؟ اور گویّے نے کہا اے ابو حفص جو کچھ تیرے بیٹے نے اللہ تعالیٰ سے پایا وہ تیرے باپ سے بہتر تھا اور جو کچھ تو نے اس صدمہ پر صبر سے پایا تیرے لئے اُس کی فرزندی سے بہتر ہے۔ ان دو باتوں سے میرے دل سے سارا غم چلا گیا۔

"جوامع الحکایات، باب پانزدہم از قسم اول نسخہ شمارہ ۷۷ مجلس شورای ملی"

ص ۲۸ س ۱۴:

الامام ابوبکر محمد بن الفضل بن جعفر البخاری ----

عوفی لکھتا ہے:

کہتے ہیں کہ بخارا میں بکر فضل کے مریدوں میں ایک بزاز تھا جو ہمیشہ ان کی خدمت کرتا اور ان کی عقیدت میں جان و مال سے دریغ نہ کرتا۔ اُس کا ایک بیٹا تھا جوان اور ناتجربہ کار۔ اتفاق سے ماہ رمضان میں اس کو ایک لڑکی کے ساتھ پکڑ لیا اور حاکم نے اُسے قید کر دیا اور باپ کی دولت نے اُسے نقصان پہونچایا۔ وہ بکر فضل کی خدمت میں گیا اور اُن سے اس معاملہ میں مدد طلب کی۔ بکر نے کہا یہ بُرا کام ہے اور زنا

ماہِ رمضان میں، میں اس کی سفارش نہیں کر سکتا یہ میرے حال کے لائق نہیں ہے۔ وہ شخص کاغذ کا ایک ٹکڑا بکر کے سامنے لایا اور کہا کہ میرے لئے مالکِ دوزخ کو ایک سفارش نامہ لکھ دو کہ وہ مجھ پر عذاب نہ کرے بکر فضل نے کہا کہ پرچہ مالکِ دوزخ کے لئے جائز نہیں ہے کہ قبول نہ کرے اس شخص نے کہا کہ اے بکر! انصاف سے کہو میری تمہاری بات اس دنیا کے لئے ہے یا اُس دنیا کے لئے۔ چونکہ تیری صحبت کا پھل مجھ کو اس جہان میں نہ ملا اور قیامت میں بھی اُس کا اثر نہ ہو پس تیری مصاحبت سے کیا فائدہ؟ بکر نے تھوڑی دیر تامل کیا پھر کہا۔ تو نے سچ کہا کہ حسنِ عہد کا تقاضہ ہے کہ تیرے حقوق کو بغیر تاخیر کے ادا کرتا۔ اُس کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور امیر خراسان کے پاس گئے اور اس شخص کا قصہ بھی اسی طرح امیر کے سامنے بیان کیا اور اس لڑکے کے سفارش کی۔ امیر ہنسا اور اس لڑکے کو آزاد کردیا۔ بکر فضل نے کسی کو بھیج کر اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے پڑھا دیا اور دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

"جوامع الحکایات، باب نوزدہم از قسم دوم"

ص ۲۷ س: ۱۲

آلِ سامان میں نو افراد مشہور تھے ہر ایک کا ہر ولایت اور شہر میں ذکر ہے

اس شعر کو عوفی نے اس طرح لکھا ہے:

آلِ سامان میں نو افراد کا ذکر تھا جو امارت خراسان میں مشہور ہوئے

اور صحیح یہی ہے اس لئے کہ آلِ سامان کے گیارہ افراد تھے اُن میں فقط نو افراد مذکور ہیں اور مشہور ہیں۔ اُن میں سے پہلے نصر اوّل پسر احمد ہیں (۲۶۱ - ۲۷۹ھ) اور آخری امیر منتصر اسمعیل بن نوح (۳۸۹ - ۳۹۵ھ) جو اپنے بھائی عبدالملک بن نوح کے بعد تخت نشین ہُوا اور اُس کی عمر کا بیشتر حصہ جنگ و جدال اور فرار ہونے میں گزرا۔ کئی مرتبہ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہُوا پھر رہائی پائی اور خاندانِ سامان کا سلسلہ مکمل طور سے اسی پر ختم ہُوا۔

عوفی کہتا ہے:

اس سلطنت کا اختتام امیر منتصر اسماعیل بن نوح بن منصور السامانی پر ہُوا۔

اگرچہ جوان تھا لیکن حکومت بوڑھی (کمزور) ہوچکی تھی اور آلِ سامان کے ملکی امور کے لئے سامان نہ رہا اور ملک کی جان آخری سانسوں پر تھی اور وہ سلطان یمن الدولہ محمود کے عہد کے شروع میں تھا۔ کئی مرتبہ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور پھر رہائی پائی بہت کوشش کی کہ باپ کا ملک حاصل کرے لیکن قضای آسمانی اور اللہ کی تقدیر کے آگے انسانی کوشش کوئی فائدہ نہیں رکھتی۔ لارادہ لقضائه ولا معقب لحکمہ یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید اور آلِ سامان کے بادشاہوں کے متعلق کسی سے کوئی شعر روایت نہیں کیا ہے سوائے اس کے اور اس کے اشعار طبع شدہ ہیں اور پادشاہانہ ہیں اور جس وقت کہ بخارا میں سلطنت کے تخت پر بیٹھا سب طرف سے دشمن اٹھ کھڑے ہوئے اور ارکانِ سلطنت تمام متنفر اور بیزار تھے۔ دن و رات گھوڑے پر سوار اور اس کا لباس زندیجی قبا تھی اور اس کی عمر کا بیشتر حصّہ جنگ و جدال اور فرار ہونے میں بسر ہوا۔ ایک روز اُس کے ندیموں میں سے ایک جماعت نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ! پہننے کے لئے اچھے کپڑے کیوں نہیں بناتے اور کھیل کُود کی چیزوں کی طرف مائل نہیں ہوتے جو بادشاہوں کے شایانِ شان ہیں۔ اس نے یہ قطعہ کہ اس کے معانی سے مردی کے آثار ظاہر ہیں۔ لکھا:

نظم۔ ترجمہ:- مجھ سے کہتے ہیں کہ اچھا لباس کیوں نہیں بناتے
اور جائے پناہ کو آراستہ اور فرش کو رنگ برنگ کا کیوں نہیں بناتے
گانے والے کی آواز کی تکرار کا میں کیا کروں
گھوڑوں کی تیز رفتاری کے ساتھ گلشن کی مجلس کا کیا کروں
شراب کا جوش اور ساقی کا لبِ نوش کس کام کا ہے
دشمن کے چرمی بکس پر جس میں وہ ہتھیار رکھتا ہے خون کو جوش مارنا چاہئے

گھوڑا اور اسلحہ میرے لئے میدانِ جنگ اور باغ ہیں تیر و کمان میرے لئے لالہ و سوسن ہیں

اور فلک غدّار و سپہر مکار کی شکایت میں یہ دو شعر طبیعت کے نہاں خانہ سے میدانِ بیاض میں بھیجے اور یہ شعر صادر کئے:

بیت۔ ترجمہ

اے کہ دیکھنے میں نیلا لیکن خود نیلا نہیں مزاج میں مانند آگ دیکھنے میں دھواں
اور اے کہ تیرے دونوں کان پیدائشی بہرے ہیں گرمی اور عتاب باہم سے کیا فائدہ؟

"لباب الالباب، ج ۱ص ۲۲/۲۳/۲۹۳"

ص ۵۱ س ۱۸

۱۲۔ برہان الاسلام۔۔۔

وہ عوفی کے استاد ہیں اور انہوں نے لباب الالباب میں اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

الصدر الکبیر برہان الاسلام تاج الملہ والدین عمر بن مسعود احمد۔

عظمت کا آسمان اور احسان کا آفتاب، آلِ برہان سے تعلق کا ذریعہ، وہ صدر کہ اُس کی حاصل کی ہوئی عزت، تعلق کی عزّت سے متصل تھی۔ اور باپ دادا کا درخت اُس کی کوششوں کے ثمر سے بار آور، اُس کا دل ہمّت کا آسمان، اُس کا ہاتھ دریا صفت، اُس کا علم کامل اُس کا کرم شامل، فساد کے ختم میں اس کی دلیل ظاہر، بغض وعناد کے قلعہ کو ختم کرنے کے لئے اس کی حجت آشکار، ایامِ جوانی کے آغاز میں جو کامیابی کا موسم بہار ہوتا ہے کبھی کبھی تفریحِ طبع اور انبساط کے لئے رباعیات کہتے۔ اور ایہام و ذوالوجہین کے اسلوب اُن سے منتشر ہوتے۔ چونکہ وہ ابیات شیریں اور دلاویز ہوتی تھیں تمام دنیا میں شائع ہوتی تھیں اور ان کا نام رباعیات کی وجہ سے مشہور ہوگیا۔ اور وہ علم و بزرگی میں مستغرق ہوگئے چونکہ ہماری خواہش ہے کہ صدور کے ابیات واشعار اس مجموعہ میں شائع کریں تو اُن فضائل کے بیان سے جو ان کی ذات کو احاطہ کئے ہوئے ہیں عنان کو کھینچ لینا افضل ہے۔

اس وقت کہ جب یہ احقر ان کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتا تھا ان کے سامنے "فایق" زمخشری پڑھتا تھا۔ ہر وقت اُن کے لفظ سے اقتباس کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک خط حضرت سلطان طمغاج خان کو لکھا اور ایک تیغ دندان ماہی (۱) بطور یادگار بھیجی اور ایک عذر نثر میں ان مختصر لفظوں میں لکھی کہ اگر عاقل دیکھے کہ اس ایک لفظ میں سو نامے درج ہیں۔ لکھا تھا کہ: دستہ ناتمام بھیجنے کا عذر یہ ہے کہ بندوں (رعایا، غلاموں) کو دستہ ہاتھ لگتا ہے لیکن تیغ و تلوار بادشاہوں کا کام ہے۔ اور یہ قطعہ سلطان ابراہیم کی مدح میں کہتا ہے۔ اگرچہ بحر عرب ہے لیکن نہایت استادانہ ہے۔

قطعہ۔ ترجمہ

خوش رہ، اے کہ تیرے عدل کا پیشہ دلوں کو شاد کرنا ہے — ہمارے دلوں پر بیداد کرنا زیادہ غم نہیں لاتا

تیری سخاوت نے دنیا کے ایوان میں آش (کھانا) رکھ دیا ہے — لالچ کو بدہضمی کی شکایت کی عادت ہوگئی ہے

تیرے حاسدوں کی عمر کے خرمن کو اگر آسماں نے برباد کردیا — آسمان کی عادت ہی خرمنوں کو برباد کرنے کی ہے

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ دندان ماہی کی تیغ کا ایک دستہ طمغاج خان کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا

"لباب الالباب، ج ۱ ص ۳۳۶ س ۱۶"

تیرے دشمن کو میں بندگی کی تعلیم دیتا تھا لیکن — وہ بہت کند ذہن تھا میں اُس کو ماہر نہ کر سکا

میں بادشاہ کا غلام ہُوں اپنی آزادی و حالت کے اعتبار سے لیکن — میں بہت ڈرا ہوا بیٹھا ہوں۔ کس چیز سے؟ آزاد کرنے سے

اور میں نے سُنا کہ دیہ ملوک نے اُس کے ملک کو دیوان سے علیحدہ قرار دے دیا تھا اور خراج اور کارِ بے اجرت اور شکار سے محفوظ رکھا۔ سمرقند۔ اس نے ایک قطعہ کہا۔ مجھے اُس کے تین شعر سے زیادہ یاد نہیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

بیت۔ ترجمہ

اے دنیا کے شاہ اور جہان کے بادشاہوں کے بادشاہ — تیرے بلند دربار کا ہر ایک غلام ہو گیا ہے

اور آخر میں کہتا ہے:

تیری سخاوت غلام کو سو شہر بخش دیگی (لیکن) — مخلوق کو یہ غم کہ ایک دیہات کیوں آزاد ہو گیا

(اس شعر میں اضداد کی رعایت رکھی ہے یعنی غلام اور آزاد، شہر اور دیہات)۔

اور اب تھوڑا سا اس کی رباعیات کے بارے میں بھی ذکر کرنا چاہیئے۔ سلطان ابراھیم بن الحسینؒ کی مدح میں کہتا ہے:

بیت۔ ترجمہ

تیری رائے سے ملک کا چہرہ سجاوٹ کرتا ہے — اور کان تیرے بادل کے ہاتھ سے سرمایہ کرتا ہے

تیری وہ چھتری جس کے سایہ میں آفتاب ہے — بجا ہے کہ آفتاب پر سایہ کرتا ہے

دیگر۔ ترجمہ

اے کہ تیرا وجود عالم کی پناہ بن گیا — آسمان کی پُشت تیرے عدل سے خم ہو گئی (۱)

تیری عمر میں سو محرم زیادہ ہو گئے پھر بھی — تیرے دشمن کی عمر محرم بن گئی

دیگر۔ ترجمہ

اے بادشاہ! سو عمریں عیش و طرب سے گزار — اور بدکار دشمن کے جگر سے تیر گزار

نہیں، نہیں تو کمان دشمن پر نہ کھینچ — یہ سخت کشی پھر اپنے دشمنوں پر چھوڑ دے

....

۱۔ طبع لیدن میں اس طرح ہے: بیشی کردن زعدل تو کم گشتہ؟!

متن از نسخہ چاپ تہران مصحح استاد نفیسی۔

دیگر۔ ترجمہ

قسمت سے میرے کان میں آواز آئی — اٹھ کہ ناز و نعمت کا وقت آگیا
آج جو بادشاہ کے در کی خاک پائی — تو میری پیشانی پر پھر چمک آگئی

اور جس وقت سلطان ابراھیم نے قرۃ عین پادشاہی قلج ارسلان خان کو اپنا ولی عہد بنایا اور سمرقند کے تخت پر بٹھایا تو اس رباعی سے اسکو مبارکباد دی:

رباعی۔ ترجمہ

خاقان جب حکومت اور قسمت کی فال پر بیٹھا — دین کے دشمنوں کے دل پر تحت رنج بیٹھا
اسکے قدم کی خاک کا دیو اور پری سرمہ لگاتے ہیں — جب بادشاہ کی آنکھ کی پتلی تحت پر بیٹھی

اور جب سلطان ابراھیم پروردگار کی جوار رحمت میں چلے گئے تو یہ رباعیات بطور مرثیہ کہیں:

بیت۔ ترجمہ

جب آنکھ کی پتلی نے دالان و ایوان دیکھے — جب تخت کو بغیر بادشاہ کے دیکھا تو بیقرار ہوگئی
بادشاہوں کا آفتاب اور اللہ تعالیٰ کا سایہ تھا — بغیر سایہ و آفتاب کے دنیا کو نہیں دیکھا جاسکتا

دیگر۔ رباعی۔ ترجمہ

اے بادشاہ تیرے قلعہ کا دروازہ بغیر دربان ہوگیا — اے بادشاہ تیرا سپاہی بغیر تلوار کے جاتا ہے
تیرے دروازے پر بازیابی خوشی نہیں بخشتی — اے شاہ اس روز سے کہ تیری بارگاہ اجڑ گئی

اور دیگر۔ رباعی۔ ترجمہ

اے شاہ! تیرے بلند دریچہ پر مجلس ہو — تیرے بغیر میرا دل خوشدلی سے عاری ہو
اے کہ تیرے در کی خاک میرے آنکھ کی مونس ہے — خاک میں اللہ کی رحمت تیری مونس ہو

قلج ارسلان خاقان کی مدح میں کہتا ہے:

رباعی۔ ترجمہ

اے بادشاہ تو شرع کے لئے تخت کمان ہے — لیکن تیرا تیر ہر بدبخت کا نشانہ ہے
تجھ سے پیشتر کہ خورشید پر تاج دیکھا — یا سارا جہاں ایک تخت پر جمع ہوگیا

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

ایک حسین میرے قتل کا پروانہ لایا پینے کے چشمہ میں وہ آبِ حیات رکھتا ہے
جب میرے آنسو کی بارش زیادہ ہوئی اس کے لعل لب پر شکر کی مانند مصری چھوٹ گئی

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

میں نے دل سے کہا: اس کا غصہ کب پہونچے گا دل لے جانے کے لئے اس کا فریب کب پہونچے گا
دل نے کہا: جو کچھ وہ تجھ سے طلب کرے تو دے جب تک خطہ نہ لائے اس کا حساب وار کب پہونچے گا

اور دیگر ۔ رباعی ترجمہ

وہ ظلم جو اس دل میں پیوست ہوگیا، وہ جائے اُس گھونگھروالے بالوں اور مست آنکھوں سے وہ جائے
آدمی چلنے سے رہ جائے اور تیرا غلام جس دن تجھے نہ دیکھے ہاتھوں سے نکل جائے

اور دیگر رباعی ۔ ترجمہ

ایسا کبھی ہو کہ تیرے واپس آنے کے چہرے سے کوئی رنگ دیکھوں تیرے واپس آنے کی امید سے
میں چکور کی مانند غم کے خس میں سر رکھے ہوئے ہوں لیکن ہمیشہ تیرے واپس آنے کی آزرو میں

اور دیگر رباعی ۔ ترجمہ

تیرے پھول کی پنکھڑی پر مشک سے تو زنجیر پر ہے[۱] تیرے چہرے کے سامنے آسمان کا چراغ تاریک ہے
تو قلم کی مانند ہے اور میں کاغذ کی طرح کہ اس طرح تیرا جانا میرے لئے جہان تاریک ہے

اور دیگر رباعی ۔ ترجمہ ۔

اے صبح کی ہوا تو عنبر سے بھر گئی ہے میں جانتا ہوں تو دلدار کے کوچہ جارہی ہے
اس کی گھنگریالی زلفوں میں ہمارا دل ہے دیکھو اُس جلے ہوئے (دل) کو ہماری طرف سے بہت پوچھنا

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

آخر اے صنم! صبح نے اِس کام میں کیا دیکھا؟ کہ اس نے لباس اپنا اور ہمارا پردہ پھاڑ دیا
جب فلک کے کان نے تیرے وصال کی اطلاع سنی آفتاب کے چشمہ سے مجھے امید ملی

....

۱ ۔ لباب چاپ تہران: از مشک بگبرگ تو بس زنجیرو است وغلط است

اور دیگر رباعی ۔ ترجمہ

ظلم میں تیری زلف ایام کی مانند کیوں ہے؟ تیرے وصل کی بات چاندی کی طرح خام کیوں ہے؟
اگر تیری نرگس (آنکھ) شکار نہیں کرتی اے پستہ جیسے دہن والے تیری آنکھ بادام جیسی کیوں ہے؟

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

تیری اچھی آنکھ مجھ جیسے بے چارے کی دشمن کیوں ہے؟ میرے ساتھ تیرے لب تیری زلف کیطرح بندھے ہوئے کیوں ہیں؟
تیرے کمان جیسے ابرو میرے حق میں اگر آسمان کی جفا نہیں ہے تو ملے ہوئے کیوں ہیں؟

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

میں نے کہا۔ اے سرو شانہ سرو اپنے ابرو کے کمان کیوجہ سے میرے ساتھ اپنی دو زلفوں کی طرح سراسر الجھا ہوا ہے
پلکوں کا تیر تانا اور مجھ پر مار کر کہا: دوسری مرتبہ بھی میرے ابرو کو کمان کہے گا؟

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

میں نے کہا (چہرے پر پاؤڈر) کس کیلئے لگایا ہے؟ محبوب غمگین ہوگیا اس بات سے اور بہت رویا
اس نے کہا۔ کہ میں اپنی زلف کی شام (سیاہی) سے بیزار ہوں اگرچہ میرے چہرے پر ایک لمحہ کے لئے صبح کا سپیدہ لگا

اور دیگر ۔ رباعی ۔ ترجمہ

ہر چند کہ مجھے تجھ سے خوشی زیادہ نہیں ملتی لیکن تیرا غم بھی میرے لئے ایک لمحہ کا نہیں ہے
سبحان اللہ! بہت سے ہزاروں دل لے گیا پھر بھی کہتا ہے کہ میرے پاس کسی کا دل نہیں ہے

ایک روز حکیم شمسی اعرج ان کی خدمت میں آئے لیکن باریابی نہ ہوئی۔ انہوں نے یہ قطعہ کہا اور بھیج دیا:

قطعہ ۔ ترجمہ

صدر الشریعہ نے اپنے پاس مجھے باریابی نہیں دی اس لئے کہ جان ہے اور جان بوجھ سے دور رہتی ہے
میرا چہرہ چشم بد کی مانند ہوگیا اس وجہ سے بہتر تھا چشم بد ایسے بڑے صدر سے دور رہے

maablib.org

صدر الشریعہ برہان الاسلام نے جواب لکھا:

مجابات (قبول کیا گیا) ترجمہ

شمسی ! تیرے اتنے شعر و بغل میں کہ میں فصل بہار اور خزاں میں اس سے دُور رہوں میں خود بارگاہ کا عزیز نہیں ہوں، رزق لینے والا کیا گائے بہتر نہیں ہے کہ اشیائے خوردنی سے دُور رہے اور آخری مصرع اس ملک میں مثل کے طور پر کہا جاتا ہے: گاو ازکفہ دُور یعنی گائے کھلیان سے دُور رہے۔ اس شعر میں ایہام لطیف اور عُمدہ تضمین کی ہے اُس کے فضل کا کمال اس کی آرائش سے بے پروا ہے۔ پھر بھی زینت کتاب کے لئے موتیوں میں سے ایک موتی اور چند اشعار اس کے اشعار سے تحریر کئے گئے۔

"لباب الالباب، ج ا ص ۱۶۹ تا ص ۱۷۱" ص ۵۱ س ۲۱

اُس کا بیٹا نظام الدین محمد بن عمر کہ عوفی ۔۔۔ الخ

عوفی لکھتا ہے الصدر الاجل نظام الملة والدین محمد بن عمر مسعود اُس درجہ کا موتی اور اُس بُرج کا دروازہ اور اُس درخت کا پھل اور اُس باپ کا بیٹا تھا ایک جوان کہ ہنر میں بوڑھے آسمان نے اُس جیسا جوان پیدا نہیں کیا تھا اور ایام نے زمانوں کے دوران اپنے بیٹوں میں سے اپنا جیسا نہ پالا تھا فتویٰ کی مشکلات کے دقایق میں بڑے بڑے مشائخ پر فوقیت رکھتا تھا اور فضائل کے میدان میں سابق افضل سواروں میں اور علوم حساب و جومیٹری اور الجبرے کے دقیق نکات میں کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اقلیدس کی مشکلات کے حل میں افلاطون بھی اس کے سامنے عاجز رہ جاتا۔ اس تمام فضل و ہُنر کے باوجود روزگار سے بدنصیب، باپ کی دولت سے بے فیض تھا اور ایام ہمیشہ اُس کے عیش کے پیالہ کو نامُرادی کی کدورت سے مُکدّر رکھتے اور ایک گھڑی بھی اُس کو آسائش میّسر نہ آتی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ برہان اسلام اور اُس کے اہلِ خانہ کے درمیان علیحدگی ہوگئی تھی اور انہوں نے معارف سادات سے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ برہان اسلام کا اس عورت سے ایک دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور وہ عورت باپ کے سامنے (پہلے) بیٹے کی بُرائیاں کرتی تھی۔ برہان اسلام کے دل میں یہ بُرائیاں بیٹھ گئیں اور وہ بیٹے کو تکلیف دیتا تھا اور بات یہاں تک پہونچی کہ وہ اِس بیٹے سے بیزار ہوگیا اور اس سلسلہ میں عربی میں ایک قطعہ

یہ دو شعر اُس کے آخر کے ہیں:

قولی لمن یرنو یرنو الیك عن الرضا زان ---- نظراً بعین الارمد
ان کنت تظلمنی بفعل مذمم فلقد ظلمت لاجلك اسم محمد

اور نظام بھی ان ارادوں کی ترکیب جانتا تھا۔ آخر کار موقع کا انتظار کرنے لگا۔ ایک موقع پر کہ برہان اسلام موجود نہ تھا اور اُس کے گھر والے ایک گاؤں گئے ہوئے تھے، گھر میں گیا، اپنی سوتیلی ماں کے زیور کا صندوقچہ لیا اور اس میں سے سارے زیوارت نکال لئے اور ایک مخروط چیز بنائی اور وہاں یہ شعر لکھے:

ترجمہ

عاقل، آسمان کی جفا سے پھر گیا جو کوئی بُرائی دیکھے وہ خود میں دیکھے
اس واقعہ کو اگر چہ پسند نہ کرے وہ شخص جو عقل کی آنکھ سے دیکھے
سودھار (والی چیز) اُس کی داڑھی میں جو برا کہے سو ---- اس کی ---- میں جو برا دیکھے

اور جب یہ کام کرچکا بخارا سے نکلا اور مرو گیا اور وہاں سے ایک خط لکھا اور اپنی سوتیلی ماں کی ہجو لکھی اُن میں سے ایک یہ ہے:

تو ہمیشہ اپنے حسُن کی ڈینگیں مارتی ہے ہر کسی کے ساتھ تانا بانا کرتی ہے
در درج زر از غایت روزی مندی سونا مانگتی ہے اور لعل حاصل کرتی ہے

اُس کے بعد آموی کے حاکم قمرالدین نے اُس سے استدعا کی اور وہ آموی چلا گیا اور ایک مدت تک وہاں رہا۔ اس وقت تک کہ اس کتاب کا مؤلف مرو سے واپس بخارا جارہا تھا۔ آموی میں چند روز اُس کی خدمت میں آیا اور کئی خط لکھے اُن میں سے ایک خط میں ایک قطعہ لکھا تھا جو یہ ہے۔

نظم ---- ترجمہ

آفرین تیرے در کی خاک پر جو میری آنکھ کا سُرمہ ہے میرے بھاگے ہُوئے دل کا زیادہ قرار ہے
ٹھیک ہو جائے، اگر تو میرے دل کا حال دیکھے آگے سے ناف تک میرا پھٹا ہوا لباس
تیری دُوری کے بوجھ سے ایک ایک ماہ گزرتا ہے کہ میرا جھکا ہوا قد سیدھا نہیں ہوتا

maablib.org

اگر تجھ کو خبر لگ جائے تو مجھ کو سینہ کے سوز سے یاد کرو گے — میرے ٹپکے ہوئے دل کا خون میری آنسوؤں سے
دیکھ کہ تیرے ہجر سے کتنا پریشان ہو گیا — میرے آرام پائے ہوئے کاروبار اور حالت کا نظام
اپنے خط کے سرمہ سے میری آنکھ کو دریافت کر — کہ تیرے جمال کے بغیر میری آنکھ کا نور تاریک ہے
اب بندہ سے مزید نہ پوچھ کہ اب کہاں ہوں — میں غم رسیدہ، مصیبت زدہ، بے وطن و بے یار و مددگار
خوشی کے وقت میرے ٹوٹے ہوئے گھر سے — انبساط کے وقت میرے جدا کئے ہوئے دوستوں سے
اپنی عنایت سے مجھ کو ایک بار جلدی خبر دو — میرے ان دو معصوم جگر گوشوں کی

اور جب یہ خطوط میں بخارا لے گیا اور مولانا برہان اسلام کی خدمت میں اس کی واضح معذرت کو بیان کیا تو وہ رضا مند ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے خط لکھا اور اس میں استدعا کی اور ان کے دل کے نتائج کی چند رباعیاں اس مجموعہ میں پیش کرتے ہیں۔ بھینگے معشوق کے لئے کہتا ہے:

رباعی۔ ترجمہ

اگر پریشانی سے دل کو رنجیدہ کیا — تیری آنکھ نے ٹیڑھا کیا، اے رشک پری
چونکہ تو راہ راست پر آگیا میں نہیں چھوڑونگا — تاکہ تو ہم کو مزید ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے

رباعی۔ ترجمہ

سوائے جفا و جور کی جانب تو دیکھتا ہے — میرے رنج و غم کی وجہ سے تو راحت نہیں پاتا
مجھ سے کہا کہ تو کہتا ہے تیرا سر اٹھاؤں — بس، ہاتھ کو ہلکا رکھ، میری مہربانی پائیگا

اور دیگر۔ ترجمہ

شفق کا رنگ ہمارے سرخ آنسو سے ہے — صبح صادق ہماری بے خوابی کی گواہ ہے
آنکھ سے پانی کی بجائے خون برساتا ہوں — یہ بھی تیرے نزدیک ہماری بغیر پانی کی دلیل ہے

اور یہ بھی ان سے سنی گئی ہے۔ سہل ممتنع ہے۔

اور۔ دیگر۔ ترجمہ

تیری صورت کی جدائی میں مری آنکھ سے پانی نکلا — تیرے ہجر میں مری آنکھ سے سرخ خون نکلا
کل رات جب خون اور پانی کا نقصان دیکھا — سفید روز (صبح) تک مری آنکھ سے نیند گئی

۔۔۔۔ اور یہ رباعی اُس کی طبیعت کا نتیجہ ہے:

تو میرا دل لے گیا اور میرے کام کو نقصان پہونچایا اور اپنی بُری عادت سے مجھ کو سخت پریشان کیا
دل تیری کمر کی طرح بہت پیچ و تاب کھاتا رہا یہ کس کا انداز ہے جو تو نے سیکھا ہے

"لباب الالباب ج ۱ ص ۱۷۵ تا ۱۷۸"

ص ۲۰۷ س ۲: رضی الدین نیشاپوری

اس کا مختصر ترجمہ حاشیہ میں آیا ہے اور یہ اشعار اُس کے ہیں: ترجمہ

درد سے اُس کا جانا سیکڑوں دل جلاتا تھا شوق سے اُس کا آنا سیکڑوں جانیں جاتی تھیں
بادِ صبا جہاں کہیں بھی تیرے در کی خاک کا پتہ دیتی تھی میرا اُمیدوار دل اُس پتے کی طرف جاتا تھا
یہ سب تیری ہی دعا تھی جو کچھ میرے دل میں بھرتی تھی جو کچھ میری زبان سے جاتا تھا سب تیری تعریف تھی
میں نے اپنا پیامِ شوق ہَوا کے ہاتھ میں نہیں دیا، کیونکہ ہَوا
اس کی زلف کے عطر کے بوجھ سے بھاری چل رہی تھی
میری نشست سمرقند میں اور اس کی مہربانیوں سے تیری تعریفیں سارے جہاں کے گرد جاتی تھیں

اور دیگر ۔ ترجمہ

میں کوئی گلاب، کوئی سوسن یا سرو یا چاند نہیں جانتا تُو اس پریشان دل سے کیا چاہتا ہے میں نہیں جانتا
میں تجھ کو اپنے کام میں ایک لحظہ بھی دل سوزی نہیں دیکھتا تجھ کو اپنے درد سے ایک ذرہ بھی آگاہ نہیں جانتا
میں اس وجہ سے کرچھے میں مچھلی کی مانند ہوں اور چاند کی طرح کمی میں
کہ میں تیرے چہرے جیسا چاند سے مچھلی تک نہیں جانتا
ہر شخص تیرے واسطے علاج سوچتا ہے اور میں بھی سوزِ دل اور صبح کی آہ و زاری کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

اور دیگر ۔ ترجمہ

آنکھ پر دل سے خون کا قافلہ بہت گزرتا ہے تاکہ ایک لحظہ کے لئے تیرے ہجر سے باہر نکلے
میری راتوں کا حال مجھ جیسا ہی جانتا ہے اور بس تو کیا جانے جلے ہُوئے لوگوں کی شب کیسے گزرتی ہے
تیرے حُسن کے دور میں عشق جہاں کہیں بھی جائے سب کی جان کباب اور دل خُون سے بھرا گزریگا
کشتی میں اپنی بات اس وجہ سے لکھ دیتا ہوں تاکہ شاید کسی روز مبارک ہاتھ پر گزرے

رباعی۔ ترجمہ

تیرے غم کی راہ میں آخر کب تک دوڑتا رہوں   اور آنسو سے اپنا رخسار کب تک دھوتا رہوں
اگر لوگ مجھ سے پوچھیں اتنی دوڑ دھوپ کے بعد   یار سے تو نے کیا پایا؟ آخر میں کیا کہوں؟

اور دیگر۔ ترجمہ

اگر میرے سر پر آسمان سے آگ برسے   ممکن نہیں کہ دل تجھے چھوڑ دے
آخر ایک دن تیرے دل پر گزر کرے گا   کہ یہ جلا ہوا دل ہماری ضرورت رکھتا ہے

اور دیگر۔ ترجمہ

ہر آدھی رات کو تیرا درد بیدار کرتا ہے   اور تیرا خیال میرے دل میں کام کرتا ہے
اے بت! میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میرا دردِ دل   ایک روز اسی طرح سے شب کو تجھے گرفتار کرے

اور دیگر۔ ترجمہ

کل رات اے محبوب تیرے چہرے کی روشنی نے   صبح کا راستہ روکا ہم صبح تک مجلسِ غم میں تھے
صبر اور عقل اور تمام حریف چلے گئے   (صرف) میں رہ گیا اور آنکھ کا پانی اور آہِ سحر

اور دیگر۔ ترجمہ

ہر روز تیرے لئے ایک اور بڑا سکھانے والا آجاتا ہے   ہر لحہ تیری طرف سے میرے دل پر ایک اور غم
تو نے کہا کہ شہر سے چلا جا اگر ایسا درد ہے   میں خود ہی دو تین روز میں دنیا سے جاتا ہوں

اور دیگر۔ ترجمہ

اے دوست کل رات میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا   میں نے خواب میں تجھ کو آغوش میں لے لیا
تو بیداری میں مجھ کو یاد نہیں کرتا   میں سویا ہوا تجھ کو فراموش نہیں کرتا

اور دیگر۔ ترجمہ

اے محبوب! بادِ صبا نے تیری زلف کو ہٹ دیا ہے   تیرے عشق نے آنکھوں میں نیند کا راستہ روک دیا ہے
تیرے غم کے فراش نے تیرے ٹہلنے کی جگہ پر   لاکھوں آدمیوں کی آنکھوں سے پانی چھڑکا ہے

"انتخاب از "بتخانہ" تالیف ملا محمد صوفی مازندرانی"

نسخہ شمارہ ۱۲۰ کتابخانہ مجلسِ شورای ملی"

ص ۶۸ س ۱۲ : امام رکن الدین شہید
عوفی لکھتا ہے: مولانا رکن الدین مسعود بن امام زادہؒ۔

وہ صدر کہ فضل کا آسمان اُس سے قائم تھا اور اُس کی بزرگی کا شہرہ جہان کے چاروں طرف گونج رہا تھا، اس کے اشعار فصاحت کے گلوبند کا سبب اور اُس کے وعظ کی مجلس بلاغت کے جائے ظہور کی دلہن، جب منبر کی چوٹی پر اپنے دہن کے فوارہ سے شیریں بیانی کرتا تو حرارت والے عقیدت مندوں کے دل کی حرارت کو اس شربت سے تسکین دیتا اور جب نظریاتی موقف اور قیل و قال کے مقام جدال کا آغاز کرتا تو چھٹے آسمان کی ولایت طیلسان وقار کے قاضی کو سر سے گرا دیتا اور علم و بزرگی کے ان فنون کے باوجود ناسازگار روزگار نے اُس کے ساتھ وفا نہ کی اور اُس کی زندگی کی عمارت کو منہدم کر دیا اور وہ کفّارِ چین کی وجہ سے شہادت کی سعادت کو پہونچ گیا۔ اس سے زیادہ سخت واقعہ طوفانِ نوح کے بعد پیش نہیں آیا۔

بیت ۔ ترجمہ

نیک نامی سے چند روز دنیا میں گزارے وہ چلا گیا اور محنت اور رنج بطور یادگار چھوڑ گیا

اس صدر بزرگ کی دین و شریعت کی تصانیف مقبول ہیں اور قصہ یوسف کو لکھا ہے لیکن ابھی اُسے مکمل نہ کیا تھا کہ فضل کے مصر کے یوسف کو چاہِ وحشت میں پھینک دیا اور اس سے سننے میں آیا ہے:

نظم ۔ ترجمہ

جس روز تو اہلِ جہان پر قبضہ پالے تو نگاہ عاقبت کی طرف رکھ اور ہاتھ کو چھوٹا رکھ (یعنی ظلم نہ کر)

ستم کا ہاتھ دراز نہ کر اس قدر جان لے کہ اللہ نے مظلوم کی قبولیت کا دروازہ بند نہیں کیا

اور یہ دو رباعیاں اُس سے سننے میں آئی ہیں:

رباعی ۔ ترجمہ

تیرا خوبصورت چہرہ ایک شمع پروانہ نواز ہے تیرا لب مفرح ہے ، دیوانہ گداز ہے
اس وقت سے تیرے ، انتظار میں ہوں کہ رات چھوٹی ہے تو غمگین اور افسانہ دراز ہے

رباعی - ترجمہ

اے آسماں! مجھ کو عشق سے بیزاری دے — یا میرے یار کو کم آزاری کا پیشہ دے
اُس زیادہ بد اندیش کی فرقت میں مجھ کو — اے صبر، اگر تو مُردہ نہیں ہے تو مدد دے

اور دیگر - ترجمہ

ایک حوض ہے اس میں پانی اچھا اور ساکن ہے — حوض میں ایک کشتی، تار کول میں لپٹی ہوئی
اس میں ایک کشتی ران سیاہ رنگ کا — ایک جگہ پر بیٹھا اور جہان کو ماپ رہا ہے

"لباب الالباب ج ۱ ص ۱۸۱ و ۱۸۲"

اور علامہ مرحوم قزوینی نے اپنی تعلیقات بر لباب میں لکھا ہے کہ: امام فقیہ رکن الدین امام زادہ ماوراء النہر کے مشہور علماء میں سے ہیں اور فتح بخارا میں ۶۱۷ھ اپنے فرزند کے ہمراہ مغلوں کے لشکر کے ہاتھوں مارے گئے۔ "جہ" (تاریخ جہانگشای جوینی ج ۱ ص ۸۱) میں مغلوں کے لشکروں کا بخارا کی مسجد جامع میں داخل ہونا اور چنگیز خان کا منبر پر چڑھنا اور قرآن کے صندوقوں کو خالی کرنا اور گھوڑوں کے پیروں تلے کچلنا اور ائمہ و مشائخ اور علماء کو گھوڑوں اور اصطبل کی خدمت میں لگانے کی حکایت کے بعد لکھتا ہے:

"اس حالت میں امیر امام جلال الدین علی بن ابی الحسن الرندی جو ماوراء النہر کے سادات کے مقدم اور رہبر تھے انہوں نے امام عالم رکن الدین امام زادہ جو علمائے عالم کے فضلا میں سے تھے کی طرف منہ کیا اور کہا: یہ کیا حالت ہے؟ انہوں نے کہا خاموش رہ یہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی ہوا ہے جو چل رہی ہے۔ بات کہنے کا مقام نہیں ہے" اور مصنّف "جوامع الحکایات" میں اُن کو اپنے مشائخ میں شمار کرتا ہے۔

"لباب الالباب، ج ۱ ص ۲۲۹"

فہرستِ، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

الف

آل برہان، ۴۵ ، ۴۹ ، ۵۱ ، ۸۰

آل سامان : نو ، پندرہ ۲۷ ، ۷۸ ، ۷۹

آق شمس الدین، ۶۳

ائمة اسمعیلیة ، ۲۹

آئمة شارستانی، ایک، ۶۵

ائمة عقیلی، ۶۲ ، ۶۴ ،

ابان بن عثمان بن عفان (ابو سعید)
۱۹ ، ۲۰

ابراهیم بن اسمعیل الصفار (ابو اسحاق)
۲۱

ابراهیم بن الحسن (سلطان) ۸۱ ، ۸۲ ،

ابراهیم بن نصر (طفقاج کبیر) ۷۴

ابن الأثیر (مبارک بن محمد الجزری الشافعی)
۶ ، ۵۷ ، ۷۳

ابن البلخی، ۱۸

ابن مسعود، رک : عبد اللّٰه بن مسعود،

ابن الندیم، ۱۸

ابو احمد اسکاف، ۲۳

ابو ایوب انصاری (خالد بن یزید) ۶۴

ابوبکر اسحاق ، رک : محمد بن ابی

اسحق ابراہیم، ٦٦

ابو بکر اسکاف (خواجه پاره دوز،
محمد بن احمد) ۲۲ ، ۳۸ ، ۳۹

ابو بکر الاعمش، ۲۲

ابو بکر حامد (محمد بن حامد ۶۴ ،
۶۵ ، ٦٦

ابو بکر ریغد مونی، ۷۴

ابوبکر سعد (احمد بن سعد) ۲۸ ،
۲۹ ، ۳۰ ، ۴۴ ، ۶۵

ابو بکر صدیق ، ۱٦

ابو بکر طرخان (عبد اللّٰه بن محمد
بن علی)، ۱۲ ، ۵۴ ، ۵۵ ، ۵٦ ،
۶۱ ، ۶۲ ، ۶۵

ابو بکر فضل (محمد بن الفضل بن
جعفر البخاری)، ۲۸ ، ۲۹ ،
۳۰ ، ۳۳ ، ۳٦ ، ۶۵ ، ۷۷ ، ۸۷

ابو ثابت قاضی، ۵۱

ابو جعفر طوسی، ۱۱

ابو جعفر هندوانی (محمد بن عبد اللّٰه)
، ۳۹

ابو الحسن اسمٰعیلی (علی بن احمد

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

بن محمد)، ۲۹، ۳۰
ابو الحسن دیلمی، ۳۹
ابوالحسن رستغفنی (علی بن سعید)
۱۱
ابو حنیفہ (نعمان بن ثابت)، ۵، ۸،
۱۳، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۵۲
ابو حفص صغیر (ابو عبد اللہ محمد
بن احمد، سفکردری)، ۲۱، ۲۲
او حفص کبیر (احمد بن حفص بن
الزبرقان البخاری)، ایک، دو، ۱۸
، ۱۹، ۲۳، ۳۷، ۶۹، ۷۷
ابوزیددبوسی (عبیداللہبن عمر بن عیسی)
، ۱۲، ۵۷
ابو سلیمان جوز جانی، ۱۸
ابو عبد اللہ خیز اخزی، ۴۵
ابو القاسم حکیم، ۱۱
ابو القاسم شہید سمر قندی، ۵۹
ابو القاسم عقیلی (شرف الدین)، ۶۳، ۶۴
ابو المعالی (امام خطیب ـــ)، ۶۲
ابو منصور ماتریدی، ۱۱
ابو النجیب سہروردی، ۷۱
ابو ہریرہ (عبد شمس بن صخر)، ۷،
۸، ۹
ابو یوسف قاضی، ۵۳
ابو یوسف ہمدانی، ۶۶، ۶۷، ۶۸
احمد بن ابی طاہر اسفراینی شافعی
(ابو حامد)، ۸
احمدبن اسمعیل سامانی (ابونصر) ۲۶
احمد بن سامان، ۲۶
احمدبن عبدالعزیزبن مازہ (تاج الاسلام)
۴۸، ۵۰
احمد بن الفضل بن موسیٰ المذکر
الجندی (ابو نصر)، ۳۸
احمد بن محمد (ابوبکر الاسمعیلی ـــ) ۲۹
احمد بن محمد بن محمد بن اسمعیل (امام
رئیس ابو بکر ـــ)، ۳۵
احمد بن محمود (معین الفقراء) ایک
چھ، سولہ، ۱۶
احمد پاشا اتمچکی زادہ، ۶۳
ادوارد براون، ۴۹، ۵۰
ارسلان خان غازی (محمدبن سلیمان)
۳۸، ۶۰، ۷۴
اسباط بن الیسع، ۵
اسحاق بن احمدسامانی (ابویعقوب) ۲۶

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

اسمٰعیل بن احمد بن سامان (امیر ابوابراهیم)
، پندره، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۳۶
اسمٰعیل بن عیینة ، ۲۶
اسمٰعیل مستملی (ابو ابراهیم)، ۵۷
اسمٰعیل بن نصر صفار (ابو ابراهیم، ۲۰
اسمٰعیل بن نوح بن منصور، ۷۸ ، ۷۹
اسمٰعیل پاشای بغدادی، ۴۳ ، ۴۸ ،
۵۳ ، ۶۸
اصطخری، نو
اعتضاد السطنة (علیقلی میرزا)، چار
افتخار جهان، ۵۰
افلاطون، ۸۵
اقلیدس، ۸۵
البتکین، ۵۰
ام عمرو، ۱۹
امام بکر خواهر زاده (محمد بن
حسین البخاری) ۴۹ ، ۵۱
امامزاده (شیخ الاسلام، رکن الدین
محمدبن ابی بکر المفتی البخاری)
، ۷ ، ۶۸
امام زرنگر (سید ---) ۱۲
امام فخر الدین، ۶۳
امیر تیمور، ۳۸
امیر شمس الدین، ۳۲ ، ۳۳
انوشیروان، ۲۵
اولجایتو (سلطان خدا بنده)، ۵۱
اهبان بن اوس الاسلمی (ابو عقبه)، ۱۶
ایرج افشار، تین
ایوب پیغمبر، ۴ ، ۵ ، ۶ ، ۲۳
(ب)
بابا مبارک چهار طاقی، ایک، ۷۵
بارتولد، چھ
بخار خداة ، ۲۸
بدر الدین شهید، ۳۷
بدر الدین میدانی، ۷۵
بدر الدین ورسکی (عمر بن عبد الکریم
۶۹
بدیع الدین (قاضی امام---)، ۵۸
برهان الائمه ، ۴۵ ، ۴۸ ، ۶۳
برهان الدین ارشدی، ۵۶
برهان الدین خرفغنوی، ۵۶
برهان الشریعه (محمود بن صدر
الشریعه ، ۲۴ ، ۲۵
بریدة بن الخصیب الا سلمی، ۶

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

بکر بن محمد زر نجری (امام ابو الفضل ـــ)، ۵۲
بلعمی، ۴۹
بنی اسد، گیارہ،
بنی اسرائیل، ۵
بنی امیہ، ۱۱
بنی سلیم، ۲۶
بنی مازہ، ۴۹
بو ابراہیم، گیارہ
بہرام چوبین، ۲۵
بیہقی (ابوبکر، احمد بن الحسین)، ۷

(ت)

تاج الاسلام حمزہ، ۵۸
تاج الدین ستاجی، ۳۰، ۳۳، ۷۱
تاج الدین المصدر (ابو عبد اللہ محمد ابن محمد)، ۵۵
تاج الشریعہ (عمر بن صدر الشریعہ) ۲۴
ترکان خاتون، ۲۰، ۵۱
ترکان قرلق، ۴۹
تقی الدین اوحدی، ۴۰
تقی الدین کاشی، ۴۹

(ث)

ثناء الملۃ بن ضیاء الحق، چار

(ج)

جار اللہ، رک : زمخشری،
جامی (نور الدین، عبد الرحمٰن)، ۴۱
جبرئیل، ۲، ۳
جریر بن عثمان، ۲۶
جعفر خلدی کردری (شیخ، ابو محمد) ۷۲، ۷۳
جغری خان بن حسن تکین، ۴۹
جلال الدین (مولانا ـــ)، ۴۳
جلال الدین (خاوند ـــ)، ۴۳
جلال الدین الخلف البخاری، ۶۶
جلال الدین علی بن ابی الحسن الرندی، ۹۱
جمال الدین ستاحی، ۳۱، ۳۲، ۳۳
جمال الدین محبوبی، ۲۳، ۲۴، ۳۵، ۵۳
جندب بن عمر الدوسی، ۱۹

(چ)

چنگیز خان، ۳۱، ۳۹، ۴۲، ۷۵، ۹۱

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

(ح)

حاجی خلیفہ، ۶۹

حاشد بن عبد ا للہ الصوفی (ابو عبد اللہ)، ۳۳

حافظ الدین کبیر (علاءالدین محمد قلانسی)، ۵۵، ۵۶

حافظ غنجار (ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابن محمد بن سلیمان کامل البخاری الوراق)، ۵، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۳

حافظ نسائی (ابوعبدالرحمٰن، احمد ابن شعیب)، ۷

حجاج بن یوسف، ۲

حذیفۃ بن الیمان، ۳

حسام الدین، (صدر شہید، ۱۲، ۲۳

حسام الدین اخسیکتی، ۵۹

حسام الدین اصیلی، ۵۸

حسام الدین بن تاج الدین محمد مصدر، ۵۵، ۵۶

حسن اندقی (ابو محمد)، ۳۵، ۶۷، ۶۸

حسن بصری (ابو سعید)، ۴

حسن بلغاری (شیخ ـــ)، ۲۵، ۷۱

حسین سوفاعی، ۳۵

حلیم الدین دیمونی (ابو مجمد)، ۷۰

حماد بن ابراهیم الصفار (ابوحامد)، ۲۱

حمزۂ علوی، ۷۳

حمید الدین شاشی، ۶۲

(خ)

خانوادۂ خواجگان، ۳۹

خشویۂ، د و

خطیب الفخریۃ (ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب الشافعی)، ۷

خلف بن ایوب العامری (ابو سعید)، ۲۲

خواجگان نقشبندی، د و

خواجۂ اولیاء کلان، ۳۵، ۳۶، ۷۱، ۷۲

خواجۂ پارسا (محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخار)، د و، ۱۷

خواجۂ پارہ دوز، رک :ابوبکر اسکاف

خواجۂ جندی، رک : احمد بن الفضل

خواحۂ دہ نیاز، ۳۵

خواجۂ زکی، ۷۲

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

خواجۂ سراجکان، ۳۹
خواجۂ سلیمان ۳۵
خواجۂ سو کمان، ۴۲
خواجۂ غریب بخاری، ۴۱، ۴۲
خواجۂ قوط، ۴۳
خواجۂ نمد پوش (حسن بن یوسف البخاری السامانی)، ۵۸، ۶۰، ۶۱
خوارزمشاہ (سلطان علاء الدین محمد ۵۱

(د)

دھقان سغدی، ۶۰
دولابی (ابوبشر محمد بن احمد بن حماد ۴، ۹

(ر)

رضی الدین نیشا پوری، ۴۰، ۴۳، ۸۸، ۸۹
رکن الدین شہید (امامزادۂ بخاری)، ۶۸، ۹۰، ۹۱
روح الدین شیخ داود، ۴۳
رود کی، ۴۹

(ز)

زاھد درواز جکی، ۶۳
زاھد علاء (علاء الدین ابوعبد اللہ)، ۵۵
زاھدی (نجم الدین ابی الرجاء مختار ابن محمود)، ۸، ۹، ۱۳
زمخشری جارا اللہ العلامہ، ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر)، ۲، ۱۳، ۴۸، ۸۰
زوزن (قاضی امام ـــ) ۵۸

(س)

سالار حج، ۳۳
سامانیہ (سامانیان)، پندرہ، ۲۵، ۲۷
سپہسالار قزوینی (حاجی میرزا حسینخان)، چار
سبحستانی (ابوداود سلیمان بن اشعث ۷
سدید الدین امامزادہ، ۶۸
سدید الدین خوارزمی، ۴۳
سراج الدین اصیلی، ۵۸
سراج الدین خلوتی، ۳۹
سعد الدین مسعود غجدوانی، ۵۶
سعید نفیسی، پانچ، ۴۶، ۸۱
سفیان ثوری، ۴۳

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

سفیان بن عیینہ (ابو محمد)، ۲٦

سلسلۂ خواجگان، پانچ،

سلیمان بن عبد الملک ، ۲

سلیمان شاہ، ۷۰

سمعانی، (تاج الا سلام ابو سعد عبد الکریم)، ۱۱ ، ۱۹ ، ۲۰ ، ٦٦

سنجر بن ملکشاہ (ناصر الدین ابو الحارث احمد)، ۲۱ ، ۳۸ ، ۳۹ ، ۷۴

سوزنی سمر قندی، ۳۹

سید ابو الحسن، ۷۳

سید پابند (ابو الحسن ہمدانی) ۷۲

سیف اسفرنگی، ٦۴

سیف الدین باخرزی (شیخ العالم ابو المعالی سعید بن مطہر)، دو، ۳۰ ، ۳۱ ، ۳۲ ، ٦۱ ، ٦۵ ، ٦۸

سیف الدین ستاجی، ۳۰

(ش)

شافعی (امام۔۔) ۱۸ ، ۵۸

شاہ فخر الدین ستاجی، ۳۳

شرف الدین ستاجی، ۳۳

شرف الدین عبد الرحمٰن ۵۴

شر قدونی (ابی عبد اللہ محمد بن فضل) ، ٦۹

شعبی (قاضی امام ابو جعفر محمد بن عمر)، ۱۲ ، ۵۷

شمس الائمۂ حلوائی (ابو محمد عبد العزیز بن احمد)، ۳۵ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۴ ، ۵۷

شمس الائمۂ سرخسی (ابو بکر محمد بن احمد) ۵۲

شمس الائمۂ کردری، ۳۱ ، ۳۲ ۳٦ ، ۳۷ ، ۵۹ ، ۷۵

شمس الدین خرد، ۴۳

شمس الدین کلان، ۴۳

شمس الدین محبوبی (احمد بن جمال الدین، صدر الشریعۂ اول) ، ۲۳

شمس الملک رک : نصر بن ابراہیم

شمسی اعرج (حکیم۔۔۔) ۸۴ ، ۸۵

شیبانی (امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد دمشقی)، ۸ ، ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۵۷ ، ٦۳ ، ٦۴

شیخ شب بیدار، ۲۰

شیخ العالم، رک : سیف الدین باخرزی

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

شیخ نور الدین، ۶۲

(ص)

صالح بن محمد سجاری (ابو شعیب)، ۴۴

صاین الدین (امام ـــ)، ۴۱

صدر الاسلام (ابو الیسر یزدوی)، ۶۳

صدر جہان بخاری، ۵۱

صدر الدین ستاجی، ۳۳

صدر الدین عینی، ۳۱، ۳۶، ۶۱

صدر الشریعہ، ۲۳، ۲۴، ۵۴

صفاریہ، ۲۰

صفی الدین اردبیلی، نو

صنیع الدولہ (محمد حسنخان، اعتماد السلطنہ) تین، چار

صوفی مازندرانی (ملا محمد)، ۸۹

(ط)

طاہر (ذو الیمینین)، پندرہ

طاہر (مولانا ـــ) ۳۶

طفقاج خان (ابو المظفر عماد الدولہ ابراہیم بن نصر)، ۲۰، ۶۴

(ع)

عایشۃ، ۱۹

عبادۃ بن الصامت، ۲۴، ۵۴

عباس قمی (حاج شیخ ـــ)، ۱۱

عبدالخالق، غجدوانی (خواجۂ خواجگان)، تین، پانچ، ۳۶، ۶۱

عبد الرحمن بخاری، ۶۹

عبد الرحیم بن احمد الشارستانی (رکن الدین)، ۶۶

عبد الرحیم کرمینکی، ۶۵

عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز بن مازہ، ۴۹، ۵۰

عبد العزیز بن مازہ، (برہان الدین کبیر)، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۹

عبد الکریم بن ابی حنیفۃ الاندقی، ۳۵

عبد اللہ برقی، ۱۲، ۶۶

عبد اللہ بن زبیر، ۱۹

عبد اللہ بن عباس بن عبد المطب (ابو العباس)، ۱۹

عبد اللہ بن مبارک (ابو عبد الرحمٰن)، ۵، ۲۱، ۲۲

عبد اللہ بن محمد بن یقعوب بن الحارث السبذمونی (ابو محمد)،

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

۳۶ ، ۵۴

عبد اللہ بن مسعود، (ابو عبد الرحمٰن)
۹۰

عبد اللہ سبذمونی (ابو محمد)، ۱۹ ، ۳۶

عبد الملک بن مروان، ۲ ، ۱۹

عبد الملک بن نوح بن نصر سامانی
(ابو الفوارس)، ۲۷

عبد الملک شافعی، ۵۱

عبد الواحد شہید (قاضی امام ــ) ۲۰

عبیداللہ بن مسعود (صدرالشریعہ) ۲۴

عتبہ بن غزوان، ۷۰

عتبی (ابو النصر محمد بن عبد الجبار)
۷۰

عثمان بن ابراھیم فضلی (ابو عمرو)،
۲۹

عثمان بن عفان، ۱۹

عثمان بن مظعون (ابو السائب)، ۹

عزیز الاسلام، ۵۰

عطار نیشا بوری (فرید الدین)، ۷۳

عقیل بن ابیطالب (ابو یذیر)، ۶۲

عقیلی (شمس الدین احمد)، ۶۴

علی بن ابی بکر المرغینانی (شیخ
الاسلام، برہان الدین)، ۶۸

علی بخاری، ۶۱

علی بن ابیطالب، ۱۹ ، ۲۶ ، ۵۲ ،
۶۲ ، ۷۲

علی بن منصور بن شعیب الاستاذ، ۴۴

علیخان حاکم، نو

علی سغدی (قاضی امام، ابو الحسن)،
۵۳

عماد کاتب، ۴۹

عمر بن خطاب ، ۱۳ ، ۱۶ ، ۴۷ ، ۷۰

عمر بن عبد العزیز (امام شہید،
حسام الدین)، ۴۷ ، تا، ۵۰

عمر بن محمد بن عمر العقیلی
(مولانا شرف الدین ابو حفص) ۶۳

عمر بن مسعود بن احمد بن عبد
العزیز (برہان الاسلام، تاج
الدین، صدر الشر یعہ)، ۵۱ ،
۷۹ ، ۸۴ ، تا ۸۸

عمر غازی ریغد مونی، ۷۴

عمر نسفی (نجم الدین، (ابو حفص)،
۴۸ ، ۶۳

عوفی (سدید الدین محمد)، ۴۸ ،

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

۵۰، ۵۱، ۶۰، ۶۶، ۶۸، ۸۰، ۸۵

عیاضی، ۱۱

عیسیٰ بن موسیٰ التیمی الغنجار، ۲۸، ۶۹

(غ)

غزالی (ابو حامد محمد بن محمد)، ۱۳

غطریف بن عطاء، چودہ، ۲۹

(ف)

فخر الاسلام بزدوی، (ابو الحسن علی ابن محمد)، ۵۲

فخر الدین رازی (ابو عبد اللہ محمد بن عمر)، ۶۹

فخر الدین علی صفی، ۶۶، ۶۳

فرید وجدی، ۲۶

(ق)

قاضی خان (حسن بن منصور بن محمود، ۵۹، ۶۰، ۶۹

قتیبۃ (ابو حفص مسلم بن عمر بن الحصین الباہلی)، ۲

قدوری (ابو الحسین احمد بن محمد بن جعفر بن حمدان)، ۸، ۹

قرا خطائیان، ۴۹، ۵۱

قریش، ۶۲

قزوینی (میرزا (محمد خان)، ۴۹، ۹۱

قضاۃ سبعۃ، ۵۶، ۵۸

قلج ارسلان خان (عثمان)، ۵۱، ۸۲

قلج طمغاج (ابراہیم بن الحسین)، ۵۱، ۸۰

قمر الدین (ملک آموی)، ۸۶

قنبر علی بن عباس افشار ارومیہ، نو

(ک)

کعب الاحبار (ابو اسحق کعب بن ماتع) ۱۶

کعب بن سعید العامری، ۲۳

کلابادی (ابوبکر محمد بن ابی اسحق ابراہیم بن یعقوب)، ۳۸، ۶۱، ۶۵، ۶۶، ۶۶، ۶۲

کمال الدین ستاجی، ۳۳

(گ)

گلچین معانی (احمد)، آٹھ

گلریز (خواجہ ـــ)، ۶۵

گور خان خطایی، ۴۹، ۵۰

(م)

مار گولیوث، ۲۰

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

مجاشع بن مسعود، ۷۰

مجیر الدین، ۶۳

محمد باقر (امام ـــ) ۱۱

محمد بن ابی حفص البخاری (ابو عبد اللہ)، ۱۹

محمد بن احمد بن عبد العزیز (صدر جہان)، ۵۰

محمد بن احمد العتابی (ابو بکر)، ۶۴

محمد بن احمد بن عمر البخاری (ابوبکر ظہیر الدین)، ۵۸

محمد بن احمد النسوی، ۵۱

محمد بن اسمعیل بن بزیع، ۱۱

محمد بن حنفیہ، ۱۹

محمد بن عبد الرحیم الشارستانی (جمال الدین) ۶۶

محمد بن عبد العزیز بن عمر (سیف الدین صدر جہان) ۵۱

محمد بن عبد اللہ ص (محمد، رسول اللہ، پیغمبر، نبی، مصطفیٰ، حضرت رسالت، پیغمبر اسلام)، چار، ۱، ۳، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۹، ۲۳، ۲۴، ۲۹، ۳۲، ۴۴، ۵۲، ۵۷، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۸، ۷۳

محمد بن عمر (نظام الدین)، ۵۱، ۸۵، تا ۸۸

محمد بن عمر بن عبد العزیز، ۳۶، ۴۹

محمد بن محمد بن ابراهیم البصیر المیدانی، البخاری، ۳۵

محمد بن محمد بن نصر البخاری (حافظ الدین الکبیر)، ۵۵

محمدبن محمد الشارستانی (فخر الدین)، ۶۶

محمد بن محمد القزوینی (مولانا سراج الدین)، ۶۶

محمد بن مقاتل الرازی، ۲۲

محمد بن واسع، الازدی (زین القراء)، ۱۶

محمد ثانی (سلطان ـــ)، ۶۳

محمد حسن بن جعفر القمی، چار

محمد حلاج (شیخ ـــ)، ۷۴

محمد شفیع بن ملا نظر محمد، چار

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

محمد زفر بن عمر، ۵۰

محمد طالوت، دو

محمد معین، ۵۳، ۶۲، ۶۳

محمود بن احمد بن عبد العزیز
(حسام الدین)، ۴۸، ۵۰

محمود سنبوسة بز (شیخ ـــ)، ۳۹

محمود غزنوی، ۴۹

محیی الدین بن شرف النووی (ابی زکریا)
، ۶

مرغینانی، ۲۳

مسیح، چار

مصلحت الدین (شیخ ـــ)، ۳۱

مظہر الدین (خاوند ـــ) ۴۳

مظفر (امام واعظ، مولانا ـــ)، ۳۵

معاویہ، ۶۲

معصوم علیشاہ، سولہ

مغان، ۳، ۴

مغول، ۵۱

مقدسی، ۴

مکحولی نسفی (ابو المعین میمون
بن محمد)، ۲۱

ملا سلطان بن ملا صابر بخاری، پانچ

ملک الاسلام، ۵۰

ملک الموت، ۳۹

ملکشاہ سلجوقی، ۲۰

ملوک خانیہ، ۲۰

منصور بن محمد سمعانی، ۵۷

منصور بن نوح بن منصور (ابو الحارث)
۲۷

منصور بن نوح بن نصر (ابوصالح) ۲۷

مہدی عباس، ۴۳

(ن)

ناصر الدین امامزادہ، ۶۹

ناصر الدین بخاری، پانچ

الناصر لدین اللہ، ۵۱

نجم الدین اتراری، ۵۶

نجم الدین غجدوانی، ۵۶

نجم الدین کبری، ۳۰، ۳۱، ۴۳

نرشخی (ابوبکر محمد بن جعفر)،
دو، تین، چار، پانچ، ۴، ۵۰

نسفی (ابوعلی)، ۳۵

نصاری، ۱۳

نصر بن ابراہیم (شمس الملک)، ۲۰، ۳۸

نصر بن احمد سامانی (ابو الحسن)،

فہرست، اسمائے گرامی افراد خاندان و قبیلے

۲٦ ، ۲۷ ، ۲۸

نظامی گنجوی، ٦۲

نوح، ۹۰

نوح بن منصور بن نوح (ابو القاسم) ۲۷

نوح بن نصر سامانی (ابو محمد)، ۴ ، ۲۷

نور الدین خلوتی، ۷۴

نور الدین صیرفی، ۷۵

(و)

وکیع بن حسان، ۲

وھب بن منبہ الیمانی الصنعانی (ابو عبد اللہ)، ۴

(ھ)

ھارون الرشید، ۲۹

ھجویری، ۵

ھرمز بن نوشیروان، ۲۵

ھیاطلہ ، ۵۷

(ی)

یحیی بن احمد بن سعید الباخرزی (ابو المفاخر)، ۴۳

یزید بن ہارون (ابو خالد)، ۲٦

یوسف ارشدی (خواجہ ـــ)، ۵٦

یوسف ھمدانی (خوجہ ـــ) ۳۳ ،

۳۵ ، ۳٦ ، ٦٦

یہود، ۱٦

فہرست کتب

(الف)

الآثار، ۸

آداب التصوف، ۳۱

آداب الفضلاء، ۵۹

آنندراج * ۲۶، ۲۸

الاتمام اتمام الاهتمام، ۲۱

الاصابة فی تمییز الصحابة * ۸، ۹

احیاء علوم الدین، ۱۲

اخایر الذخایر، ۳۱

اخبار بخارا، ۴

اختیارات، ۲۲

اربعون حدیثا، ۲۵

اربعین، ۳۱

اساس البلاغة، ۲۰

اسد الغابة فی معرفة الصحابة * ۱۶

الاسرار، ۵۷

احسن التقاسیم * ۴

الاصطلام، ۵۷

امالی، ۵۲، ۵۹

امدالاقصی، ۵۷

انساب سمعانی * ۱۹، ۲۰، ۲۵،

۲۶، ۲۷، ۴۴، ۵۲، ۶۷

الانوار، ۵۷

اوراد الاحباب، ۲۱

الاهواء والاختلاف، ۲۱

الایضاح، ۶۹

(ب)

بتخانه * ۸۹

برهان قاطع * ۵۳، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۴

بستان المذکرین، ۳۳

(ت)

تاریخ بخارا * ایک، دو، تین، چار، پانچ، نو، چوده، ۳، ۴، ۵، ۲۰، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۴۴، ۵۰، ۶۳، ۶۵، ۶۶، ۷۱

تاریخ جهانگشای جوینی * ۳، ۴، ۹۱

تاریخ السلجوقیه، ۴۹

تاریخ ملا زاده، ایک، پانچ

تاریخ یمینی، ۷۰

تاسیس النظر، ۵۷

تتمة الفتاوی، ۴۸

تحفة الزائر بن، پانچ

تخلیص الزاهد، ۲۱

(۱) وہ کتابیں کہ جن سے ہم نے استفادہ حاصل کیا ہے اُن پر علامت (*) ستارہ موجود ہے۔

فہرست کتب

تذکرۃ الاولیاء * ۱۶ ، ۷۳

ترجمۂ مسالک و ممالک * نو

تعدیل العلوم، ۲۵

التعرف لمذہب التصوف، ۳۸ ، ۵۷ ، ۶۷

تفسیر علائی، ۵۵

تفسیر کبیر، ۶۹

تقویم الاصول، ۵۷

تکملۃ اللطائف، ۳۱

تلخیص الادلۃ ، ۲۱

تلقیح العقول، ۲۳

تنقیح الاصول، ۲۵

التوضیح فی حل غوامض التنقیح، ۲۵

تہذیب الاسماء واللغات * ۶

(ج)

جامع الاصول لاحادیث الرسول، ۶ ، ۹ ، ۷۳

جامع الصغیر، ۱۸ ، ۴۸ ، ۵۲ ، ۵۹ ، ۶۳ ، ۶۴ ، ۶۹

جامع الکبیر، ۱۸ ، ۵۹ ، ۶۴

جوامع الحکایات ولوامع الروایات * ۵۰ ، ۷۷ ، ۷۸ ، ۹۱

(چ)

چہار مقالہ ، ۴۹ ، ۵۰

(ح)

حبیب السیر * ۲ ، ۴ ، ۶ ، ۹ ، ۱۶ ، ۲۴ ، ۶۲ ، ۷۰

حدود العالم * ۶۲

(خ)

الخصائص ، ۷

خزانۃ الہدی، ۵۷

خزینۃ الاصفیاء * ۶۶ ، ۷۱ ، ۷۲

خلاصۃ الاشعار * ۴۹

(د)

دائرہ المعارف فرید وجدی * ۲۶

(ذ)

ذخیرۃ الفتاوی (الذخیرۃ البرہانیۃ) ۳۵ ، ۴۸ ، ۵۰

راحۃ الصدور * ۲۰

ربیع الابرار، ۲

رسالہ درعشق، ۴۲

رشحات * ۳۳ ، ۴۶ ، ۶۷ ، ۶۸ ، ۷۲ ، ۷۴

ریحانۃ الادب * ۲ ، ۷ ، ۱۸ ، ۲۰ ،

فہرست کتب

۶۹ ، ۷۰

(ز)

زاد المذکرین، ۳۱

زند، ۶۴

الزیادات، ۱۸ ، ۶۴

(س)

سفینۃ الاولیاء * ۴ ، ۳۶ ، ۷۱

السنتہ الوجماعۃ ، ۲۱

سنن، ۷

سنن الکبیر، ۷

سیرۂ ابن خفیف، ۳۹

سیرہ جلال الدین، منکبرنی، ۵۱

(ش)

شرح ادب القاضی، ۳۹ ، ۵۳

شرح ادب القضاء، ۵۹

شرح اسماء اللہ الحسنی، ۴۲

شرح تعدیل العلوم، ۲۵

شرح تعرف * ۵۷

شرح جامع الصغیر، ۱۳ ، ۲۳ ، ۵۲ ،
۵۸ ، ۵۹ ، ۶۳

شرح جامع الکبیر، ۵۳ ، ۵۷ ، ۵۹

شرح صحیح کرمانی، ۷۳

شرح فصول الخمسین، ۲۵

شرح قدوری، ۸ ، ۹

شرح وقایۃ الروایۃ ، ۲۵

شرعۃ الاسلام، ۷ ، ۶۸

شروط، ۲۵

(ص)

صاحبیہ ، ۳۶

صک الجنۃ ، ۲۱

(ط)

طبقات سلاطین اسلام * ۲۷

طبقات الکبیر * ۶۲

طرائق الحقائق * سولہ

(ع)

عرفات عاشقین * ۳۱

عشرات، ۳۱

عشرین، ۳۱

عقود العقائد، ۶۸

(ف)

فایق، ۸۰

فتاوٰی، ۲۴ ، ۵۹ ، ۶۴

الفتاوی الظہیریہ، ۵۸

فتاوی الفضلی، ۲۹

فہرست کتب

فرائد، ۴۵

الفروق، ۲۳

فرهنگ ایران زمین * تین، ۳۶

فرهنگ جهانگیری * تیره، ۷۳

فرهنگ نظام، ۶۴

فرهنگ نفیسی * تیره، ۵

فضل الخطاب لوصل الاحباب، ۱۷

فضائل الصحابة الاربعة، ۲۸

الفوائد الفقهیه، ۳۹

فواتح الجمال، ۴۲

فہرست کتابخانۂ مدرسۂ عالی سپہاسالار * ۸

فہرست کتب شرقی کتابخانۂ تاشکند * چھ

(ق)

قرآن * ۶، ۱۰، ۱۹، ۳۲، ۳۳، ۹۱، ۶۴،

قصۂ یوسف ۳۱، ۳۳، ۹۰

القند فی تاریخ علماء سمر قند، ۶۳

قندیه، ۶۳

قنیة المنیة، ۱۳

(ک)

الکامل فی التاریخ * ۱۹

کشاف (تفسیر)، ۲، ۳۸

کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة، ۳۶، ۵۴

کشف الاستار، ۶۲

کشف الظنون * ۵، ۶، ۸، ۱۳، ۳۸، ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۶۹، ۷۳

کشف الغوامض، ۳۹

کشف المحجوب هجویری * ۵

الکنی ولاسماء * ۴، ۹

(ل)

لباب الالباب * ۳۸، ۳۹، ۵۱، ۷۰، ۷۹، ۸۰، ۸۳، ۸۵، ۹۱

اللباب فی تهذیب الانساب * ۵۳، ۵۷، ۷۲

لطائف التفسیر، ۳۳

لغت نامه * ۴، ۵، ۸، ۱۸، ۱۹، ۲۶، ۴۵، ۵۶، ۵۷، ۶۳

(م)

مآثر الاقبال فی مفاخر الشال، ۲۴

فہرست کتب

مبسوط ، ۵۰ ، ۵۱

مجالس المؤمنین * ۱۹ ، ۶۲

مجتبی ، ۷

المحاضر ، ۵۹

المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ۴۵ ، ۴۷

المختصر، ۸

المدعی والمدعی علیہ ، ۲۲

مراسیل، ۷

مراصد الاطلاع * ۲ ، ۳۶ ، ۴۵ ، ۵۷ ، ۵۹ ، ۶۳ ، ۶۷ ، ۶۹

مزارات کرمان * ۲۴

مسالک الممالک * نو سے سولہ

مشکوۃ المصابیح ، ۷

مصباح، ۱۱

معانی الحبار، ۶۷

معجم الانساب ولاسرات الحاکمہ * ۲ ، ۴ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۷ ، ۳۸ ، ۵۳

معجم البلدان * چودہ، ۳ ، ۶ ، ۱۱ ، ۴۴ ، ۵۲ ، ۶۶ ، ۶۷

المغنی ، ۴۵ ، ۴۸ ، ۶۹

مفاتیح الجنان * ۱۱

مفتاح المذکرین ، ۳۳

مفصل، ۲

المقدمات الاربعۃ ، ۲۵

مقدمۃ الادب، ۲

ملجاء المذکرین، ۳۱

منتہی الارب * ۱۷

المنجد * ۱ ، ۴ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۶

من البعثۃ الی خلافۃ علی، ۲۴

منہاج الفتاوی، ۶۳

میزان الاصول، ۵۷

(ن)

ناسخ التواریخ * ۹ ، ۱۹ ، ۳۴

نفحات الانس * ۴۲

النقایۃ فی مختصر الوقایۃ ، ۴۶

نگارستان * ۲۱

نمونۂ ادبیات تاجیک * ۳۱ ، ۳۶ ، ۶۱

نہایۃ الکفایۃ ، ۲۴

(و)

الواقعات ، ۲۴ ، ۵۹

الوشاح ، ۲۵

وصیت نامۂ غجدوانی * ۴۶

وفیات الاعیان * ۲

فہرست کتب

وقایة الروایة ، ۲۳

(ہ)

الهدایة ، ۶۸

هدیه العارفین اسماء المؤلفین و آثار
المصنفین * ۶ ، ۱۶ ، ۲۰ ، ۲۱ ،
۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۹ ، ۳۶ ،
۳۹ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۶ ، ۴۸ ، ۵۲ ،
۵۳ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۳ ، ۶۸

هفت اقلیم * ۲۶

(ی)

یادگار ، ۳۱

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

(الف)

آذر بایجان ، ۲۵

آق کتل ، ۳۸

آموی ، ۵۱ ، ۸۶

ابخاج، پندرہ

ابلۃ ، ۷۰

اترار، ۵۶

ارمینہ، ۲۵

اروان، بارہ

اسروشنہ ، تیرہ، ۵۷

اسلامبول، ۶۳ ، ۶۹

اصطخر، چودہ

افشینہ ، سولہ

انداق (اندق، اندک) ، ۶۷

ایران، ۷۰

ایغور، ۴

ایلاق ، تیرہ

(ب)

بامجکث، پندرہ

بخارا، ایک، دو، تین ، پانچ، چھ، سات، نو سے سولہ، ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ ، ۵ ، ۱۲ ، ۱۶ ، ۱۸ ، ۹ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۸ ، ۲۹ ، ۳۰ ، ۳۱ ، ۳۲ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۹ ، ۴۰ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۴۶ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۱ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۱ ، ۶۵ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۶۹ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۷۵ ، ۷۶ ، ۷۹ ، ۸۶ ، ۸۷ ، ۹۱

بخار جمر ، بارہ

برج عیار، ۷۱

برق ، ۶۶

بزدہ، ۵۲

بصرہ، ۴ ، ۷۰ ، ۷۳

بغداد ۱۸، ۵۱

بلخ، ۳ ، ۲۲ ، ۳۲ ، ۳۹ ، ۴۴ ، ۷۴

بمجکث، چودہ، ۴

بنمجکث، ۴

بورق، بارہ

بومجکث، نو، پندرہ

بومسکت، ۴

بومہ ، بارہ

بیکند، دس، گیارہ، بارہ، چودہ، پندرہ، ۶۶

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

(پ)

پاریس، دو ، ۳

پل پازارچه ، ۶۳

پل بازارک، دس

پل حمدونه ، گیاره

(ت)

تاشکند، چھ

تبریز، ۷۱

تخارستان، ۲

ترکستان، ۲

تل ابوبکر طرخان، ۵۴

تل بغرایگ ، ۵۴

تل حافظ الدین، ۵۴

تل خواجه ، ۱۸

تل خواجه چهار شنبه ، ۳۳

تل سنگریزه، ۷۵

تل صدر ، ۱۲

تل صدور، ۴۳

تل غازیان، ۴۳

تل میانه، ۵۴

تهران ، دو ، سات، ۸۱ ، ۸۳

تیمچه مدرسه خان، ۷۰

(ج)

جامع بخارا، ۳۴ ، ۳۸

جامع بنی امیه ، ۲

جرجان (جرجانیه ، گر گانج) ، ۵۳

جرعانرود، باره

جویبار عارض، گیاره

جوی موالیان (مولیان)، ۷۱

جوی نو، ۷۰

جیحون، نو ، چوده، ۳ ، ۵ ، ۲۲،
۲۶ ، ۳۴ ، ۶۶

(چ)

چاچ ، ۶۲

چشمهٔ ایوب ، ۲۳ ، ۵۳

چغانیان ، ۲

(ح)

حجاز، ۶۱

حظیرهٔ مشایخ متصوفه ، ۶۰

حوران ، ۶

حوض کاکا ، ۳۹

حوض کمر گران، ۶۹

حوض مقدام، ۳۳

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

(خ)

خاک ولیان، ۳۲

خامه ، باره

خانقاه زنجیری، ۵۲ ، ۵۴

خانقاه صوفیان، ۷۰

ختای ، ۴

خجاده ، چوده، پندره

خجند، ۳۱ ، ۳۸

خداباد، ۵۸

خدیمنکن، چوده

خراسان، نو ، دس، پندره، ۲ ، ۳ ،
۲۲ ، ۲۹ ، ۵۱ ، ۷۸

خر خیز، تیره

خرغانکث، چوده، پندره

خرمیثن، باره

خوارزم، دس، ۲ ، ۳۶، ۴۲ ، ۴۷ ،
۵۱ ، ۶۶

خیرفغن، ۵۶

خیز اخز، ۴۵

خیوق ، ۴۲

(د)

دبوس ، پندره، ۵۷

در، باره

در بخارا، پندره

درپل حسان، دس

درچین ، پندره

در ریگستان، دس

در سمرقند، دس، پندره

درشار ستان، دس

درغسج، دس

در قهندز، دس

در کند، دس

در کوی مغان، دس

در میدان ، دس

در نوبهار، دس، پندره

در نور ، دس

دروازه، ۶۳

دروازهٔ آهنگران، ۷۴

دروازهٔ آهنین، دس ۷۵

دروازهٔ ابراهیم ، دس

دروازهٔ بنی اسد، دس

دروازهٔ حاجیان، ۲۹ ، ۳۳

دروازهٔ حد شرون، دس

دروازهٔ حدیق، دس

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

دروازۂ خشایین، ۶۹
دروازۂ رامسینۃ ، دس
دروازۂ رحبۃ ، بارہ
دروازۂ سغدیان، دس
دروازۂ سمرقند، دس، بارہ، ۴۲
دروازۂ شیخ ابوالفضل، گیارہ
دروازۂ فارجک، دس
دروازۂ کش، پندرہ
دروازۂ کلاباد، دس
دروازۂ کمر گران، ۴۳
دروازۂ مرد قشۃ ، دس
دروازۂ مسجد آدینہ، دس
دروازۂ مہر، دس
دکن، ۴، ۹
دمشق، ۲، ۶
دیمون، ۴۰
دیورد، سولہ

(ر)

رامند، بارہ
رباط طاہر بن علی، ۲۶
ربض ، دس، گیارہ، سولہ
رنجن ، پندرہ
رستغفن، ۱۱
رود آسیا، گیارہ
رود بخارا، دس
رود برکند، گیارہ
رود بستہ ، بارہ
رود بینکان، بارہ
رود رامیثۃ ، بارہ
رود ریگستان، گیارہ
رود سافری کام، بارہ
رود سغد، دس، بارہ، تیرہ، پندرہ، سولہ
رود فر اور علیا، بارہ
رود فرخشۃ ، بارہ
رود فسردہ، دس
رود کتیبہ ، گیارہ
رود نو کندہ ، گیارہ، بارہ
رویگران، پندرہ
ری، ۱۸ ، ۲۵
ریغدمون، ۵۵ ، ۴۳
ریگستان، گیارہ

(ز)

زرنجر (زرنگر) ، ۵۲
زمخشر ، ۲

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

زندند ، چودہ، پندرہ، ۴۵

(س)

سامجر (مادون) ، بارہ

سامجر (ماوراء النہر)، بارہ

سام کاس ، دس

سبذمون، ۱۹ ، ۳۶

سپید رود ، پندرہ

سپید ماسۃ ، بارہ

سجار، ۴۴

سجستان، ۲

سد سکندر، ۴۹

سرای امارت، گیارہ

سرای حمدونۃ ، گیارہ

سرخاب، ۷۱

سرخس، ۲۸

سرد خشک، ۶۹

سرطاق ، سولہ

سغد، تیرہ، چودہ، پندرہ، سولہ، ۵۳

سفکردر ، ۲۱

سقمتین، ۲۷

سمتین، ۲۸

سمران، ۳

سمرقند، تیرہ، پندرہ، ۲ ،۳، ۳۵ ،
۳۸ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۲ ، ۵۳ ،
۵۷ ، ۶۳ ، ۸۱ ، ۸۲ ، ۸۸

سوس ، ۷۴

سہ جوی، ۴۳

سیحون، ۵۶ ، ۵۷

(ش)

شابخش، بارہ

شارستان، دس، پندرہ، سولہ، ۶۶

شاش ، ۶۲

شام ، ۳۴ ، ۶۱

شرعا باد، ۲۳ ، ۲۵

شرقدون، ۶۹

(ص)

صفین، ۶۲

(ط)

طائف ، ۱۹

طواویس، بارہ، چودہ، پندرہ

طوس، ۱۳

(ع)

عبس ، ۶۹

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

(غ)

غار حرا، ۵۹، ۶۰

غجدوان، ۳۶

غداود، سولہ

غزنین، ۳۱

(ف)

فاراب، ۵۶

فتحاباد، ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۳۵

فزانہ، بارہ

فر اور سفلی، بارہ

فر اور علیا، بارہ

فرب، ۲۸

فربر، بارہ، چودہ، ۲۶

فرخشید، سولہ

فرغانہ، بارہ، تیرہ، پندرہ، ۲، ۲۵، ۲۶، ۵۹

فرغانۂ سفلی، بارہ

فرغانۂ علیا، بارہ

فیک، سولہ

(ق)

قاسمیہ، ۳

قبۃ الاسلام، ۳، ۶

قسطنطنیۃ، ۶۳

قطوان، ۳۹

قوط، ۴۳

قہندر، نو، دس، گیارہ، پندرہ، سولہ، ۲۶

(ک)

کاخشتوان، دوازدہ

کردر، ۳۶

کرمان، ۲۴، ۴۳

کرمینہ (کرمینیہ) بارہ، چودہ، پندرہ، ۶۵

کش، تیرہ، ۵۳

کشانی، پندرہ

کعبہ، ۳۵

کلاباد، ۳۹، ۴۴، ۶۷

کندمان، بارہ

کوشک بوہاشم، دس

کوشک جلال دیزہ، گیارہ

کوہ حرا، ۵۹، ۷۳

کوہک، سولہ

کوی صفۃ، ۷۰

کہندژ، ۲۶

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

(ل)

لکھنؤ، ۵۷

لمجکت، ۴

لندن ، چھ ، ۲۰

لنین گراد ، چھ

لیدن، نو ، ۳ ، ۴ ، ۱۹ ، ۷۰ ، ۷۳ ، ۸۱

(م)

ماوراء النہر ، نو ، دس، تیرہ، چودہ،
پندرہ، ۲ ، ۳ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۳۰ ،
۳۳ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۳ ، ۵۹ ، ۹۰ ، ۹۱

مدرسۂ شیخ عبدالحسین ، چار

مدینۂ ، ۳ ، ۴ ، ٦ ، ۹ ، ۱۷ ، ۱۹ ،
۲۰ ، ٦۲ ، ۷۰

مذیامجکث، چودہ

مرد قشہ ، گیارہ

مرغینان ، ۵۹

مرو، ٦ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۴۸ ، ٦۳ ، ٦۷ ،
۷۴ ، ۸٦

مزار ائمۂ ، عقیلی، ٦۲

مزارات فتحاباد، ۴۰

مزار قضاۃ سبعہ ، ۵٦

مسجد آدینۂ قدیم، ۷۵

مسجد بغرابیگ، ٦۲

مسجد بقرازان، گیارہ

مسجد سرد خشک ، ٦۹

مسجد عارض، گیارہ

مسجد ماخ، دس

مسجد نوفار، ۳٦

مشہد صوفیان، ۱۲

مصر، ٦ ، ۷ ، ٦۹

مغکان، چودہ ، پندرہ

مقبرۂ ائمۂ اسمعیل ، ۲۹

مقبرۂ تل ابوبکر حامد، ٦۴

مقبرۂ خواجۂ پارہ دوز ، ۳۸

مقبرۂ ستاجیۃ ۳۰

مقبرۂ شافعیان ، ٦۸

مقبرۂ شیخ صفی الدین اردبیلی، نو

مقبرۂ نور آباد ، ۷۱

مکہ، ۲ ، ٦ ، ۹ ، ۱۳ ، ۱۹

ملوک (دیہ ـــ) ، ۸۱

مماستین ، ۲۸

(ن)

نخجوان، ۷۱

نسف ، ۵۲

فہرست مقامات و شہر و پہاڑ

نماز گاہ ، ۳۸
نو باغ میر ، بارہ
نو بہار ، گیارہ
نور ، ۴۴
نور آباد ، ۷۱
نو کندہ ، گیارہ
نول کشور ، ۴
نوی ، ٦
نہروان ، ٦٢

(و)

وابکنی ، ٥٦
وردانہ ، بارہ
ورسک ، ٦٩
ورسنین ، سولہ
ورع ، گیارہ ، بارہ
وفن ، بارہ
ورکہ ، تیرہ

(ھ)

ھند ، ۷۰

(ی)

یسور ، ٦۴
یسیر ، بارہ
یشکرد ، ۳
یمن ، ١٦ ، ۳۳